مرغوب المسائل، ج:۴

اسراف وغلو

اسراف اورغلوکی مذمت اوراعتدال کی مدحت کے متعلق مفیداورکارآمد:۱۱ردرج ذیل
رسائل اورایک مقالہ کاعمدہ مجموعہ:

اسراف کی مذمت	مسجدمیں اسراف	تعمیرات میں اسراف	سگرٹ اوراسراف
غلوکی مذمت	تعلقات نہ توڑیئے	حلت وحرمت کی تحقیق	رخصت پرعمل
جانورکاصدقہ	دین آسان ہے	غیرمسلم کی تعریف کرنا	غیرمسلم کوحرام چیزکاہدیہ دینا

مرغوب احمدلاجپوری

ناشر:زمزم پبلشرز،کراچی

اجمالی فہرست رسائل

۱	اسراف کی مذمت..........	۲۶
۲	مسجد میں اسراف..........	۷۱
۳	تعمیرات میں اسراف..........	۹۳
۴	سگرٹ اور اسراف..........	۱۳۶
۵	غلو کی مذمت..........	۱۵۳
۶	تعلقات نہ توڑیئے..........	۲۵۱
۷	حلت وحرمت کی تحقیق میں غلو..........	۲۷۳
۸	رخصت پر عمل..........	۳۰۴
۹	جانور کا صدقہ..........	۳۳۰
۱۰	دین آسان ہے..........	۳۴۶
۱۱	غیر مسلم کی تعریف کرنا..........	۳۸۷
مقالہ	غیر مسلم کو حرام چیز کا ہدیہ دینا..........	۴۰۸

فہرست رسالہ ’’اسراف کی مذمت‘‘

مقدمہ......تلخ حقائق..	۲۷
دماغی فالج..	۲۸
جلسے اور اسراف..	۲۹
فضول خرچی اور قرآن کریم کی آیات کریمہ..	۳۴
فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے..	۳۴
بیہودہ کاموں میں مال اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں..	۳۴
فضول خرچی نہ کرنا عباد الرحمٰن کی صفت ہے..	۳۴
اللہ تعالیٰ مال کو ضائع کرنے کو پسند نہیں فرماتے..	۳۶
بغیر اسراف کا خرچ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا خرچ ہے..	۳۷
اللہ تعالیٰ کسی کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنا مال تعمیرات میں خرچ کرتا ہے...	۳۷
سخی ہو لیکن اسراف نہ کرے......حضرت عمر رضی اللہ کے اوصاف..	۳۸
پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خیرات کرنا اسراف نہیں......	۴۰
اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کرنا اور ان کے حکم میں کمی کرنا اسراف ہے.........	۴۰
وقت کا اسراف..	۴۱
وضو میں اسراف..	۴۵
کھانے میں اسراف..	۴۹
کپڑے میں اسراف..	۵۵
تجہیز و تکفین میں اسراف..	۵۹

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پرانے کپڑوں میں دفن کی وصیت فرمانا............	۵۹
صدقہ میں اسراف..	۶۰
الفاظ کا اسراف..	۶۳
فاسق کی تعریف کرنے پر اللہ تعالی کا غصہ اور عرش کا نپنا....................	۶۳
بات کرنے میں اعتدال کا حکم..	۶۴
خاتمہ......اسراف اور قترہ کے معنی..	۶۶
اقتار کا معنی..	۶۸
تبذیر کا معنی..	۶۹

فہرست رسالہ ''مسجد میں اسراف''

پیش لفظ................................	۷۲
اپنی مسجدوں کو کشادہ بناؤ اور ان کو بھرو................................	۷۶
اچھے معمار سے مسجدیں بنواؤ................................	۷۶
مساجد کے لئے بہترین رنگ سفید ہے................................	۷۷
مسجد میں سرخ رنگ یا زرد رنگ لگانے سے اجتناب کرو................................	۷۷
شب قدر میں بارش کی وجہ سے مسجد نبوی کی چھت سے پانی ٹپکا................................	۷۸
مسجد نبوی آپ ﷺ اور خلفاء رضی اللہ عنہم کے دور میں................................	۷۸
مجھے اونچی اونچی مساجد بنانے کا حکم نہیں دیا گیا................................	۷۹
مسجد کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے چھپر کی طرح بناؤ................................	۸۰
مسجد یں روشن دان اور طاق والیاں تو نئے زمانہ کی چیزیں ہیں................................	۸۳
ہمیں مسجدوں کو روشن دان اور طاقوں کے بغیر بنانے کا حکم دیا گیا................................	۸۳
ہمیں طاقوں والی مساجد میں جانے سے منع فرمایا گیا ہے................................	۸۳
مسجد پر فخر کرنا قیامت کی علامت ہے................................	۸۴
تم مساجد کو یہود ونصاریٰ کی عبادت گاہوں کی طرح بلند وبالا کروں گے................................	۸۴
جس قوم کا عمل خراب ہوجائے وہ مسجدوں کو مزین کرنا شروع کر دیتی ہے................................	۸۵
مزین مسجد کیا فلاں لوگوں کا گرجا ہے؟................................	۸۵
مسجد کی تزئین پر لعنت................................	۸۵
مساجد کو مزین کروگے تو تم پر ہلاکت اترے گی................................	۸۶

جب مساجد آراستہ ہوں گی تو اعمال خراب ہوجائیں گے	۸۶
مساجد کو آراستہ کرنا امت کے اعمال کو خراب کرنے کا باعث ہے	۸۷
مساجد پر فخر کریں گے مگر نمازی کم ہوں گے	۸۷
مساجد تو خوبصورت بنائیں گے مگر دل خراب رکھیں گے	۸۸
مینار بدعت نہیں	۸۹
مناروں کے سلسلہ میں ضروری وضاحت	۸۹

فہرست رسالہ ''تعمیرات میں اسراف''

پیش لفظ......مکانات کی اشیاء میں اسراف وفضول خرچی	۹۴
گھر میں چوتھا بستر شیطان کا ہے................	۹۵
گھر کے سامان میں اسراف اچھا نہیں................	۹۵
مقدمہ......فضول خرچی اور قرآن کریم کی آیات کریمہ اور احادیث نبویہ......	۹۷
اعتدال اور میانہ روی......آیات کریمہ اور احادیث نبویہ................	۹۹
تعمیرات کی اجازت......گھروں کی اصلاح کرنا................	۱۰۲
تعمیر مکان میں مزدور کی مدد................	۱۰۲
آپ ﷺ کا تعمیر میں بنفس نفیس کام کرنا................	۱۰۳
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سادہ مکان................	۱۰۴
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانات................	۱۰۴
وسیع مکان، نیک پڑوسی اور پسندیدہ سواری خوش بختی کی علامت ہے..........	۱۰۵
آپ ﷺ نے وسیع مکان کی دعا کی تعلیم فرمائی................	۱۰۶
انسان کی تین ضروری چیزیں: مکان، کپڑا اور کھانا................	۱۰۶
بلا ظلم اور بلا تعدی کے بنائی گئی عمارت باعث اجر ہے................	۱۰۷
گھر کی تعمیر میں جمال اختیار کرنا جائز اور مباح ہے................	۱۰۷
تعمیرات پر اسراف................	۱۰۹
لمبی لمبی عمارتیں قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں................	۱۰۹
تعمیر کا مقابلہ قیامت کی علامت................	۱۱۰

گھروں کو اونچا بنانا برے دنوں کی علامت	۱۱۰
تعمیر قیامت کے دن وبال ہوگی، سوائے جو صرف مسجد کے لئے ہو	۱۱۱
تعمیر کے سوا ہر چیز پر اجر	۱۱۱
اللہ تعالی کسی کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنا مال تعمیرات میں خرچ کرتا ہے...	۱۱۲
ناحق مال پر پانی، مٹی اور گارے کو مسلط کر دیا جاتا ہے	۱۱۲
ہر عمارت اپنے اپنے بنانے والے کے لئے وبال ہے	۱۱۳
ہر تعمیر انسان کے لئے وبال ہے صرف وہ جو مختصر ہو	۱۱۳
ضرورت سے زائد تعمیر پر سزا کہ اسے اپنی گردن پر لادے	۱۱۳
مٹی میں صرف ہونے والا مال بابرکت نہیں	۱۱۴
رزق پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنانے کے لئے نہیں	۱۱۴
اپنے گھروں کو نقش دار چادروں کے مشابہ نہ بناؤ	۱۱۴
دیوار ٹھیک کرنے پر فرمان: موت تو اس سے بھی جلدی آنے والی ہے	۱۱۵
قبہ بنانے پر آپ ﷺ کا اعراض فرمانا	۱۱۶
سات یا نو ہاتھ کی عمارت پر منادی کہتا ہے: اے سب سے بڑے فاسق	۱۱۷
دس ہاتھ کی عمارت پر منادی کہتا ہے: اے دشمن خدا	۱۱۸
نبی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو	۱۱۸
آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو	۱۱۸
نقش ونگار والے رنگ وروغن پر آپ ﷺ کا گھر میں داخل نہ ہونا	۱۱۹
ضرورت سے زائد تعمیر پر قیامت کے دن تکلیف دی جائے گی	۱۱۹
ہر خرچ پر اللہ تعالی کا وعدہ سوائے تعمیر کے	۱۲۰

روزانہ صبح فرشتے کی ندا: ویران کرنے کے لئے عمارتیں بناؤ....................	۱۲۰
اسراف والی تزئین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ختم کرنے کا حکم....................	۱۲۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیت الخلاء بنانے پر سزا دینا....................	۱۲۲
ابوذر رضی اللہ عنہ کا مکان بنانے کی مشغولی پر بغیر سلام کے گذر جانا..........	۱۲۲
کمرہ بنانے پر آپ ﷺ کے گرانے کا حکم....................	۱۲۴
تعمیر کے متعلق چند مسائل....................	۱۲۴
مکانات میں پردوں پر اسراف....................	۱۲۶
آپ ﷺ نے فرمایا کہ: دیواروں پر پردے نہ لٹکاؤ....................	۱۲۶
اپنے اس پردہ کو مجھ سے دور کر دو....................	۱۲۶
دروازے پر پردہ کی وجہ سے جبرئیل علیہ السلام کی عدم حاضری....................	۱۲۷
اللہ تعالی ہمیں یہ حکم نہیں دیتے کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑا پہنائیں....................	۱۲۷
خدا کی قسم! اگر گھر میں پردہ ہوتو میں ضرور اس کے گھر کو جلا دوں گا....................	۱۲۷
حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا گھر میں پردہ دیکھ کر ناراض ہونا....................	۱۲۸
حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا گھر میں پردوں پر ناراضگی....................	۱۲۹
دیوار پر پردے کے جواز کی روایتیں....................	۱۳۱
تتمہ......حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے مکانات....................	۱۳۳
حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا گھر بنانے کی درخواست پر جواب.........	۱۳۳
حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کا گھر بنانے کی درخواست پر جواب.........	۱۳۴
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مکان بنانے کی درخواست پر جواب......	۱۳۴

فہرست رسالہ ’’سگرٹ اور اسراف‘‘

سگریٹ اور تمباکو نوشی ایک بری عادت	۱۳۷
سگریٹ اور تمباکو نوشی اور گٹکے کا حکم	۱۳۷
سگریٹ اور تمباکو نوشی کی قباحتیں	۱۳۸
اول: اس میں اسراف ہے	۱۳۸
دوسرا: اس میں صحت کی خرابی ہے	۱۳۸
تمباکو کے نقصانات	۱۳۹
تیسرا: اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے	۱۳۹
چوتھا: اس سے فرشتوں کو بھی ایذا ہوتی ہے	۱۴۱
پانچواں: منہ کی بدبو کے ساتھ مسجد کی حاضری	۱۴۲
لہسن اور پیاز کی کھانے والوں کو آپ ﷺ مسجد سے باہر نکال دیتے	۱۴۳
قرآن کریم کی چند آیتیں	۱۴۴
خبائث کی حرمت	۱۴۴
اپنے آپ کو خود ہلاکت میں نہ ڈالو	۱۴۴
تمباکو کے استعمال کی ممانعت پر خلیفہ کا فرمان	۱۴۵
آپ ﷺ نے مسکر اور مفتر سے منع فرمایا	۱۴۶
خاتمہ	۱۴۷
امام کو سگریٹ نوشی سے بچنا چاہئے	۱۴۷
تمباکو کے متعلق چند مسائل	۱۵۰

مساجد میں تمباکو کا استعمال..	۱۵۰
عبادات کے مقامات اور مجالس میں سگریٹ کی بدبو کے ساتھ شرکت..........	۱۵۰
تمباکو ناپاک نہیں ہے..	۱۵۰
تمباکو سے روزہ کا ٹوٹنا..	۱۵۰
شوہر کا بیوی کو تمباکو نوشی سے منع کرنے کا حق........................	۱۵۱
بیوی کے نفقہ میں تمباکو..	۱۵۲
تمباکو کے ذریعہ علاج..	۱۵۲
تمباکو استعمال کرنے والے کی امامت..................................	۱۵۲

فہرست رسالہ ''غلو کی مذمت''

پیش لفظ..	۱۵۴
اعتدال اور میانہ روی..	۱۵۵
غلو کی ممانعت کی روایات..	۱۵۷
اللہ تعالی کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز نہ کرو..............................	۱۵۷
غلو سے بچو پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا............................	۱۵۷
میری شان میں غلو نہ کرو جیسے نصاری نے غلو کیا................................	۱۵۸
اللہ تعالی کی تعظیم میں سے حامل قرآن کی عزت کرنا ہے جو غلو نہ کرتا ہو.........	۱۵۸
غسل کے بعد وضو کرنا غلو ہے..	۱۵۹
خیر الأعمال والامور اوسطها..	۱۵۹
اعتدال اختیار کرنے کی روایات..	۱۶۰
سادگی ایمان کا حصہ ہے..	۱۶۰
اخراجات میں میانہ روی آدھی معیشت..	۱۶۰
میانہ روی سے کام لینے والا تنگ دست نہیں ہوگا..............................	۱۶۰
غنی، فقر اور عبادت میں میانہ روی کتنی اچھی ہے..............................	۱۶۱
جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ تعالی اس کو غنی کر دیں گے.......................	۱۶۱
اعتدال نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک ہے..............................	۱۶۲
اے لوگو! اعتدال اور میانہ روی کو لازم پکڑو..............................	۱۶۲
اعتدال کو لازم پکڑو تم منزل تک پہنچ جاؤ گے..............................	۱۶۳

اعتدال کولازم پکڑو جوشخص دین پرسختی کرے گا دین اس پر غالب آئے گا......	۱۶۴
اپنے نفسوں پرشدت اورسختی نہ کرو....................................	۱۶۴
بہترعمل درمیانہ ہے،اور بدترین طریقہ شدت پسندی ہے......................	۱۶۵
اعتدال سے خیر کی امید....................................	۱۶۵
معیشت میں اعتدال تجارت سے بہتر ہے....................................	۱۶۶
معیشت میں میانہ روی اللہ تعالی کی طرف سے خیر کی دلیل ہے..................	۱۶۶
معیشت میں اعتدال آدمی کی سمجھداری ہے....................................	۱۶۶
قرض لینے سے بہتر ہے کہ سادگی اختیار کی جائے....................................	۱۶۷
لوگوں کی تعریف یا برائی کرنے میں اعتدال....................................	۱۶۷
اپنی عورتوں کوسادہ رکھو....................................	۱۶۸
اعمال وعبادات میں اعتدال....................................	۱۶۹
بعض ائمہ کا لمبی نماز پڑھانے میں غلو....................................	۱۷۳
آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی....................................	۱۷۶
حالت سفر میں طویل قرائت کرنے میں غلو....................................	۱۷۷
جمعہ کے دن نماز فجر کی قرأت میں غلو....................................	۱۷۹
طویل خطبہ اور غلو....................................	۱۸۱
عیدگاہ میں نماز پڑھنے پر اصرار اور غلو....................................	۱۸۵
روزہ میں غلو....................................	۱۸۶
حج میں غلو....................................	۱۹۰

صدقہ میں غلو	۱۹۲
وعظ ونصیحت میں غلو	۱۹۴
کسی کی تعریف کرنے میں غلو	۱۹۷
منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت کی روایتیں	۱۹۷
تعریف کرنے کی جواز کی روایتیں	۲۰۰
تعریف کی تین قسمیں	۲۰۱
لوگوں کی تعریف یا برائی کرنے میں جلد بازی نہ کرو	۲۰۱
الفاظ کا اسراف	۲۰۳
فاسق کی تعریف پر اللہ تعالی کا غصہ اور عرش کا کانپنا	۲۰۳
بات کرنے میں اعتدال کا حکم	۲۰۴
وصیت میں غلو	۲۰۶
جنازہ کے اعلان میں غلو	۲۰۷
میت کی منتقلی میں غلو	۲۱۰
جنازہ کی ادائیگی میں تاخیر اور غلو	۲۱۲
تعزیت میں غلو	۲۱۴
میت کا چہرہ دیکھنے اور دکھانے میں غلو	۲۱۶
قبر پر درخت کی شاخیں لگانا اور غلو	۲۱۷
قبر پر نام کا کتبہ لگانا اور غلو	۲۲۰
پختہ قبر بنانا اور قبروں پر تعمیر کرنے میں غلو	۲۲۱

پختہ قبر بنانے کی وصیت باطل ہے اور اس پر عمل جائز نہیں	۲۲۲
بزرگوں کو مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ میں دفن کرنے میں غلو	۲۲۳
تقلید میں غلو	۲۲۴
مسلکی اختلاف کے باوجود ایثار کے عجیب واقعات	۲۲۵
غلو کی حد: مستحب پر اصرار اور حرام کا ارتکاب	۲۲۸
پیر مریدی اور بیعت وخلافت اور غلو	۲۳۰
افتاء کی سند اور غلو	۲۳۱
نکاح کی مجلس میں قرآن کریم کی تلاوت اور غلو	۲۳۲
دعوت وتبلیغ میں غلو	۲۳۳
دین کے بقیہ شعبے بے کار ہیں' یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہنچتی ہے ایسوں کے لئے تبلیغ میں نکلنا حرام ہے	۲۳۴
مشورہ میں غلو	۲۳۸
شادی میں لڑکی کی والدہ سے مشورہ کرنا چاہئے	۲۳۹
قرائت مسابقوں میں غلو	۲۴۲
دعا میں غلو	۲۴۶
عقیدے میں غلو	۲۴۸

فہرست رسالہ ''تعلقات نہ توڑیئے''

اسے ضرور پڑھئے....................................	۲۵۲
بہترین دوست کون ہے؟....................................	۲۵۸
مقدمہ......اعتدال اور میانہ روی......اور آیات کریمہ....................	۲۵۹
اعتدال اور میانہ روی......احادیث نبویہ....................................	۲۵۹
دوستی و دشمنی میں اعتدال اختیار کرو....................................	۲۶۱
قومیں حد سے بڑھنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں....................................	۲۶۲
وابغض اذا ابغضت بغضا مباعدًا....................................	۲۶۳
تعلق نبھانا اچھی خصلت ہے اور تعلق توڑنا کمینہ خصلت ہے....................	۲۶۴
سفر میں ایسے دوست کو نہ لیجائے جس سے تعلق منقطع ہوجائے....................	۲۶۵
نئی دوستی کی وجہ سے پرانے دوست کو مت چھوڑ....................................	۲۶۵
والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں سے تعلقات نبھانا....................	۲۶۶
آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے لئے ہدیہ بھیجنا.....	۲۶۷
آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی کا اکرام کرنا..............	۲۶۸
کبھی کبھی ملاقات کرتے رہو تو تمہاری محبت زیادہ ہوگی....................	۲۶۹
دوستوں کی غلطیوں سے تغافل برتنا مروت ہے....................................	۲۷۰
جو شخص بے عیب دوست تلاش کرتا ہے ہمیشہ بغیر دوست کے رہتا ہے........	۲۷۰
دوست کے عیب سے تیرا چشم پوشی کرنا....................................	۲۷۱
اپنے احباب سے جدائی میرا شیوہ نہیں ہے....................................	۲۷۱

فہرست رسالہ ’’حلت وحرمت کی تحقیق میں غلو‘‘

مقدمہ..	۲۷۴
غیر مسلم کی چیزوں میں حلت وحرمت کی تحقیق کی حد........................	۲۷۴
حلال وحرام ظاہر ہے، اوران کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں..................	۲۷۵
شک کو چھوڑ کر اس کو اختیار کرو جس میں تم کو شک نہ ہو........................	۲۷۶
تحقیق کی روایتیں..	۲۷۸
ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں کی جائے گی..........	۲۷۸
آپ ﷺ کا صدقہ کے خیال سے کھجور تناول نہ فرمانا..................	۲۷۸
شکار میں شبہ ہوجائے تو مت کھاؤ..	۲۷۹
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو احتیاطاً پردہ کا حکم........................	۲۸۰
تم کیسے اس کو اپنے نکاح میں رکھو گے؟..	۲۸۱
شک کی وجہ سے نماز نہ توڑے..	۲۸۲
مجوس کے تہوار کا ہدیہ اوران کے ذبح کی ممانعت........................	۲۸۲
مجوس کے تہوار کے ہدیہ میں سے میوہ جات کھالیا کرو........................	۲۸۳
غیر مسلموں کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا صحیح ہے........................	۲۸۴
عدم تحقیق کی روایتیں..	۲۸۶
مجوسیوں کی پنیر اور روٹیاں کھائیں اور کوئی تحقیق نہیں کی........................	۲۸۶
مجوس کی مندرجہ ذیل اشیاء کھائی جاسکتی ہیں........................	۲۸۶
مجوسیوں کی روٹی میں کوئی حرج نہیں..	۲۸۷

مشرکین کے برتوں کے بارے میں ہم پوچھ گچھ نہیں کرتے تھے...............	۲۸۷
مشرکین کے برتنوں کے گھی صحابہ رضی اللہ عنہم کھاتے تھے........................	۲۸۸
غیر مسلم کی پنیر کھانے کی روایتیں..	۲۸۸
ذبح پر بسم اللہ پڑھی گئی یا نہیں؟ آپ ﷺ کا تحقیق نہ فرمانا....................	۲۹۴
چرواہوں وغیرہ مسلمانوں کے ذبیحہ کے بارے میں تحقیق نہ کرو................	۲۹۴
مسلمان کوئی چیز کھلائے یا پلائے تو کھالو اور پی لو، تحقیق نہ کرو................	۲۹۴
مسلمان کے گھر میں جو چیز ملے اس کو کھالو...................................	۲۹۵
سود کھانے والے کی دعوت کھانا...	۲۹۷
سودی معاملہ کرنے والے کی دعوت کا حکم اور گناہ داعی پر........................	۲۹۷
سودی معاملہ کرنے والے سے قرض لینا...	۲۹۷
تالاب پر مردے کی موجودگی میں پانی کے استعمال کا حکم.........................	۲۹۹
تالاب سے درندے' اور کتے کے پینے کے باوجود پانی کے استعمال کا حکم.....	۲۹۹
کیڑے اور مینگنیاں والے حوض سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا وضو فرمانا..	۳۰۱
چند فقہی عبارات..	۳۰۲

فہرست رسالہ ''رخصت پر عمل''

مقدمہ........................	۳۰۵
رخصت کے معنی اوراس کی تعریف........................	۳۰۶
اطلاق کے اعتبار سے رخصت کی چار قسمیں........................	۳۰۶
احکام کے اعتبار سے رخصت کی قسمیں........................	۳۰۸
رخصت وتخفیف کی سات صورتیں........................	۳۰۹
رخصت کے اسباب........................	۳۱۰
علماء کے شاذ اقوال سے رخصتوں کی تلاش نا جائز ہے........................	۳۱۰
حالت اکراہ میں کلمۂ کفر کہنے کی رخصت........................	۳۱۲
میری امت سے جبر کا حکم اٹھالیا گیا ہے........................	۳۱۲
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا رخصت پر عمل کرنا........................	۳۱۳
مجبور پر کوئی گناہ نہیں........................	۳۱۳
رخصت پر عمل کو لازم پکڑو........................	۳۱۵
اللہ تعالی رخصت پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں........................	۳۱۵
رخصت پر عمل فرائض کے انجام دہی کی طرح پسندیدہ ہے........................	۳۱۵
اللہ تعالی آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں........................	۳۱۶
عزیمت پر شہادت کی بشارت اور رخصت کا جواز........................	۳۱۷
مجبوری میں خنزیر کھانا اور شراب پینا رخصت ہے........................	۳۱۸
بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے رخصت اختیار کرنا........................	۳۱۸

میں نے اپنے دین کے بعض حصے کو بعض حصے کے ساتھ خرید لیا..................	۳۱۸
رخصت کو ناپسند کرنے پر آپ ﷺ کی ناراضگی..................................	۳۱۹
رخصت کو قبول نہ کرنا عرفات کے پہاڑوں کے برابر گناہ کے برابر ہے........	۳۲۰
دین میں آسانی ہے تنگی نہیں..	۳۲۱
اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے..	۳۲۵

فہرست رسالہ ’’جانور کا صدقہ‘‘

بکری کے جلے ہوئے کھر کا صدقہ	۳۳۱
صدقۂ نافلہ کا جانور ناذر خود بھی کھاسکتا ہے اور دوستوں کو بھی کھلاسکتا ہے	۳۳۱
جانور کے صدقہ کا ثبوت صحیح احادیث میں ہے	۳۳۲
نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے پر جانور کے صدقہ کا ثواب	۳۳۳
ضرورت کے لئے جانور کا ذبح کرنا نص قطعی سے ثابت ہے	۳۳۴
ذبح کرنے سے بلاؤں کا دور ہونا امر منصوص ہے	۳۳۴
صدقہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں	۳۳۵
اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو	۳۳۶
قربانی، عقیقہ، ہدی، دم کے علاوہ جانور کا ذبح کیا جانا ثابت نہیں	۳۳۶
ولیمہ میں جانور ذبح کرنا منصوص ہے	۳۳۷
ختنہ کی دعوت میں ذبح	۳۳۷
شریعت میں کھانا کھلانے کی بڑی فضیلت آئی ہے	۳۳۸
پورا جانور غریب کو کیوں نہیں دیا جاتا؟	۳۴۱
محبوب چیز کا صدقہ	۳۴۱
اسلاف کا کنواں، گھوڑا اور شکر کے بورے صدقہ کرنا	۳۴۲
بعض اہل علم کا عدم جواز یا بدعت کہنا	۳۴۲
خلاصۂ بحث	۳۴۳

فہرست رسالہ ’’دین آسان ہے‘‘

مقدمہ..	۳۴۷
یسر کی تین قسمیں ہیں..	۳۴۷
آپ ﷺ نے چودہ طریقوں سے دین کو آسان بنایا..	۳۴۷
شریعت نے دین کی آسانی کی تفصیل بھی خود کر دی..	۳۴۹
دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں کوئی مشقت ہی نہ ہو........	۳۵۰
احکام شرعیہ میں آسانی کے مقامات..	۳۵۰
تخفیف اور اس کی سات صورتیں..	۳۵۱
مفتی کو چاہئے کہ سہل پہلو پر فتوی دے..	۳۵۲
دین میں آسانی ہے تنگی نہیں..	۳۵۴
قرآن کریم کی پانچ آیتیں..	۳۵۴
احادیث نبویہ......آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا..	۳۵۵
آپ ﷺ آسان امر کو اختیار فرماتے..	۳۵۶
اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ دین وہ ہے جو آسان ہو..	۳۵۶
اللہ تعالی نے اس امت کے احکام میں میری وجہ سے تخفیف فرمادی...........	۳۵۷
تمہارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو..	۳۵۷
فیصلہ کرنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرنے پر جنت کا وعدہ..	۳۵۸
اللہ تعالی آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں..	۳۵۹
سختی کی ممانعت کی احادیث..	۳۶۰

بوڑھے شخص کے پیدل حج کی نذر پر ناراضگی	۳۶۰
پیدل حج کی نذر پر تنبیہ	۳۶۰
ناک میں دھاگہ ڈال کر چلنے کی منت پر دھاگہ کاٹ ڈینا	۳۶۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احرام میں سختی کرنے پر تنبیہ فرمانا	۳۶۱
فقہاء کرام رحمھم اللہ کی تصریحات	۳۶۳
اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے	۳۶۶
قرآن کریم کی آیات	۳۶۶
احادیث ...... بیماری میں اونٹنیوں کے دودھ اور پیشاب پینے کی اجازت	۳۶۸
مجبوری میں مردہ اونٹنی کے گوشت کھانے کی اجازت	۳۶۸
بیماری میں سونے کی ناک لگوانے کی اجازت	۳۶۹
بیماری میں مردوں کے لئے ریشم پہننے کی اجازت	۳۷۰
اضطرار میں حرام اشیاء کے عدم استعمال پر جہنم کی وعید	۳۷۰
خاتمہ ...... شریعت کے آسان کردہ چند مسائل کی مثالیں	۳۷۲
پانی نہ ہونے کی حالت میں تیمّم کا حکم ہے	۳۷۲
بیمار کے لئے وضو کے بجائے تیمّم کی اجازت	۳۷۲
پٹی پر مسح کرنے کا جواز	۳۷۲
آپ ﷺ کا ہر وضو میں مسواک کا حکم نہ فرمانا	۳۷۳
حائضہ سے نماز کی قضا معاف کردی گئی	۳۷۴
امام کو نماز مختصر پڑھانے کا حکم	۳۷۵

بیمار کے لئے بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی اجازت........................	۳۷۵
بیمار زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو تکیہ پر سجدہ کرلے........................	۳۷۶
بیمار بستر پر نماز پڑھ سکتا ہے........................	۳۷۷
بیمار اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے........................	۳۷۸
بارش کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کی اجازت........................	۳۷۸
نماز عشاء میں عدم تاخیر........................	۳۷۹
سفر میں نماز قصر........................	۳۷۹
آپ ﷺ کا فرض کے خوف سے تراویح کی جماعت کو ترک فرمانا........	۳۸۰
صوم وصال کے روزہ کی ممانعت........................	۳۸۰
بیمار کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت........................	۳۸۱
مسافر کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت........................	۳۸۱
حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت........	۳۸۱
بوڑھے کے لئے روزے کے بجائے فدیہ کا حکم........................	۳۷۲
بیمار کے لئے حج بدل کا حکم........................	۳۸۲
مزدلفہ کے قیام اور رمی جمرات میں آسانی........................	۳۸۳
قرآن کریم کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے آسان بنایا گیا........................	۳۸۴
آپ ﷺ کا بیت اللہ میں داخل نہ ہونے کی تمنا کرنا........................	۳۸۴
آپ ﷺ کا ہر لشکر میں شرکت نہ فرمانا........................	۳۸۵
آپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ مسلمانوں پر فرائض میں تخفیف کردی جائے......	۳۸۵

فہرست رسالہ ''غیر مسلم کی تعریف کرنا''

عرض مرتب............................	۳۸۸
قرآن کریم اور اہل کتاب کے امانت داری کی تعریف..................	۳۸۹
غیر مسلموں کے معبودوں کی برائی کی ممانعت..................	۳۹۱
آپ ﷺ کا حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنا..................	۳۹۳
اگر مطعم زندہ ہوتا تو اس کی سفارش قبول کرتا..................	۳۹۶
آپ ﷺ کا حاتم طائی کے مکارم اخلاق کی تعریف فرمانا..................	۳۹۷
حلف الفضول میں شرکت اور اس کی مدح..................	۳۹۸
حلف مطیبین میں شرکت اور اس کی مدح..................	۳۹۹
لوگ معادن ہیں..................	۴۰۰
آپ ﷺ کا بادشاہ حبشہ کی تعریف فرمانا..................	۴۰۱
غیر مسلم کی میت میں شرکت اور تعزیت..................	۴۰۳
یہود و نصاری کی میت کے ساتھ قبرستان جانا..................	۴۰۴
غیر مسلم کی تعزیت..................	۴۰۴
غیر مسلم کی تعزیت کا مضمون کیا ہو؟..................	۴۰۴
خاتمہ:......غیر مسلم کو سلام کرنے کے متعلق..................	۴۰۵

غیر مسلم کو حرام چیز کا ہدیہ دینا

غیر مسلم کو حرام چیز کا ہدیہ دینا..................	۴۰۸

اسراف کی مذمت

اس رسالہ میں فضول خرچی کی مذمت کے متعلق قرآن کریم کی آیات اور آپ ﷺ کی احادیث جمع کی گئی ہیں۔اسی طرح کسی کی تعریف میں غلو، وقت کا اسراف، وضو میں، کھانے میں،لباس میں،صدقہ میں اسراف کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات نقل کئے گئے ہیں۔خاتمہ میں اسراف اور تبذیر کے معانی وغیرہ امور کے متعلق بھی کلام کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

مقدمہ......تلخ حقائق

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمین ، والصلوة والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین ، و علی آله واصحابه اجمعین ، اما بعد

اس زمانہ میں اسراف ہی کی وبا نے امت مسلمہ کوایک زبردست آزمائش میں مبتلا کردیا ہے، امیر تو خیر غریب آدمی بھی اس مرض میں مبتلا ہے۔ذریعۂ آمدنی کم سے کم ہے،مگر فضول اوراسراف کی عادت سے غربت میں اوراضافہ ہورہا ہے، پھر قرض اورسوال کی ذلت براشت کی جاتی ہے۔خصوصا شادیوں میں اسراف کے طوفان نے امت مسلمہ کی زندگی اجیرن بنادی ہے، ہرشخص دکھلاوے میں فضول خرچی کرکے اپنے اوپرقرض کابوجھ بھی بڑھارہاہےاوردن رات معاش کی فکرمیں ''حمار فی النهار '' کامصداق بن رہاہے۔

مکانات کی تعمیر میں بھی حد سے تجاوز بڑھتاجارہاہے،اورضرورت سے زائد بڑےاور مہنگے گھر بنائے جارہے ہیں،حتی کہ غریب آدمی بھی باوجودتنگی کے مانگ کراور زکوۃ و صدقات کی رقم جمع کرکے عمدہ مکان کا خواب دیکھ رہاہے۔

یہ تو خیر دنیوی سمجھے جانے والے امور ہیں،اب تو دینی کاموں میں بھی اسراف کی حد ہوگئی ہے،مساجدومکاتب اورمدارس دینیہ بلکہ خانقاہوں کی تعمیر میں بھی اس قدراسراف کیا جارہاہے کہ اللہ کی پناہ۔

خطابت اورتبلیغ کے نام پرخطباءاورواعظوں کے اندرون ملک اوربیرون ممالک کے بیجا اسفار پرجورقمیں ضائع کی جارہی ہیں ان کااندازہ لاکھوں سے متجاوز ہے۔

خانقاہوں میں رمضان کے آخری عشرے کےاعتکاف کے لئے دسیوں نہیں سینکڑوں

افراد کے ملکوں کے اسفار کیا صحابہ اور تابعین کے دور میں تھے؟ کیا اس پر لاکھوں روپئے اور ہزاروں پاؤنڈ وڈالر کے اخراجات نہیں کئے جارہے ہیں؟

دعوت وتبلیغ کے اجتماعات اور اسفار کے لئے ہزاروں افراد کے ممالک بعیدہ کے دوروں پر لاکھوں اور کروڑوں روپے نہیں لگائے جارہے ہیں؟

قرآن کریم کی تصحیح کے خوبصورت عنوان سے قرائت کی محفلیں، اور مدارس کے ختم بخاری کے نام سے جلسوں اور ختم نبوت کی کانفرنسیں اوران میں نعت خوان، خطباء اور قراء کے غیر ضروری تعداد پر جو مال صرف ہورہا ہے اور وہ بھی اہل علم کی طرف سے، کیا کوئی صاحب عقل اس کی تحسین کرسکتا ہے؟

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودری رحمہ اللہ کے تذکرے میں لکھا ہوا راقم کا ایک اقتباس یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں:

دماغی فالج

عمارات اور تعمیر میں فضول خرچی آج ہمارا وطیرہ ہوگیا ہے، کیا مساجد کیا مدارس و مکاتب، حتی کہ وہ تزکیہ کی خانقاہیں جن کی بنیادی تعلیم ہی تزکیہ وزہد تھی، وہاں بھی لاکھوں سے تجاوز ہوکر کروڑوں کا خرچ ضرورت کے بغیر تزیین پر خرچ ہورہا ہے۔حضرت رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: امت کے ضروری کاموں میں ہماری دولت استعمال ہو۔ مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمہ اللہ گجرات تشریف لائے ہوئے تھے، اور آپ نے دیکھا کہ یہاں بڑی بڑی شاندار مسجدیں بن رہی ہیں، تو سورت کی جامع مسجد میں فرمایا: بعض مرتبہ قوموں کو دماغی لقوہ اور فالج ہوجاتا ہے۔ ہماری اور آپ کی قومی زندگی اس ملک میں سلامت نہیں ہے۔ ایک بہت بڑا طبقہ یہاں سے مسلمانوں کے پیر اکھاڑنے

کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رہا ہے، اور ہم ہیں کہ بڑی بڑی عمارتیں بنائے جا رہے ہیں۔ مفکرین آپ کو متنبہ کر رہے ہیں، تم کیا کر رہے ہو؟ تم حالات کو دیکھو آس پاس کیا ہو رہا ہے؟ کس طرح دشمن قومیں مسلمانوں کو تباہ کر رہی ہیں۔ پانچ پانچ ہزار مسلمانوں کی نعشیں ایک ایک گھنٹہ میں سربوں نے ڈال دیں اور میڈیا نے ایک لفظ بھی نہیں کہا، کیا یہاں کے مسلمان اس بات کو نہیں جانتے، اس کے بعد بھی ہم عیاشی میں لگے ہوئے ہیں۔ دوستوں! خون کے آنسو رونے کی ضرورت ہے۔

جلسے اور اسراف

بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس وقت امت کے مال کا ایک بڑا حصہ اسراف میں خرچ ہو رہا ہے، اور بعض دردمند علماء اس پر تنقید بھی کرتے ہیں، مگر دین کے نام پر جو اسراف اور فضول خرچی ہو رہی ہے، اس کی طرف ہماری نظر بھی نہیں جاتی۔ دینی مراکز' مدرسوں' مکتبوں' مسجدوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ سیرت کے نام سے بڑے بڑے جلسے جلوس، مختلف ناموں کے سمینار، قرآن کریم کی تصحیح کے نام پر قرائت کے مسابقے، تعزیتی جلسے، (گرچہ نام بدل کر کسی اور نام سے موسوم کر دیئے جائیں، بہرحال وہ ہیں تو تعزیتی جلسے ہی) جن میں ہزاروں نہیں لاکھوں کا خرچ۔ امت کے اکابر علماء اور ارباب اہتمام اور مفکرین کو بہت ہی فکر کرنی چاہئے کہ عوام اور دنیادار کہلوانے والے نہیں، اہل علم اور ارباب مدارس اس عظیم گناہ میں دانستہ یا غیر دانستہ مبتلا ہو رہے ہیں، اور کس کی مجال ہے کہ زبان اور قلم سے ان پر تنقید کرے، اگر کوئی تنقید کرے تو طرح طرح کے فتوے ان کے خلاف لکھے جائیں گے، ان کے خلاف رسائل اور مضامین کا ایک نامناسب اور ''چوری اور سینہ زوری'' اور ''چوری اور چترائی'' کے مصداق ایک طوفان کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نے قوم کے اس مہلک مرض پر ایک مجلس میں فرمایا: ہمارے لاکھوں روپئے شادیوں میں، پنڈال سجانے میں، کھانا کھلانے میں صرف ہو رہے ہیں، بلکہ مال کا ایک بڑا حصہ دین سمجھ کر بے کار خرچ ہو رہا ہے، ایک مرتبہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ ہو رہا تھا، تو بڑا پنڈال لگایا گیا، اور اس میں طرح طرح کی لائٹیں اور ہر قسم کا شو کیا گیا، حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمہ اللہ اسٹیج پر تشریف لائے تو آتے ہی فرمایا کہ بھائیو! یہ کیا اسراف ہے؟ جس نبی ﷺ کی سیرت بیان کرنے کے لئے جلسہ کیا گیا ہے اس نبی کا امتی پیسے کو اس طرح برباد کرتا ہے؟ تو پھر یہ سیرت کا جلسہ کہاں ہوا؟ ہماری قوم کو ابھی تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ہمارا پیسہ کس جگہ خرچ ہونا چاہئے اور کس جگہ نہیں۔

یہاں یہ راقم و عاجز بہت ادب سے ایک بات لکھنے کی جرأت کر رہا ہے، گرچہ ہے تو ''چھوٹا منہ بڑی بات''، مگر اپنے قلم پر جبر کر کے لکھ رہا ہوں، امید کہ اہل علم بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس وقت علماء اور خطباء کے (اکابر اور مشائخ کے نہیں) اسفار بھی اسراف کے زمرے میں شامل ہیں۔ یہاں برطانیہ میں ہر سال سینکڑوں علماء خطابت و تبلیغ کے عنوان سے آتے ہیں۔ اسی طرح کینیڈا، افریقہ، بار باڈوز، پناما، کے اسفار کے سال کے حسابات لگائے جائیں تو بلا مبالغہ لاکھوں سے متجاوز ہوں گے۔ کیا یہ اسراف نہیں ہے؟ اگر ان خطباء کے اسفار نہ ہوں تو ان ممالک میں کون سی بے دینی پھیل جائے گی، اور ان کے آمد اور خطابت سے کون سا دینی ماحول بڑھ رہا ہے۔

ذرا غور کریں ہزاروں علماء کے ٹکٹ، ویزا، یہاں آنے کے بعد مختلف شہروں میں آنے جانے کے لئے سواریاں، اور بڑی بڑی دعوتیں، اور وہ بھی ایک دو نہیں ہر دسترخوان پر ایک بڑی جماعت، اور واپسی پر سامانوں سے بھری ہوئی صندوقوں کے تحفے، اور مالی ہدایا مزید

براں۔اور بڑے دکھ کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ بعض اہل علم نے عوام کے سامنے علماء حق کی جماعت کو بدنام کر کے رکھ دیا۔ ہدیہ کی مقدار پر ناراضگی کا نہ صرف اظہار، بلکہ زیادتی کا مطالبہ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع

تف ہے تیری اوقات پر

(مفکر ملت ص۲۵۔ ذکر صالحین (جدید) ص۲۶۹ ج۶)

یہاں ضروری ہے کہ میں چند خانقاہوں کا استثنی کروں جہاں رمضان میں معتکفین گر چہ دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں، مگر وہاں کا نظام تربیت ایک مثالی ہے، اور وہ صرف رسمی خانقاہ نہیں، جہاں ہجوم پر فخر کیا جاتا ہے، بلکہ رمضان کے مبارک ایام کے منٹ اور سیکنڈ تک کی حفاظت کی جاتی ہے، آنے والوں پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے، اوران کی اصلاح کی بھر پور کوشش کی جاتی ہے، ایسی چند خانقاہوں کے لئے اسفار اسراف کے زمرے سے مستثنی کئے جا سکتے ہیں۔(ڈابھیل، لیسٹر اور گنی چنی چند خانقاہوں کے نام لئے جا سکتے ہیں)

ایسے ہی دعوت وتبلیغ کے اجتماعات میں بھی بعض اکابر کے اسفار نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہیں، ان کے اسفار محض سیر وتفریح کے لئے نہیں ہوتے، بلکہ امت کی صحیح فکر لئے ہوتے ہیں، ان کی آمد ملکوں کے لئے باعث خیر و ہدایت ہوتی ہے، ان کے مشاغل میں مشورے، دین کے احیاء کی تڑپ، راتوں کی بیداری اور آہ وسحر گاہی کے مناظر اس گنہگار آنکھوں کے سامنے ہیں۔ان حضرات کے اسفار کو اسراف کہنا نامناسب بلکہ بڑی جرأت ہے۔

بعض اکابر اور اہل اللہ کے اسفار بھی یقیناً اسراف کے دائرے سے خارج ہیں، ان کی

آمد بھی یقیناً عوام وخواص کے لئے باعث خیر واصلاح ہے،ایک بڑے طبقے کی اصلاح ان اہل اللہ کی صحبت سے ہوئی ہے،اور ہورہی ہے،ان اکابر کے بارے میں اسراف کا لفظ لکھنا بھی تحریر کا اسراف ہے۔

کوئی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ: خیر کے کاموں میں اسراف نہیں،اسراف تو شر میں ہوتا ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ وضو خیر کا کام ہے یا نہیں؟ وضو میں پانی کے اسراف پر جس کی کوئی خاص قیمت نہیں، اللہ تعالی نے پانی مفت عطا فرما رکھا ہے،اس پر آپ ﷺ نے کس قدر شدت سے تین الفاظ فرمائے : برا کیا، تعدی کی اور ظلم کیا۔معلوم ہوا خیر میں اسراف بری چیز ہے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہاں تک مسئلہ لکھا کہ:مال میں اسراف کرنے والے کے لئے حجر نافذ کیا جائے،اوراس پر مال خرچ کرنے میں پابندی لگائی جائے۔''موسوعہ فقہیہ'' میں ہے:

یہ بات شرعی طور پر ثابت ہے کہ مال کی حفاظت شریعت کے مقاصد میں سے ہے،اور اس کی حفاظت کا ایک طریقہ اسراف اور فضول خرچی نہ کرنا ہے.....اور جو شخص ایسا کرے وہ سفیہ ہے۔جمہور فقہاء کے نزدیک وہ حجر نافذ کئے جانے کا مستحق ہے۔

(موسوعہ فقہیہ ص ۲۸۶ ج ۳۱۔اردو ص ۳۲۰ ج ۳۱،عنوان:غنی،فقرہ:۱۳)

نوٹ:......حَجْر:لغت میں روکنے کے معنی میں آتا ہے۔حنفیہ نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ: یہ تصرف قولی کے نفاذ سے روکنے کا نام ہے۔

(موسوعہ فقہیہ ص ۸۴ ج ۱۷۔اردو ص ۱۱۵ ج ۱۷،عنوان: حجر،فقرہ:۱)

بہر حال بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے احوال کا جائزہ لیں،اوراپنی زندگی سے ہر طرح

کے اسراف اور فضولیات کو نکالنے کی کوشش کریں۔اس لئے کہ آپ ﷺ نے بہت تاکید سے اسراف کی مذمت اور خرچ میں میانہ روی کی تعلیم عطا فرمائی ہے۔

اور اسراف کرنے والا عقل مند نہیں ہوسکتا، عاقل آدمی اس طرح کی فضولیات سے پرہیز کرتا ہے، اکبر نے صحیح کہا تھا ؎

جس نے رکھا نہ فضولی سے سروکار اکبر مرد عاقل ہے وہی دہر کے مہمانوں میں

اللہ تعالی ان اوراق کو نافع بنائے ،اور اللہ کرے راقم و ناظرین کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۱۲ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ مطابق: ۲۸ نومبر ۲۰۲۰ء

بروز ہفتہ

نوٹ:......تعمیر میں اسراف، گھروں کے سامان میں اسراف، مساجد میں اسراف، شادی میں اسراف ان موضوعات پر راقم الحروف نے مستقل رسائل لکھے ہیں، اس لئے اس مختصر رسالہ میں ان موضوعات پر کلام نہیں کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد

فضول خرچی اور قرآن کریم کی آیات کریمہ

فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتے

(۱)......﴿ وَلَا تُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾۔(پ:۸؍سورۂ انعام، آیت نمبر:۱۴۱)

ترجمہ:......اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو، وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔

(۲)......﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا ج وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾۔

(پ:۸؍سورۂ اعراف، آیت نمبر:۳۱)

ترجمہ:......اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو، اللہ تعالی فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔

بیہودہ کاموں میں مال اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں

(۳)......﴿ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ، اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴾۔

(پ:۱۵؍سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۲۶؍۲۷)

ترجمہ:......اور رشتہ دار کو اس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو (ان کا حق) اور اپنے مال کو بیہودہ کاموں میں نہ اڑاؤ، یقین جانو کہ جو لوگ بیہودہ کاموں میں مال اڑاتے ہیں، وہ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

فضول خرچی نہ کرنا عباد الرحمٰن کی صفت ہے

(۴)......﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾۔

(پ:۱۹؍سورۂ فرقان، آیت نمبر:۶۷)

ترجمہ:......اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔

عن ابراهيم فی قوله تعالی ﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾ قال : لا يجيعهم ، ولا يعرّبهم ، ولا ينفق نفقة يقول الناس : انه اسرف فيها۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اللہ تعالی کے ارشاد: ﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا، الخ ﴾ کے متعلق مروی ہے کہ: اس سے مراد یہ ہے کہ: نہ وہ ان کو بھوکا رکھتے ہیں، اور نہ ان کو لباس سے محروم کرتے ہیں، اور نہ ہی ایسے طور پر خرچ کرتے ہیں کہ لوگ کہنے لگے کہ: اس نے فضول خرچی کی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۴ ج ۱۳، فی الاسراف فی النفقة ، كتاب الادب ، رقم الحديث:۲۷۱۲۹)

(۵)......﴿ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ج وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴾۔

ترجمہ:......اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو، وہ اس کی جگہ اور چیز دے دیتے ہیں، اور وہی سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں۔ (پ:۲۲رسورۂ سبا،آیت نمبر:۳۹)

عن سعيد بن جبير ﴿ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ ﴾ قال : فی غير اسراف ولا تقتير۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اللہ تعالی کے ارشاد: ﴿ وَمَا اَنْفَقْتُمْ ، الخ ﴾ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ: (یہ صورت) اسراف اور کنجوسی کے علاوہ ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۴ ج ۱۳، فی الاسراف فی النفقة ، كتاب الادب ، رقم الحديث:۲۷۱۳۰)

اللہ تعالی مال کو ضائع کرنے کو پسند نہیں فرماتے

(۱)......عن المغيرة بن شعبة قال : سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول : ان الله کره لكم ثلا ثا : قيل و قال واضاعة المال و كثرة السوال۔

ترجمہ:......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالی نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے: بے فائدہ ادھر ادھر کی باتیں کرنا، اور مال کو ضائع کرنا، اور کثرت سوال۔

(بخاری، باب قول الله عز وجل لا يسألون النّاس الحافا ، كتاب الزكوة ، رقم الحديث:۱۴۷۷)

(۲)......عن ابی هريرة قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : ان الله يرضى لكم ثلا ثا ' ويسخَط لكم ثلا ثا : يرضى لكم ان تعبدوه ولا تشركوا به شيئا ' وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرّقوا ' وان تُناصِحوا من ولّاه الله امركم ، ويسخط لكم : قيل و قال ' واِضاعة المال ' و كثرةَ السُّوال۔

(مسند احمد ص۴۰۰ ج۱۴، تتمة مسند ابی هريرة رضی الله عنه ، رقم الحديث:۸۷۹۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند فرماتے ہیں اور تین چیزوں کو ناپسند فرماتے ہیں: تمہارے لئے اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالی کی عبادت کرو، ان کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور سب مل کر اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو (الگ الگ ہو کر) بکھر نہ جاؤ، اور جنہیں اللہ تعالی نے تمہارا ذمہ دار بنایا ہے ان کے لئے خلوص' وفاداری اور خیرخواہی رکھو، اور تمہارے لئے ان باتوں کو ناپسند فرماتے ہیں: فضول بحث ومباحثہ کرو، اور مال کو ضائع کرو، اور زیادہ سوالات کرو۔

(۳)......عن سعيد بن جبير قال : سأله رجل عن اضاعة المال قال : ان يرزقك الله رزقا فتنفقه فيما حرم عليك۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کسی آدمی نے مال ضائع کرنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: مال ضائع کرنا یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ تجھے جو رزق عطا فرمائیں اور تو اسے حرام کاموں میں استعمال کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۵ ج ۱۳، فی الاسراف فی النفقة ، كتاب الادب ، رقم الحديث:۲۷۱۳۴)

بغیر اسراف کا خرچ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا خرچ ہے

(۴)......عن الحسن ان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم سألوه : ما نفقتُنا على أهلنا ؟ فقال : ما أنفقتم على أهليكم في غير اسراف ولا تقتير ، فهو في سبيل الله۔

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ: جو ہم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہیں اس کی کیا حیثیت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو مال تم اپنے گھر والوں پر بغیر اسراف اور بغیر کنجوسی کے خرچ کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شمار ہوتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۷ ج ۱۳، فی الاسراف فی النفقة ، كتاب الادب ، رقم الحديث:۲۷۱۳۸)

اللہ کسی کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنا مال تعمیرات میں خرچ کرتا ہے

(۵)......عن محمد بن بشر الانصاری قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا أراد الله بعبد هوانا انفق ماله في البنيان والماء والطين۔

ترجمہ:......حضرت محمد بن بشر الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: اللہ تعالی جب کسی بندے کو (اس کی حماقت کی وجہ سے) ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنا مال تعمیرات پانی اور مٹی میں خرچ کرتا ہے۔

(کنز العمال ، الاسراف والتبذير ، الاخلاق ، رقم الحديث:۷۳۶۵)

سخی ہو لیکن اسراف نہ کرے......حضرت عمر رضی اللہ کے اوصاف

(۶)......عن ابن عباس قال : انی لجالس مع عمر بن الخطاب ذات يوم اذا تنفس تنفسا ظننت ان اضلاعه قد تفرجت ' فقلت : يا أمير المؤمنين ! ما أخرج هذا منك الا شر ، قال : شر والله انّي لا ادری الی من اجعل هذا الامر بعدی ، ثم التفت اليّ فقال : لعلک تری صاحبک لها اهلا ، فقلت : انه لاهل ذلک فی سابقته و فضله ' قال : انه لكما قلت : ولكنه امرؤ فيه دعابة ، قلت : فأين انت عن طلحة ؟ قال : ذاک امرؤ لم يزل به بأو منذ اصيبت اصبعه ، قلت : فأين انت عن الزبير ؟ قال : و عنقة لقس قال : يلاطم على الصاع بالبقيع ولو منع منه صاع من تمر تأبط عليه بسيفه ، قلت : فأين انت عن سعد ؟ قال : فارس الفرسان ، قلت : فأين انت عن عبد الرحمن ؟ قال : نعم المرء ذكرت على الضعف ، قلت : فأين انت عن عثمان ؟ قال : كلف باقاربه والله لو وليته لحمل بنی ابی معيط على رقاب الناس ، والله لو فعلت لفعل ولو فعل لسارت العرب حتى تقتله ، ان هذا الامر لا يصلحه الا الشديد فی غير عنف ، اللين فی غير ضعف ، الجواد فی غير سرف ، الممسک فی غير بخل ، فكان ابن عباس يقول : ما اجتمعت هذه الخصال الا فی عمر۔

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اچانک آپ نے (ایسا دکھ بھرا) سانس لیا، میں سمجھا شاید آپ

کی پسلیاں چٹک گئی ہیں، میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! یہ سانس کسی دکھ نے ہی نکالا ہے، فرمایا: اللہ کی قسم! بڑا دکھ ہے، مجھے نہیں معلوم کہ اپنے بعد یہ منصب خلافت کس کو سونپ کر جاؤں؟ پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: شاید تو اپنے ساتھی کو اس کا اہل سمجھتا ہے، میں نے عرض کیا: وہ تو واقعی اس کا اہل ہے، ان کی مسابقت فی الاسلام اور فضیلت کی وجہ سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ایسے ہی ہیں جیسے تم نے کہا، لیکن ان میں کچھ مزاج (والی طبیعت) ہے، پھر میں نے پوچھا: پھر آپ کا (حضرت) طلحہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ ایسے آدمی ہیں جن میں کچھ بڑائی ہے، جب سے ان کی انگلی کو (جنگ میں) نقصان پہنچا ہے، میں نے پوچھا: پھر آپ (حضرت) زبیر (رضی اللہ عنہ) کو کیوں بھول رہے ہو؟ ارشاد فرمایا: ان میں کچھ درشت روئی اور بد خلقی ہے، ایک صاع پر وہ بقیع میں تھپڑ مار دیتے ہیں، اور اگر ان کو ان کا ایک کھجور صاع دینے سے انکار کردیا جائے تو وہ تلوار اٹھا لیتے ہیں، میں نے پوچھا: پھر (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کہاں گئے؟ فرمایا: وہ تو شہسواروں کے شہسوار ہیں، میں نے پوچھا: پھر آپ سے عبدالرحمٰن کہاں رہ گئے؟ فرمایا: بہترین آدمی ہیں، لیکن تم نے ان کا بڑھاپے میں ذکر کیا ہے، میں نے پوچھا: پھر (حضرت) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کہاں گئے؟ فرمایا: وہ اپنے رشتہ داروں کے مکلّف ہوگئے ہیں، اللہ کی قسم! اگر میں نے ان کو والی بنادیا تو وہ بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کردیں گے، اللہ کی قسم! اگر میں نے ان کو والی بنادیا تو وہ ضرور ایسا کریں گے، اور اگر وہ ایسا کریں تو عرب ضرور ان کو قتل کردیں گے، یہ منصب تو صرف ایسے شخص کو زیبا ہے جو شدید ہو، لیکن سختی سے کام نہ لے، نرمی سے کام لے مگر کمزور نہ ہو، سخی ہو لیکن اسراف نہ کرے، مال روکنے والا ہو، لیکن بخل نہ کرے، حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہ فرمایا کرتے تھے: یہ تمام صفات صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں جمع ہوئی تھیں۔

(کنز العمال ، خلافة امير المؤمنين عثمان بن عفان رضى الله عنه ، الخلافة مع الامارة ، رقم الحديث:۱۴۲۶۲)

پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ تعالی کی اطاعت میں خیرات کرنا اسراف نہیں

(۷)......عن مجاهد قال : لو انفقت مثل ابى قبيس ذهبا فى طاعة الله لم يكن اسرافا ، ولو انفقت صاعا فى معصية الله كان اسرافا۔

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تم ابوقبیس (ایک پہاڑ) کے برابر سونا بھی اللہ تعالی کی اطاعت میں خیرات کردو تو یہ اسراف نہیں ہے، اور اگر تم ایک صاع (چار کلو) بھی اللہ تعالی کی معصیت میں خرچ کرو تو یہ اسراف ہے۔

(درمنثور ص ۲۲۶ ج ۶ ،سورۂ انعام،تحت آیت:۱۴۱)

اللہ تعالی کے حکم سے تجاوز کرنا اور ان کے حکم میں کمی کرنا اسراف ہے

(۸)......واخرج ابو الشيخ عن سفيان بن حسين ' عن ابى بشر قال : اطاف الناس باياس بن معاوية فقالوا : ما السرف ؟ قال : ما تجاوزتَ به امر الله فهو سرف ، قال : سفيان بن حسين : وما قصَّرتَ به عن امر الله فهو سرف۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ: ابو بشر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: لوگوں نے حضرت ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ سے پوچھا: اسراف کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جب تم اللہ تعالی کے حکم سے تجاوز کرو تو یہ اسراف ہے۔ سفیان بن حسین رحمہ اللہ نے کہا: جب تم اللہ تعالی کے حکم میں کمی کرو تو یہ اسراف ہے۔

(درمنثور ص ۲۲۷ ج ۶ ،سورۂ انعام،تحت آیت:۱۴۱)

وقت کا اسراف

وقت کے اسراف میں امت اس وقت ایسی حالت میں پہنچ گئی ہے کہ کوئی صاحب عقل سوچ نہیں سکتا کہ اس قیمتی دولت کو اس طرح بھی لٹایا جا سکتا ہے؟۔صحیح حدیث میں ہے:

(۱)......عن ابن عباس قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : نِعمتان مغبونٌ فیهما کثیر من النّاس : الصِّحَّة و الفَراغ ۔(بخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عیش الا عیش الآخرة ، کتاب الرقاق ، رقم الحدیث:۶۴۱۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اکثر لوگ خسارہ میں ہیں: صحت اور فراغت۔

اپنے فارغ وقت کی خوب قدر کرنی چاہیے، آپ ﷺ نے بطور خاص اس کا حکم فرمایا:

(۲)......انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل : اِغتنم خمسا قبل خمس : حیاتک قبل موتک ، وفراغک قبل شغلک ، وغناک قبل فقرک ، وشبابک قبل هَرَمک ، و صحتک قبل سقمک ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۸ ج ۱۹، ما ذکر عن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی الزهد ،کتاب الزهد ، رقم الحدیث:۳۵۴۶۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: اپنی زندگی کو موت سے پہلے، اپنی فراغت کو مشغولی سے پہلے، اپنے غنا کو فقر سے پہلے، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اور اپنی صحت کو بیماری سے پہلے۔

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کبھی انسان تندرست ہوتا ہے اور عبادت کے لئے فارغ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اسباب

معاش میں مشغول ہوتا ہے، اور کبھی وہ اسباب معاش سے فارغ ہوتا ہے، لیکن تندرست نہیں ہوتا۔ اور جب آدمی تندرست بھی ہو اور فارغ بھی ہو تو پھر اس پر سستی غالب آجاتی ہے، اور وہ عبادت اور طاعت کے فضائل کو حاصل نہیں کر پاتا، اور یہی خسارہ ہے۔

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح ص۳۹۷ ج۲۹۔نعم الباری ص۴۲۷ ج۱۳)

(۳)......عن ابی هريرة : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما من احد يموت الا نَدِم ، قالوا : وما ندامته يا رسول الله ؟ قال : ان كان مُحسنا ندم ان لا يكون ازْدَادَ ، وان كان مُسيئا ندم ان لا يكون نزع۔

(ترمذی، باب [يوم القيامة و ندامة ، الخ] ابواب الزهد ، رقم الحديث:۲۴۰۳)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی مرتا ہے تو وہ نادم ہوتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کس چیز پر نادم ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نیک ہو تو اس پر نادم ہوتا ہے کہ اس نے زیادہ نیکیاں کیوں نہیں کی، اور اگر وہ بدکار ہو تو وہ اس پر نادم ہوتا ہے کہ اس نے بدی سے توبہ کیوں نہیں کی، اور بدی کو ترک کیوں نہیں کیا۔

ہمارے اکابر نے اپنے اوقات کی کیسے حفاظت فرمائی، اس کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھنی ہو تو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی بے مثال کتاب ’’قيمة الزمان عند العلماء ‘‘ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے: ’’الوقت سيف ، فان لم تقطعه قطعك ‘‘ وقت ایک تلوار ہے، اگر تو اسے کسی (خیر کے کام میں) صرف نہ کرے گا اور نہ کاٹے گا تو بھی یہ گذر جائے گا اور یہ تجھے کاٹ ڈالے گا۔ (قيمة الزمان عند العلماء ص۴۵)

بہت افسوس ہے کہ امت کے بوڑھے اور عمر رسیدہ حضرات بظاہر ان کی عمر طبعی ختم ہوچکی ہے یا قریب الختم ہے وہ بھی اپنا قیمتی وقت بجائے آخرت کی تیاری اور موت کی یاد کے غفلت میں گذار رہے ہیں، بازاروں اور گلی کوچوں میں محفل لگا کر اور بالخصوص رات میں مجلس بازی میں، اللہ تعالی ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائیں۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوس اہل علم پر ہے جنہیں اللہ تعالی نے علم کی نسبت اور مولوی کا باعزت خطاب عطا فرمایا، وہ بھی فضولیات میں اپنے اوقات ضائع کررہے ہیں، فیا للأسف۔

اور اس زمانہ میں وقت کے اسراف کا سب سے بڑا ذریعہ فون ہے، خصوصا واٹساپ اور یوٹیوپ کی مشغولی نے امت کے بڑے طبقے کو ضائع کردیا ہے، اللہ تعالی ہم سب کو محفوظ فرمائیں۔

اور صرف اس فون میں وقت کا ضیاع ہی نہیں بڑے بڑے گناہوں کا بھی ارتکاب ہو رہا ہے۔ نامحرم عورتوں پر نظر کا گناہ، غلط سلط خبروں کا سننا اور ان کی اشاعت کا گناہ، جھوٹی اور موضوع روایتوں کی بلاتحقیق اشاعت۔ اور تعجب ہے اہل علم بھی ان عظیم معاصی میں مبتلا ہیں۔ صبح اٹھ کر خود بھی اپنا وقت ضائع کررہے ہیں اور دوسروں کا بھی۔ صبح صبح ہی فون پر بیکار قسم کے واٹساپ موجود ہوتے ہیں۔ خدارا! اپنے آپ کو بھی اس مہلک مرض سے بچائیے اور دوسرے حضرات کو بھی۔ اور خود نہ بچ سکتے ہوں تو کم از کم دوسرے وہ حضرات جو کسی علمی و دینی کام میں مشغول ہیں ان کے اوقات کا تو لحاظ رکھئے۔

(۴)......عن ابی هريرة ' ان النبی صلی الله عليه وسلم قال : كفی بالمرء اِثُماً ان يُّحدِّث بكلِّ ما سمع ۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ جو کچھ سنے اسے (بغیر تحقیق کے) بیان کرے۔(ابوداؤد، باب التشدید فی الکذب ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۴۹۹۲)

(۵)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا تكذبوا عليّ ، فانه من كذب عليّ فلْيلجِ النّار۔

(بخاری، باب اثم من كذب على النبی صلى الله عليه وسلم ، كتاب العلم ، رقم الحديث:۱۰۶)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جھوٹ مت باندھو،اس لئے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

تشریح:......امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ روایت مختلف الفاظ سے نقل کی ہے۔ایک روایت کے الفاظ ہیں: من كذب عليّ فلْيتبوّأ مقعده من النار ۔ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: من تعمّد عليَّ كذبا فلْيتبوّأ مقعده من النّار ۔ایک روایت اس طرح ہے: من يقل عليّ ما لم اقل فلْيتبوّأ مقعده من النّار ۔ایک اور روایت میں ہے: من كذب عليّ متعمّدا فلْيتبوّأ مقعده من النّار۔

ان تمام روایات کا خلاصہ یہی ہے کہ میری طرف غلط بات منسوب کرنا حرام ہے' چاہے وہ دین کی تائید میں ہو یا تردید میں۔''فليلج النار ''اور''فلْيتبوّأ مقعده '' یہ صیغے اگر چہ امر کے ہیں، لیکن ان کے معنی خبر کے ہیں، گویا حضور ﷺ یہ فرمارہے ہیں کہ جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا اس کو اللہ تعالی جہنم میں ٹھکانہ دیں گے، جیسا کہ ''مسلم شریف'' کی روایت میں'' من يكذب عليّ يلجِ النّار '' آیا ہے۔اور ابن ماجہ کی روایت میں'' الكذب عليّ يولجِ النّار '' کے الفاظ ہیں۔

ہورہی ہے عمر مثل برف کم چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم

وضو میں اسراف

(۱)......عن عائشة : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یغتسل بالصّاع و یتوضّأ بالمُدِّ۔

(ابوداوٗد، باب ما یُجزِئُ من الماء فی الوضوء ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۹۲۔نسائی، باب القدر الذی یکتفی به الانسان من الماء للوضوء والغسل ،کتاب المیاه ، رقم الحدیث:۳۴۸۔ ابن ماجہ، باب ما جاء فی مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة ، رقم الحدیث:۲۶۸)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اور ایک مد پانی سے وضو کیا کرتے تھے۔

تشریح:......ایک صاع کا وزن :۱رکلو۲۸۰،۱۴۹رگرام ہے۔اور مدکا وزن :۷۸۷رگرام ۳۲۰رملی گرام ہے۔

(۲)......انّ النبی صلی الله علیه وسلم توضّأ فاُتِی باِنَاءٍ فیه ماءٌ قَدْرُ ثُلُثی المُدِّ۔

(ابوداوٗد، باب ما یُجزِئُ من الماء فی الوضوء ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۹۴۔نسائی، باب القدر الذی یکتفی به الرجل من الماء للوضوء ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۷۴)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے وضو(کا ارادہ) فرمایا: تو ایک برتن لایا گیا جس میں دو تہائی مد پانی تھا۔

(۳)......عن انس قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم یتوضّأ باِناء یسعُ رَطْلَین ویغتَسِل بالصّاع۔

(ابوداوٗد، باب ما یُجزِئُ من الماء فی الوضوء ،کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۹۵)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ ایسے برتن سے وضو کرتے

تھے کہ جس میں دو رطل پانی آتا تھا، اور آپ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔

تشریح:......رطل کا وزن: ۳۹۳/گرام، ٦٦٠/ملی گرام ہے۔

(۴)......انّ عبد الله بن مُغفّل سمع ابنَه يقول : اللهم انِّی اسألک القَصرَ الابيض عن يمين الجنة اذا دخلتُها ، قال : يا بُنیَّ ! سلِ الله الجنة ، وتعوَّذْ به من النّار ، فانِّی سمعتُ رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول : سيكون فی هذه الامة قوم يعتَدون فی الطُّهور والدّعاء۔

(ابوداؤد، باب الاسراف فی الوضوء ،كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۹٦۔ابن ماجہ، باب كراهية الاعتداء فی الدعاء ، كتاب الدعاء ، رقم الحديث:۳۸٦۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے سے سنا: وہ اللہ تعالی سے دعا مانگ رہے تھے کہ: اے میرے اللہ! میں آپ سے جنت میں داخلہ کے وقت جنت کی دائیں جانب سفید محل کا طلب گار ہوں، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بیٹے! اللہ تعالی سے جنت ملنے کی دعا کرو اور دوزخ سے پناہ مانگ، کیونکہ میں نے آپ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: عنقریب اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جو پاکی حاصل کرنے میں اور دعا مانگنے میں حد سے تجاوز کریں گے۔

(۵)......عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال : جاء اعرابی الی النبی صلی الله عليه وسلم يسأله عن الوضوء فأراه الوضوء ثلا ثا ثم قال : هكذا الوضوء فمن زاد علی هذا فقد اساء و تعدّی و ظلم۔

(نسائی، الاعتداء فی الوضوء ،كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۱۴۲۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی القصد فی الوضوء و كراهية التعدی فيه ،كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۴۲۲)

ترجمہ:......حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: انہوں نے فرمایا کہ: ایک دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وضو کی کیفیت پوچھی، آپ ﷺ نے ان اعضاء وضو کو تین مرتبہ دھو کر دکھلایا اور فرمایا کہ: (کامل) وضو اس طرح ہے، لہذا جس نے اس پر زیادتی کی اس نے برا کیا، تعدی کی اور ظلم کیا۔

(۶)......عن کعب بن اُبیّ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : انّ للوضوء شیطانا یُقال له الولهان ، فاتّقوا وسواس الماء۔

(ترمذی، باب فی کراهیة الاسراف فی الوضوء ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۵۷۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی القصد فی الوضوء و کراهیة التعدی فیه ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث :۴۲۱)

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ: وضو کا ایک شیطان ہے جسے ''ولہان'' کہا جاتا ہے، لہذا پانی کے وسوسہ سے بچو۔

(۷)......عن عبد الله بن عمرو بن العاص : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم مرّ بسعدٍ ، وهو یتوضّأ ، فقال : ما هذا السّرَفُ ؟ فقال : اَفی الوضوء اسراف ؟ قال : نعم وان کنتَ علی نهر جارٍ۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی القصد فی الوضوء و کراهیة التعدی فیه ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۴۲۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کا گذر حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر ہوا جب کہ وہ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! یہ کیا اسراف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: کیا وضو میں بھی

اسراف ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اگر چہ تم جاری نہر پر (وضوکر رہے) ہو۔

(۸)......عن ابن عمر قال : رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يتوضّأ فقال: لا تُسرِفْ ، لا تسرف۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فى القصد فى الوضوء و كراهية التعدى فيه ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث :۴۲۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو وضوکرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: (وضو میں پانی کا) اسراف نہ کیجئے۔

وضو میں پانی کے اسراف سے بچنے کے لئے آپ ﷺ اور حضرات سلف لوٹے سے وضوکرتے تھے، ظاہر ہے کہ اس میں پانی بہت احتیاط سے استعمال ہوتا ہے۔

''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں ایسی روایات آئی ہیں جن میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ ، حضرت ابوامامہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما، حضرت حسن رحمہ اللہ نے وضو میں لوٹے کا استعمال فرمایا۔

اکابر نے اس معاملہ میں بہت احتیاط فرمائی، حضرت سالم رحمہ اللہ نے خفیف اور ہلکا وضوفرمایا۔ حضرت عمر بن مرہ کے بارے میں ہے کہ: انہوں نے وضو میں اتنا کم پانی استعمال فرمایا کہ پانی بہا تک نہیں۔ حضرت اسود رحمہ اللہ وضو میں اتنا پانی استعمال فرماتے کہ جس سے ایک آدمی سیراب ہو سکے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ آدھے لوٹے سے وضو کر لیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸،۲۶۹ ۰ ۲۷۰/ ۱/۲۷۱ ج ۱، من كا ن يكره الاسراف فى الوضوء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث :۲۴/۲۵/۲۶/۲۷/۲۸/۳۲/۳۸/۳۹)

کھانے میں اسراف

(۱)......﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا ج وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾۔

(پ:۸،سورۂ اعراف،آیت نمبر:۳۱)

ترجمہ:......اورکھاؤاور پیو،اورفضول خرچی مت کرو۔یادرکھو،اللہ تعالی فضول خرچ لوگوں کو پسندنہیں کرتے۔

(۱)......قال النبی صلی الله علیه وسلم : كلو واشربوا والبَسوا وتصدّقوا فی غیر اسراف ولا مَخِیلة۔(بخاری، باب ، كتاب اللباس ، قبل رقم الحدیث:۵۷۸۳)

ترجمہ:......نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھاؤاور پیواور پہنواورصدقہ کروبغیرفضول خرچی اور تکبر کے۔

(۲)......و قال ابن عباس : كل ما شئت ' والبس ما شئت ' ما أخطأتک اثنتان : سرف أو مخیلة۔(بخاری، باب: ا ، كتاب اللباس ، قبل رقم الحدیث:۵۷۸۳)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو چاہے کھاؤ اور جو چاہے پہنو،جب تک تم دو چیزوں سے بچتے رہو،اسراف اورتکبر سے۔

(۳)......عن عمرو بن شعیب عن ابیه ' عن جده قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : كلو واشربوا والبَسوا وتصدّقوا فی غیر اسراف ولا مَخِیلة۔

(نسائی، الاختیال فی الصدقة ، كتاب الزكوة ، رقم الحدیث:۲۵۶۰۔ابن ماجہ، باب البس ما شئت ' ما اخطأک سرف أو مخیلة ، كتاب اللباس ، رقم الحدیث:۳۶۰۵)

ترجمہ:......حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤاور پیواورصدقہ کرواورلباس پہنو،بغیر تکبر اور

اسراف کے۔

(۴)......عن ابی اُمامة قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : سیکون رجال من أمتی یأکلون الوان الطعام ، ویشربون الوان الشراب ، ویلبسون الوان الثِّیاب ، ویتشدَّقون فی الکلام ، فاولئک شِرار امتی۔

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو رنگ برنگ کے کھانے کھائیں گے، الوان واقسام کے مشروبات پیئیں گے، رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے، باتیں خوب بنائیں گے، یہ میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔

(۵)......عن ابی هریرة قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : انّ من شِرار امّتی الّذین غُذُّوا بِالنَّعیم ، و نبَتَتْ علیه اجسامُهُم۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۵/۳۱۶ ج۱۰، باب ما جاء فی المتنعمین والمتنطعین ،کتاب الزهد ، رقم الحدیث:۱۷۸۳۶/۱۷۸۳۷)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بدترین افراد وہ ہیں جن کو ناز ونعمت کی غذا ملی اور اسی تنعم میں ان کے جسم کی پرورش ہوئی۔

(۶)......عن ابی برزة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: انّما أخشی علیکم شهوات الغَیِّ فی بُطونِکم ، و فروجِکم ، و مُضِلاتِ الهَوی۔

(الترغیب والترهیب ص۱۰۳ ج۳، الترهیب من الامعان فی الشبع ، والتوسع فی المآکل والمشارب شرهًا و بطرا)

ترجمہ:......حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر پیٹ اور شرمگاہ کی بے جا شہوتوں کا اور نفس کی گمراہی کا خوف کرتا ہوں، یعنی کھانے' پینے اور خواہشات نفس میں مبتلا رہنے سے خوف ہے کہ آخرت کو یکسر بھول نہ جاؤ۔

(۷)......عن انس : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم أکل خشینًا و لَبِس خشینًا ، الخ۔

(مستدرک حاکم (مترجم) ص۳۳۶ ج۶، کتاب الرقاق ، رقم الحدیث:۷۹۲۵)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے موٹا (سادہ کم قیمت والا) کھانا کھایا اور موٹا پہنا۔

(۸)......عن عائشة قالت : اوَّل بلاءٍ حدث فی ھذہ الامّة بعد نبیِّھا الشّبَع ، فانّ القوم لمّا شَبِعت بُطونُھم سمِنَت ابدانُھم ' فضعُفَتُ قلوبُھم ' وجمحَت شھواتُھم۔

(الترغیب والترھیب ص۱۰۰ ج۳، الترھیب من الامعان فی الشبع ' والتوسع فی المآکل والمشارب شرھًا و بطرا)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: پہلی بدعت جو اس امت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہوئی، وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے۔ جب پیٹ بھرے گا بدن موٹا ہوگا (اور بدن موٹا ہوگا) تو اس سے دل کمزور ہوں گے اور ان کی شہوتیں بڑھیں گی۔

(۹)......عن ابی ھریرة : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لیُؤتَیَنَّ یوم القیامة بالعظیم الطّویل الأکول الشّروب ' فلا یزِنُ عند اللہ عزّ وجل جناح بعوضة ، اقْرأوا ان شئتم ﴿ فلا نقیم لھم یوم القیامة وزنا ﴾۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۴ ج۵، باب فی المطاعم والمشارب ، فصل فی ذم کثرة الاکل ، رقم الحدیث:۵۶۷۰)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بڑا لمبا بھاری بھرکم شخص خوب کھانے پینے والا لایا جائے گا مگر اللہ تعالی کے نزدیک اس کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگی اور چاہو تو یہ آیت اس کی تفسیر میں پڑھ لو: ﴿ فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا ﴾۔

(۱۰)......عن عائشة : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أراد ان يشترى غلاما ' فألقى بين يديه تمرا ' فأكل الغلام فاكثر ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انّ كثرة الاكلِ شُوُم وامر برَدِّه۔ (مشکوۃ ص۳۶۸، كتاب الاطعمة ، الفصل الثالث)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک غلام خریدنے کا ارادہ فرمایا، (چنانچہ آپ ﷺ نے خریدا اور خریدنے کے بعد) آپ ﷺ نے اس کے سامنے (کھانے کے لئے) کھجوریں رکھیں، اس نے کھایا اور بہت زیادہ کھایا، آپ ﷺ نے فرمایا: زیادہ کھانا برا ہے، اور واپس کرنے کا حکم فرمایا۔

(۱۱)......عن نافع قال : كان ابن عمر لا يأكل حتّى يؤتى بمسكين يأكل معه ، فادخَلتُ رجلا يأكل معه فأكل كثيرا فقال : يا نافع ! لا تُدخِل هذا علىَّ ، سمعتُ النبى صلى الله عليه وسلم يقول : المؤمن يأكل فى مِعًى واحد ' والكافر يأكل فى سبعة اَمُعاء۔

(بخاری، باب المؤمن ياكل فى مِعى واحد ، كات الاطعمة ، رقم الحديث:۵۳۹۳)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک نہ کھاتے تھے حتی کہ ایک مسکین کو لایا جاتا جو ان کے ساتھ کھانا کھاتا، سو میں نے ایک مرد کو داخل کیا جو ان کے ساتھ کھا رہا تھا، اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا تو حضرت عبد

اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے نافع! تم اس کو میرے پاس داخل نہ کرنا، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

(۱۲)......عن اللجلاج قال : ما ملأت بطني طعاما منذ اسلمت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل حسبى وأشرب حسبى – قال العلاء –يعنى قوتى۔

(معجم طبرانی کبیر ص۲۱۸ ج۱۹، من اسمه لجلاج ، رقم الحديث:۴۷۸)

ترجمہ:......حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ کے دست با برکت پر اسلام قبول کیا اس وقت سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، حسب ضرورت کھایا اور حسب ضرورت پیا۔

تشریح:......بیہقی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ: وہ ایک سو بیس سال زندہ رہے، پچاس سال جاہلیت میں اور ستر سال اسلام میں۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۴۷۰ ج۲، حضرت لجلاج غطفانی رضی اللہ عنہ کا زہد)

(۱۳)......عن انس بن مالک قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان من السرف ان تأكل كل ما اشتهيت۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی اسراف ہے کہ تم ہر اس چیز کو کھاؤ جس کی تمہیں خواہش ہو۔

(ابن ماجہ، باب من الاسراف ان تأكل كل ما اشتهيت ، كتاب الاطعمة ، رقم الحديث:۳۳۵۲)

(۱۴)......عن عائشة قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اكثر من اكلة كل يوم سرف۔(كنز العمال ، الاسراف والتبذير ، الاخلاق ، رقم الحديث:۷۳۶۷)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزانہ زیادہ کھانے والے اسراف کرتے ہیں۔

(۱۵)......عن مقدام بن معديكرب قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ما ملأ آدميٌّ وِعاءً شرًّا من بَطْن ' بحسب ابْن ادم اُكُلاتٌ يُقِمْنَ صُلْبه ' فان كان لا محالة فثُلثٌ لِطعامه و ثُلُث لشرابه و ثلث لنفسه۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهية كثرة الأكل ، ابواب الزهد ، رقم الحديث:۲۳۸۰)

ترجمہ:......حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: آدمی پیٹ سے بدتر کوئی تھیلی نہیں بھرتا، چنانچہ ابن آدم کو کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے کافی ہیں، اگر اس سے زیادہ ہی کھانا ہو تو پیٹ کے تین حصے کرلے: ایک: کھانے کے لئے، دوسرا: پانی کے لئے، تیسرا: سانس لینے کے لئے۔

(۱۶)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے بطن مبارک میں دو کھانے جمع نہیں ہوئے، اگر گوشت کھاتے تو اس پر زیادتی کسی چیز کی نہیں فرماتے، اگر کھجور کھاتے تو اس پر کسی کی (بطور غذا و سالن کے) زیادتی نہ فرماتے، اگر روٹی کھاتے تو اس پر کسی چیز کو زائد نہ فرماتے۔ (سیرت ص ۱۵۸ ج ۷۔ شمائل کبری ص ۱۱۳ ج ۱)

کپڑے میں اسراف

(۱)......قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : کلوا واشربوا والبَسوا وتصدّقوا فی غیر اسراف ولا مَخِیلة۔(بخاری، باب ، کتاب اللباس ، قبل رقم الحدیث:۵۷۸۳)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ کرو بغیر فضول خرچی اور تکبر کے۔

(۲)......و قال ابن عباس : کل ما شئت ، والبس ما شئت ، ما اخطأتک اثنتان : سرف او مخیلة۔(بخاری، باب: ا ، کتاب اللباس ، قبل رقم الحدیث:۵۷۸۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو چاہے کھاؤ اور جو چاہے پہنو، جب تک تم دو چیزوں سے بچتے رہو، اسراف اور تکبر سے۔

(۳)......عن عمرو بن شعیب عن ابیہ ، عن جدہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : کلو واشربوا والبَسوا وتصدّقوا فی غیر اسراف ولا مَخِیلة۔

ترجمہ:......حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور لباس پہنو، بغیر تکبر اور اسراف کے۔

(نسائی، الاختیال فی الصدقة ، کتاب الزکوة ، رقم الحدیث:۲۵۶۰۔ابن ماجہ، باب البس ما شئت ، ما اخطأک سرف أو مخیلة ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۳۶۰۵)

(۴)......عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت : بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فی المسجد ، اذ دخلتِ امرأة من مزنیة ترفُلُ فی زینة لھا فی المسجد ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یا ایھا الناسُ انھَوْا نساء کم عن لُبس الزینة والتّبختُر فی

المسجد ، فان بنی اسرائیل لم یُلعنوا ‘ حتی لبس نساؤهم الزينة ‘ وتَبَخْتَرُن فی المساجد۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، اتنے میں قبیلۂ مزنیہ کی ایک عورت زیب و زینت کا لباس پہنے ہوئے مٹکتی (اتراتی) ہوئی مسجد میں آئی، حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہننے اور مسجد میں مٹکنے سے روک دو، کیونکہ بنی اسرائیل پر لعنت نہیں کی گئی یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہنا، اور مسجد میں مٹکنا شروع کر دیا۔(ابن ماجہ ص ۲۹۷، باب فتنة النساء ، کتاب الفتن ، رقم الحديث:۴۰۰۱)

(۵)......عن ابی اُمامة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : سيكون رجال من أمتی يأكلون الوان الطعام ، ويشربون الوان الشراب ، ويلبسون الوان الثِّياب ، ويتشدَّقون فی الكلام ، فاولئک شِرار امتی۔

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو رنگ برنگ کے کھانے کھائیں گے، الوان و اقسام کے مشروبات پیئیں گے، رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے، باتیں خوب بنائیں گے، یہ میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔

(مجمع الزوائد ص ۳۱۵ ج ۱۰، باب ما جاء فی المتنعمين والمتنطعين ،کتاب الزهد ، رقم الحديث: ۱۷۸۳۶)

(۶)......عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من لَبِس ثَوب شُهرة فی الدنيا ‘ أَلْبَسه الله ثوب مذلة يوم القيامة ، ثم ألهب فيه نارا۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جوشہرت (نمود ونمائش) کی خاطر (قیمتی) لباس پہنے گا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو ذلت (اور رسوائی) کا لباس پہنائیں گے، پھر اس میں آگ دہکائیں گے۔

(ابن ماجہ، باب من لبس شهرة من الثياب ، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۳۶۰۷۔ابوداؤد، باب فی لبس الشهرة ، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۴۰۲۸)

(۷)......عن ابی ذر عن النبی صلی الله عليه وسلم قال : من لَبِس ثَوب شُهرة اعرض الله عنه حتى يضعه متى وضعه۔

(ابن ماجہ، باب من لبس شهرة من الثياب ، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۳۶۰۸)

ترجمہ:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جوشہرت (نمود ونمائش) کی خاطر (قیمتی) لباس پہنے گا اللہ تعالی اس سے اعراض فرمائیں گے یہاں تک کہ جب چاہیں گے اسے رسوا فرمائیں گے۔

(۸)......عن عبد الله بن مسعود ' عن النبی صلی الله عليه وسلم قال : الا هلك المتنطعون۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۶ ج۱۰، باب ما جاء فی المتنعمين والمتنطعين ،كتاب الزهد ، رقم الحديث: ۱۷۸۴۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار متنطعین کے لئے ہلاکت ہے۔

تشریح:......متنطعین سے مراد کسی کام میں مبالغہ کرنے والے ہیں۔

(موسوعہ فقہیہ اردو ص۲۳۶ ج۴، عنوان اسراف، فقرہ:۹)

(۹)......عن سهل بن معاذ بن انس الجُهنی ' عن ابیه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : من ترک اللباس تواضعا لله وهو یقدر علیه ' دعاه الله یوم القیامة علی رءُ وس الخلا ئق حتی یُخَیّره من ایُّ حُلَل الایمان شاء یلبسها۔

(ترمذی، باب فی لبس الصوف ، ابواب صفة القیامة ، رقم الحدیث:۲۴۸۱)

ترجمہ:......حضرت سہل بن معاذ بن جہنی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص طاقت کے باوجود (اچھا اور قیمتی) لباس (محض) اللہ تعالی کی بارگاہ میں تواضع کے خاطر ترک کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے اور ایمان کا لباس اس کے سامنے رکھ کر فرمائیں گے ان میں سے جو چاہے پہن لو۔

(۱۰)......عن عبد الله رضی الله عنه ' قال : کانت الانبیاء یَستَحِبُّون ان یلبسوا الصُّوف و یحتَلِبوا الغنم ویَرکبوا الحُمُر۔

(مستدرک حاکم مترجم ص۱۷ ج۶ ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۷۳۸۷)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام اون کا لباس پہننا پسند فرماتے تھے، اور بکریوں کا دودھ دوہتے تھے، اور گدھے پر سواری فرماتے تھے۔

تجہیز وتکفین میں اسراف

(۷)......عن ابی طالب کرم اللہ وجهه قال : لا تُغَالی فی کفن ، فانِّی سمعت رسول اللہ یقول : لا تُغالوا فی الکفن فانه یُسْلَبُه سلبًا سریعًا۔

(ابوداوٗد، باب کراھیة المغلاة فی الکفن ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۵۴)

ترجمہ:......حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: قیمتی (اور بہت مہنگا) کفن اختیار مت کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا ہے کہ: تم لوگ بیش قیمت کفن مت اختیار کرو، اس لئے کہ وہ بہت جدل خراب ہوجانے والا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پرانے کپڑوں میں دفن کی وصیت فرمانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوذاتی امورکی طرف چند توجہ طلب باتی فرمائیں، ان میں یہ بھی فرمایا کہ: میری وفات کے وقت جو کپڑا میرے بدن پر ہواسی کو دھوکر دوسرے کپڑوں کے ساتھ کفن دینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: یہ تو پرانا ہے، کفن کے لئے نیا پکڑا ہونا چاہئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا: زندے مردوں کی بہ نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ حق دار ہیں، میرے لئے یہی پھٹا پرانا کافی ہے۔ (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ص۵۶/۵۷ ج۱)

صدقہ میں اسراف

(۱)......﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾۔

(پ:۱۹/سورۂ فرقان، آیت نمبر:۶۷)

ترجمہ:......اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔

(۲)......﴿ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴾۔(پ:۱۵/سورۂ اسراء، آیت نمبر:۲۹)

ترجمہ:......اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجے میں تمہیں قابل ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے۔

(۱)......عن جابر بن عبد الله الانصارى قال : كنّا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ جاءه رجل بمثل بَيْضَةٍ من ذهب ' فقال : يا رسول الله ! اصَبْتُ هذه من مَعْدَنٍ ' فخُذْها ' فهى صدقةٌ ما أملِك غيرَها ' فأعرَض عنه رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ' ثم أتاه من قِبَلِ رُكنه الايمن فقال مثلَ ذلك ، فأعرض عنه ' ثم أتاه مِن قِبَلِ ركنه الأيسر ، فأعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمّ أتاه من خَلْفه ' فأخذها رسول الله صلى الله عليه وسلم فحذفه بها ، فلو أصابَتْه لأوجعَتْه ، أو لعقرَتْه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : يأتى أحدُكم بما يملِك فيقول : هذه صدقة ثم يقعُدُ يَسْتَكِفُّ النّاسَ ' خير الصَّدقة ما كان عن ظَهْر غِنًى ...خُذْ عنّا مالَك ' لا حاجة لنا به۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک صاحب انڈے کے برابر سونا لے کر حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے یہ سونا ایک کان میں سے پایا ہے آپ اسے قبول فرمالیں، یہ صدقہ ہے، اور میں اس کے علاوہ کسی مال کا مالک نہیں ہوں، آپ ﷺ نے ان کی طرف سے اعراض فرمالیا، پھر وہ صاحب آپ ﷺ کی دائیں جانب سے آئے اور وہی بات دہرائی، پھر وہ صاحب آپ کی بائیں طرف سے آئے، پھر آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمالیا، پھر وہ صاحب آپ کی پشت مبارک کی طرف سے آئے، آپ ﷺ نے وہ سونا ان سے لے کر پھینک دیا، اگر وہ ان کو لگ جاتا تو ان کو زخمی کر دیتا، یا ان کو چوٹ لگ جاتی، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مال لے کر آجاتا ہے اور کہتا ہے: یہ صدقہ ہے، پھر وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، بہتر صدقہ وہ ہے جس کا مالک صدقہ دینے کے بعد بھی غنی رہے، .....اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا مال لے لو، ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

(ابوداوٗد، باب الرجل یخرج من مالہ، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:۱۶۷۳)

(۲)......دخل رجل المسجد، فأمر النبی صلی الله علیه و سلم النّاس ان یطّرِحُوا ثیابا فَطرَحُوا، فأمر له منها بِثوبَین، ثم حثَّ علی الصّدقة، فجاء فطرح احد الثّوبین، فصاح به و قال: خُذْ ثوبک۔

(ابوداوٗد، باب الرجل یخرج من مالہ، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:۱۶۷۵)

ترجمہ:......ایک صاحب مسجد میں آئے (غریب تھے محتاج تھے، اس لئے) نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا: (ضرورت سے زائد کپڑے ہوں تو صدقہ میں) نکال دیں، لوگوں

نے کپڑے نکال دیئے، آپ ﷺ نے ان میں سے دو کپڑے ان کو عنایت فرمائے۔ (پھر) آپ ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دی تو انہوں نے بھی ان دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا دے دیا، آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹ پلائی اور فرمایا: اپنا کپڑا (واپس) لے لو۔

(۳)......النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال : خیر الصدقۃ ما کان عن ظَھرِ غِنًی ، وَابدأ بمن تَعول۔

(بخاری، باب لاصدقۃ الا عن ظھر غنی ، کتاب الزکوۃ ، رقم الحدیث:۱۴۲۶)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جس کے دینے کے بعد بھی آدمی غنی رہے، اور دینے کی ابتدا اپنے عیال (گھر والوں سے) کرو۔

الفاظ کا اسراف

کسی کی تعریف میں غلو کرنا الفاظ کے اسراف کا باعث ہے، اور فضول باتوں سے بھی بچنے کا حکم ہے۔

(۸)......قال عبد الله : ألا أُنذِرُكم فضول الكلام ، بحَسبِ احدِكم ان يبلغَ حاجته۔ (طبرانی کبیر ص۹۴ ج۹، فی من اسمه عبد الله ، رقم الحديث: ۸۵۰۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: خبردار! فضول باتوں سے بچو! تم میں سے کسی کے لئے کافی ہے کہ اپنی ضرورت تک رہے۔

فاسق کی تعریف پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور عرش کا کانپنا

بلا سوچے سمجھے تعریف کرنے میں یہ بھی ہوتا ہے کہ فاسق اور فاجر کی تعریف کی جاتی ہے، حدیث شریف میں اس کی مذمت آئی ہے۔

(۹)......عن انس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا مُدِح الفاسق غضب الرب تعالى واهتزَّ له العرش۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھتا ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۶۱ ج۵، باب الاقتصاد فی النفقة و تحريم اكل المال الباطل ، رقم الحديث: ۴۶۹۲)

تشریح:......جب کوئی شخص کسی فاسق کی تعریف میں رطب اللسان ہوتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والا گویا ان امور وافعال سے راضی اور خوش ہے جو اس

فاسق کی زندگی میں پائے جاتے ہیں، بلکہ عجب نہیں کہ تعریف کرنے والا کفر کی حد میں داخل ہوجائے، کیونکہ فاسق کی تعریف اس کو اس مقام تک لے جاسکتی ہے جہاں وہ حرام کو حلال جاننے لگے۔اس سے معلوم ہوا کہ بے عمل اور دنیا دار علماء، گمراہ شعراء، اور ریا کار و پیشہ ور قراء کی مدح و تعریف کرنا بھی اس حکم میں داخل ہے۔(مظاہر حق ص۳۸۰ ج۴)

بات کرنے میں اعتدال کا حکم

اس لئے بات کرنے میں بھی اعتدال اختیار کرنا چاہئے، حدیث شریف میں بھی اس کا حکم ہے۔

(۱۰)......ان عـمرَو بُنَ العاص قال یومًا :- و قام رجل فأکثر القول-فقال عمرو : و لَو قَصد فی قوله لکان خَیرًا لهُ ، سمعتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : لقد رأیتُ أو اُمِرتُ ان اَتَجَوَّزَ فی القول ، فانّ الجواز هُو خَیر۔

(ابوداوٗد، باب ما جاء فی المُتشدِّق فی الکلام ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۵۰۰۸)

ترجمہ:......حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب سے فرمایا: جنہوں نے کھڑے ہوکر طویل بات کی تھی: اگر وہ درمیانہ طریق سے بات کرتے تو بہتر ہوتا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے-یا فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ-: بات کرنے میں درمیانہ طریقہ اپناؤں، اس لئے کہ (تمام کاموں میں) درمیان کی چال بہتر ہوتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے بڑی اچھی نصیحت فرمائی ہیں ؎

لا خیرَ فی حَشُوِ الکلام اِذا اهُتـدیُتَ الیٰ عُیونِه
والصَّمُتُ اجملُ بالفتیٰ مِن مَنطقٍ فی غیر حینِه

و علی الفتی لطِبَاعِه سِمةُ تَلوحُ علی جبِیُنِه

فضول گفتگو اچھی چیز نہیں ہے، اگر چہ تو قادر الکلام ہو۔
شریف آدمی کے لئے خاموشی اچھی ہے، بے موقع گفتگو کرنے سے۔
اورشریف آدمی کی شرافت کی علامت اس کی پیشانی سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

(دیوان الامام الشافعی ص۲۳۳، الصمت اجمل)

خاتمہ......اسراف اور قترہ کے معنی

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی:۵۰۲ھ لکھتے ہیں:

ہر وہ کام جس میں انسان حد سے تجاوز کرے اسراف ہے، اگر چہ اس کا مشہور اطلاق حد سے زیادہ خرچ کرنے پر ہوتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ﴾۔ (پ:۴/سورۂ نساء، آیت نمبر:۶)

ترجمہ:......اور یہ مال فضول خرچی کر کے اور یہ سوچ کر جلدی جلدی نہ کھا بیٹھو کہ وہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں۔

کبھی مقدار کے لحاظ سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں، اور کبھی کیفیت کے لحاظ سے خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں، اسی لئے سفیان نے کہا: اگر تم اللہ تعالی کی معصیت میں بہت کم بھی خرچ کرو تو وہ اسراف ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾۔ (پ:۸/سورۂ انعام، آیت نمبر:۱۴۱)

ترجمہ:...... جب یہ درخت پھل دیں تو ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو، اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو اللہ تعالی کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو، یاد رکھو وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔

اس آیت کا معنی ہے صدقہ وخیرات کرنے اور عشر ادا کرنے میں بھی حد سے تجاوز مت کرو، ایسا نہ ہو کہ آج تم حد سے زیادہ مال صدقہ کر دو اور کل خود ضرورت مند ہو جاؤ، اس کا تعلق حکام سے بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی صدقات کی وصول یابی میں حد سے تجاوز نہ کریں، اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھانے پینے میں حد سے تجاوز نہ کرو، کیونکہ بسیار خوری انسان

کی صحت کے لئے بہت مضر ہے، اور بہت سی بیماریوں کی موجب ہے جن میں بہت نمایاں بدہضمی ہے اور شوگر، بلڈ پریشر، السر اور یرقان، پیلیا، بسیار خوری کے دیرپا اثرات ہیں۔ غرض اسراف کسی چیز میں بھی پسندیدہ نہیں ہے۔ نہ اپنے اوپر خرچ کرنے میں دوسروں پر خرچ کرنے میں اور نہ کھانے پینے میں۔ قوم لوط کو بھی مسرفین فرمایا، کیونکہ وہ عورت کی اندام نہانی سے تجاوز کر کے مردوں کی پشت میں دخول کرتے تھے، اور بے ریش لڑکوں سے ہم جنس پرستی کرتے تھے، اور یہ عمل خواہ ایک بار بھی کیا جائے تو یہ اسراف ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرشتوں سے فرمایا: تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے کہا: ہم گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، یعنی قوم لوط کی طرف:

﴿ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ، مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴾۔

(پ:۲۷/سورۂ ذاریات، آیت نمبر:۳۳/۳۴)

ترجمہ:......تاکہ ہم ان پر پکی مٹی کے پتھر برسائیں۔ جن پر حد سے گذرے ہوئے لوگوں کے لئے تمہارے پروردگار کے پاس سے خاص نشان بھی لگا ہوگا۔

اسی طرح قصاص لینے میں بھی اسراف سے منع فرمایا:

﴿ فَلاَ يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ ﴾۔ (پ:۱۵/سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۳۳)

ترجمہ:......وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔

یعنی قصاص میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے اور قاتل کے بجائے کسی اور کو قتل نہ کیا جائے جیسے زمانہ جاہلیت میں قاتل کے بجائے اس کے قبیلہ کے زیادہ معزز آدمی کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی معاملہ میں حد سے تجاوز کرنا اسراف ہے۔

(المفردات ص۳۰۴ ج۱۔ مطبوعہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ:۱۴۱۸ھ)

اقتار کا معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

’’الـقتر ‘‘ کا معنی ہے خرچ میں کمی کرنا اور یہ اسراف کا مقابل ہے، اور یہ دونوں مذموم ہیں، قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾۔

(پ:۱۹/سورۂ فرقان، آیت نمبر:۶۷)

ترجمہ:......اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔

﴿ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴾۔(پ:۱۵/سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۱۰۰)

ترجمہ:......اور انسان ہے ہی بڑا تنگ دل۔

یعنی انسان کی جبلت میں بخل ہے۔طلاق دینے کے بعد مطلقہ کو متاع میں جو کپڑے دیئے جاتے ہیں ان کے متعلق فرمایا:

﴿ وَمَتِّعُوْهُنَّ ج عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ﴾۔

(پ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۳۶)

ترجمہ:......اور ان کو کوئی تحفہ دو، خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے مطابق۔

’’قتر‘‘ کے اصل معنی ہیں کسی جلی ہوئی لکڑی کا اٹھتا ہوا دھواں۔ کنجوس شخص بھی کسی شخص کو اصل چیز دینے کے بجائے اس کا دھواں دے کر اس کو ٹالنا چاہتا ہے’’ قترۃ ‘‘ کا معنی ہے دھوئیں کی طرح غبار نما بد رونقی جو چہرے پر چھا جاتی ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ، تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴾ ۔(پ:۳۰ سورۂ عبس ،آیت نمبر:۴۰/۴۱)

ترجمہ:......اور کتنے چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر خاک پڑی ہوگی۔ سیاہی نے انہیں ڈھانپ رکھا ہوگا۔

(المفردات ص ۵۰۸ ج ۲۔مطبوعہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ:۱۴۱۸ھ۔تبیان القرآن ص ۲۶۹ ج ۸)

تبذیر کا معنی

تبذیر کا معنی ہے تفریق، اس کی اصل ہے زمین میں بذر (بیج) کو پھینک دینا، اور پھر اس کا استعارہ ہر اس شخص کے لئے کیا گیا جو اپنے مال کو ضائع کرنے والا ہو، بظاہر بذر (بیج) کو زمین میں متفرق جگہ پھینک دینا بھی اس شخص کے نزدیک مال کو ضائع کرنا ہے جو بیجوں کو زمین میں ڈالنے کے نتیجہ سے ناواقف ہو۔(المفردات ص ۵۱ ج ۱)

(۱)......عن ابی العبیدین ' انه سأل ابن مسعود عن التبذیر فقال : انفاق المال فی غیر حقه۔

ترجمہ:......حضرت ابوالعبیدین رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تبذیر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: مال کو حق کے علاوہ جگہ میں خرچ کرنا تبذیر ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۴ ج ۱۳، فی الاسراف فی النفقة ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۷۱۳۱۔الادب المفرد، باب المبذرین ، رقم الحدیث:۴۴۴)

تشریح:......غیر حق میں خرچ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ: وہ لوگ ان چیزوں میں خرچ نہیں کرتے جن میں ثواب ہے، یا جو کم از کم مباح ہیں، بلکہ یہ لوگ ایسے کاموں میں خرچ کرتے ہیں جن کی اللہ تعالی کی طرف سے اجازت نہیں ہے، یعنی گناہوں میں یا اللہ تعالی کی نافرمانیوں میں خرچ کرتے ہیں۔(الادب المفرد مترجم ص ۳۰۹)

امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی متوفی:۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

تبذیر کے متعلق دو قول ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے مال کو باطل اور ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا، مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اگر کوئی شخص اپنے تمام مال کو حق کی راہ میں خرچ کرے تو وہ مبذر نہیں ہے، اور اگر وہ ایک کلو چیز بھی ناحق جگہ میں خرچ کرے تو وہ مبذر ہے، زجاج نے کہا: اللہ تعالی کی اطاعت کے علاوہ میں خرچ کرنا تبذیر ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے اونٹوں کو ذبح کیا جاتا تھا اور مالوں کو خرچ کیا جاتا تھا تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ صرف اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مال کو خرچ کیا جائے۔

ماوردی نے ذکر کیا ہے کہ: مال کو بے فائدہ اور فضول خرچ کرنا اور مال کو ضائع کرنا تبذیر ہے۔ (زادالمسیر ص ۲۷/۲۸ ص ۵، مکتب اسلامی، بیروت:۱۴۰۷ھ)

امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مال کو ضائع کرنا اور اس کو فضول اور بے فائدہ خرچ کرنا تبذیر ہے۔ عثمان بن اسود نے کہا: میں مجاہد کے ساتھ کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا، انہوں نے ابوقیس پہاڑ کی طرف دیکھ کر کہا، اگر کوئی شخص اس پہاڑ کے برابر بھی اللہ تعالی کی اطاعت میں خرچ کرے تو وہ مسرفین میں سے نہیں ہے، اور اگر وہ ایک درہم بھی اللہ تعالی کی معصیت میں خرچ کرے تو وہ مسرفین میں سے ہے، ایک شخص نے کسی نیک کام میں بہت زیادہ مال خرچ کیا تو اس سے کہا گیا کہ اسراف میں کوئی خیر نہیں ہے، اس نے کہا: خیر میں کوئی اسراف نہیں ہے۔

(تفسیر کبیر ص ۳۲۸ ج ۷، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی، بیروت:۱۴۱۵ھ)

مسجد میں اسراف

اس رسالہ میں مسجد کی تعمیر میں اسراف کی مذمت اور اس بارے میں منقول روایات نقل کی گئی ہے، اسی طرح مسجد وسیع بنانے اور مضبوط بنانے کی اجازت کی احادیث بھی نقل کی گئی ہیں، مینارہ بنانے میں اسراف پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد الانبياء و المرسلين ، و على آله واصحابه اجمعين ، اما بعد

اس زمانہ میں اسراف کی وبا نے امت مسلمہ کو ایک زبردست آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔ دنیوی سمجھے جانے والے امور کا تو رونا نہیں، دینی کاموں میں بھی اسراف کی حد ہوگئی ہے، مساجد و مکاتب اور مدارس دینیہ بلکہ خانقاہوں کی تعمیرات میں بھی اس قدر اسراف کیا جارہا ہے کہ اللہ کی پناہ۔

مسجد کو پختہ اور مضبوط اور وسیع بنانا تو مطلوب ہے اور مامور بھی۔ شروع اسلام میں عام طور پر لوگوں کے مکانات کچے ہوتے تھے، اس لئے مسجد بھی کچی اور سادی بنائی گئی، بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کو عمدہ اور منقش بنایا، اس سے مسجد کو عمدہ اور پختہ بنانے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ اور حد میں رہ کر نقش و نگار بھی جائز ہے، مگر اس میں حد سے تجاوز نہیں ہونا چاہئے، اعتدال کے ساتھ نقش و نگار جائز ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ:

"**ولا يكره نقش المسجد بالجص و ماء الذهب**"۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۰۹ ج۱، **الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ و مالا یکرہ ، فصل : کرہ غلق باب المسجد**)

مسجد کو چونے سے نقش کرنا اور سونے کا پانی چڑھانا مکروہ نہیں ہے۔

نقش و نگار پر جو خرچ کیا جائے عام چندے سے نہ ہو، بلکہ صرف اسی مقصد کے تحت کوئی چندہ دے یا کوئی اپنے ذاتی خرچ سے اس کو بنائے، مسجد کے وقف مال سے نقش و نگار کرنا جائز نہیں۔

’’قوله : ولا نقشه ..... وهذا اذا فعل من مال نفسه ، أما المتولی فانما یفعل من مال الوقف ، مایحکم البناء دون النقش ، فلو فعل ضمن حینئذ ، لما فیه تضییع المال ‘‘۔(بحرالرائق ص۶۴ ج۲ (زکریا)، باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها ، کتاب الصلوة)

’’ولیس للقیم أن یتخذ من الوقف علی عمارة المسجد شرفا ، أو ینتقش المسجد من ذٰلک ، ولو فعل یکون ضامنا‘‘۔

(فتاوی قاضی خان علی ھامش ہندیہ ص۲۹۱ ج۳ (زکریا)، باب الرجل یجعل داره مسجدا ، الخ ، کتاب الوقف)

’’ولا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب و نحوه .....اذا فعل من مال نفسه ، أما المتولی فلا یجوز أن یفعل من مال الوقف‘‘۔

(حلبی کبیر ص۶۱۵ (لاہور)، فصل فی احکام المسجد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خالص اپنے مال سے مسجد نبوی تعمیر کی، اور ایک حد تک منقش بنائی۔

مسئلہ:......مساجد کی ترمیم ومرمت بھی تعمیر کا ایک حصہ ہے، جس کا حکم شرعا دیا گیا ہے۔

مسئلہ:......حنفیہ کا مذہب ہے کہ مسجد میں نقش ونگار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، سوائے محراب کے کہ وہ مکروہ ہے، اس لئے کہ وہ نمازی کو غافل کردے گا، انہوں نے باریک نقش و نگار میں تکلف کرنے کو مکروہ کہا ہے، خاص طور پر قبلہ کی دیوار میں۔

ایک قول ہے: محراب میں مکروہ ہے، چھت میں مکروہ نہیں ہے، اور بظاہر محراب سے مراد قبلہ کی دیوار ہے، یہاں نقش سے مراد وہ ہے جو چونہ اور سونے کے پانی سے ہو، بشرطیکہ نقش ونگار بنانے والے کے مال سے ہو، لیکن اگر وقف کے مال سے ہوتو حرام ہے، اگر

متولی ایسا کرے گا تو وہ ضامن ہوگا۔

مسئلہ:......محراب اور دیواروں پر قرآن کریم کی آیات لکھنا پسندیدہ نہیں ہے، اس لئے کہ تحریر کے گرجانے سے روندے جانے کا اندیشہ ہے۔ (موسوعہ فقہیہ ص۲۴۲ ج ۳۷)

"الاولی ان تکون حیطان المسجد ابیض غیر منقوش ولا مکتوب علیها ویکره ان تکون منقوشا بصور او کتابة ، الخ "۔

بہتر ہے کہ مسجد کی دیوار سفید ہو، نہ منقش ہو اور نہ اس پر تحریر ہو، اور کتابت وتصاویر سے مزین کرنا مکروہ ہے۔

(بحر الرائق ص۳۱۵ ج ۵ (زکریا:ص۴۰۲ ج ۵)، فصل فی احکام المسجد ، کتاب الوقف)

دیوار پر قرآن کریم کی آیات لکھنے میں ان کی اہانت کا پہلو بھی ہے، کہ پرندے اس پر بیٹھتے ہیں، اور بیٹ کرتے ہیں۔ معمار ومزدور صفائی کے وقت پیر تک رکھ دیتے ہیں۔

"تکره کتابة القرآن واسماء الله تعالی علی الدرهم والمحاریب والجدران "۔

قرآن کریم اور اللہ تعالی کے اسماء کا درہم واور محراب اور دیواروں پر لکھنا مکروہ ہے۔ (شامی ص۱۵۷ ج ۳، مطلب : فیما یکتب علی کفن المیت ، باب صلوة الجنازة)

"ولیس بمستحسن کتابة القرآن علی المحاریب والجدران"۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۰۹ ج ۱، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوة و مالا یکره ، فصل : کره غلق باب المسجد)

اور دیوار کی محرابوں پر قرآن کریم کی کتابت مستحسن نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد: بارش سے بچانے کے لئے مسجد کی تعمیر کررہا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کی تعمیر میں نمازیوں کی ضرورت کا لحاظ کرنا چاہئے، اس لئے مسجدوں

میں سردی سے بچنے کے لئے ہیٹر، گرمی سے بچاؤ کے لئے پنکھے، معذوروں کے لئے ہموار راستے وغیرہ کا نظام کرنا جائز ہے۔

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وحضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار جمع کئے گئے ہیں، ان کو پڑھ کر یہ بات ضرور سمجھی جاسکتی ہے کہ مسجدوں کی تعمیر میں اسراف ناجائز اور حرام ہے۔ اس وقت ہمارے معاشرے میں لاکھوں پاونڈ مساجد کی تعمیر میں نہیں صرف دکھلاوے میں برباد کئے جارہے ہیں، اور پختگی اور وسعت کے بجائے تزیین اور خوبصورتی پر ایک معتد بہ رقم صرف ہورہی ہے، اور وہ بھی وقف اور چندہ کے مال سے جو یقیناً ناجائز اور شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

اللہ کرے کہ ہمیں صحیح عقل آئے اور ہم قوم کے اموال کو اس طرح برباد اور ضائع کرنے سے بچیں، ایک دن اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہمیں اس کا حساب دینا ہوگا۔ اس وقت مسجد بنانے والے بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے ایسی ایسی مسجد بنائی، اور اتنا خرچ کیا، گویا ہمارے لئے جنت واجب ہوگئی، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خیر کا کام وبال جان بن جائے اور بجائے ثواب کے عذاب کا ذریعہ بن جائے۔

اور بہت افسوس کی بات ہے کہ اہل علم اور مدارس کے ذمہ دار حضرات علماء اور ارباب افتاء تعمیرات میں اسراف کریں اور عوام کے اموال سے، عوام سے کیا شکایت۔

اللہ تعالی ان اوراق کو نافع بنائے، اور اللہ کرے راقم وناظرین کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق: ۱۳؍جنوری ۲۰۲۱ء، بدھ

اپنی مسجدوں کو کشادہ بناؤ اور ان کو بھرو

(۱)......عن کعب بن مالک ' ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرّ علی قوم من الانصار یبنون مسجدا فقال : أوسِعوا مسجدَکم تَملؤوہ۔

(مجمع الزوائد ص ۸۷ ج ۲، باب توسعة المساجد ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۹۶۲۔صحیح ابن خزیمہ ص ۶۴۷ ، باب الامر بتوسعة المساجد اذا بنیت ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۳۲۰)

ترجمہ:......حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ حضرات انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے جو مسجد بنا رہے تھے،تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی مسجدوں کو کشادہ بناؤ اور ان کو بھرو۔

اچھے معمار سے مسجدیں بنواؤ

(۲)......عن طلق بن علی قال : بنیت المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یقول : قَرِّب الیمامِیَّ الی الطِّین ' فانہ احسنُکم لہ مسًّا و أشدّکم مَنکِبا۔

(مجمع الزوائد ص ۸۴ ج ۲، باب بناء المساجد ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۹۵۱)

ترجمہ:......حضرت طلق بن علی (یمامی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور ﷺ کے ساتھ مسجد بنائی ،حضور ﷺ (میرے بارے میں کسی صحابی سے) فرمارے تھے کہ: اس یمامی کو گارے کی طرف بڑھاؤ ، کیونکہ اسے تم سب سے زیادہ اچھی طرح گارا ملانا آتا ہے،اور اس کے کندھے بھی تم سب سے زیادہ مضبوط ہیں یعنی وہ تم سب سے زیادہ طاقتور بھی ہے۔

(۳)......عن قیس عن ابیہ ' قال : جئتُ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ یبنون المسجد ' قال : فکأنّہ لم یُعجِبہ عملُھم ، قال : فأخذت المِسحاۃ ' فخلَطت

بهـا الـطِّيـن ، فـكأنّه اَعْجَبه أخْذِى المِسحاة و عملى ، فقال : دَعُوا الحنفى و الطِّين ، فانه اضبطُكم للطِّين۔

(مسند احمد ص ۴۶۵ ج ۳۹ ، بقية حديث طلق بن على الحنفى رضى الله عنه ، رقم الحديث: ۳۱/۰۰۰ (۳۱/۲۴۰۰۹)

ترجمہ:...... حضرت قیس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ: میں حضور ﷺ کی خدمت حاضر ہوا، اس وقت حضور ﷺ کے صحابہ مسجد بنا رہے تھے، حضور ﷺ کو صحابہ کا یہ کام کرنا کچھ پسند نہیں آ رہا تھا، میں پھاوڑا لے کر اس سے گارا ملانے لگ گیا، حضور ﷺ کو میرا پھاوڑا لے کر اس سے گارا ملانا پسند آیا تو فرمایا: اس حنفی (قبیلہ حنفیہ کے آدمی) کو گارا بنانے میں لگا رہنے دو، کیونکہ یہ تم سے زیادہ اچھا گارا بنانے والا ہے۔

مساجد کے لئے بہترین رنگ سفید ہے

(۴)...... عن ابى الدرداء قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان احسن ما زرتم الله به فى قبوركم و مساجدكم البياض۔

(ابن ماجہ، باب البياض من الثياب ، كتب اللباس ، رقم الحديث: ۳۵۶۸)

ترجمہ:...... حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر رنگ جس سے تم اپنی قبروں میں اللہ تعالی کی زیارت کرو، اور تمہاری مساجد کے لئے وہ سفید ہے۔

مسجد میں سرخ رنگ یا زرد رنگ لگانے سے اجتناب کرو

(۵)...... أمر عمر ببناء المسجد وقال : اَكِنَّ الناس من المطر ، و اِياک ان تُحَمِّرَ أو تُصفِّر ، فتفتن الناس۔

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد (نبوی) کو بنانے کا حکم دیا اور فرمایا: لوگوں کو بارش سے محفوظ رکھو، اور سرخ رنگ یا زرد رنگ لگانے سے اجتناب کرو کہ لوگ فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ (بخاری، باب بنیان المسجد ، کتاب الصلوة ، قبل رقم الحدیث:۴۴۶)

تشریح:......فتنہ میں مبتلا ہونے کا معنی یہ ہے کہ لوگ مسجد کے رنگ وروغن دیکھنے میں مشغول ومنہمک ہوں گے، اوران کے خضوع اور خشوع میں فرق آئے گا۔ (نعمۃ الباری ص۲۱۶ ج۲)

شب قدر میں بارش کی وجہ سے مسجد نبوی کی چھت سے پانی ٹپکا

(۶)......عن ابی سلمة قال : سألتُ أبا سعيد الخُدريَّ فقال : جاء ت سحابة فمَطَرَتْ حتى سالَ السَّقف ، وكان من جريد النَّخل ، فأقيمت الصلوة فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجُد فى الماء والطِّين ، حتى رأيت اثر الطِّين فى جبهته۔

(بخاری، باب هل يصلى الامام بمن حضر ؟ وهل ، الخ كتاب الاذان ، رقم الحديث:۶۶۹)

ترجمہ:......حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: (کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کا ذکر سنا ہے؟) انہوں نے فرمایا: بادل آئے اور برسنے لگے حتی کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور وہ کھجور کے شہتیروں سے بنی ہوئی تھی، پس نماز کی اقامت کہی گئی پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پانی اور مٹی میں سجدہ فرمارہے تھے یہاں تک کہ میں نے مٹی کا نشان آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر دیکھا۔

مسجد نبوی آپ ﷺ اور خلفاء رضی اللہ عنہم کے دور میں

(۷)......نافع ان عبد الله اخبره : ان المسجد كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم مَبْنيًّا باللَّبِن ، و سقفُه الجريد ، وعُمُدُه خشب النخل ، فلم يزد فيه ابو

بکر شیئا ، وزاد فیه عمر و بناه علی بنیانه فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم باللَّبِن والجرید ، و أعاد عُمُدَه خَشَبا ، ثمَّ غَیَّره عثمان فزاد فیه زیادةً کثیرةً و بنی جدارَه بالحجارة المنقوشة والقَصَة ' وجعل عُمُده من حجارةٍ منقوشةٍ و سقَفَه بالسَّاج۔(بخاری، باب بنیان المسجد ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۴۶)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:ہمیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ:مسجد(نبوی) رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی،اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی،اوراس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے،حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اوراس کو رسول اللہ ﷺ کے عہد کی بناء پر تعمیر کیا،کچی اینٹوں اورشاخوں سے بنایا، اوراس کے ستون دوبارہ لکڑی کے بنائے،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اوراس میں بہت اضافہ کیا،اس کی دیواریں نقش ونگار والے پتھروں اور چونے کی بنائیں اوراس کے ستون بھی منقش پتھروں کے بنائے،اوراس کی چھت ساگوان کی لکڑی کی بنائی۔

مجھے اونچی اونچی مساجد بنانے کا حکم نہیں دیا گیا

(۸)......عن ابن عباس قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ما اُمِرتُ بتشیید المساجد ...قال ابن عباس : لَتُزَخرِفُنَّها کما زخرفت الیهود والنصاری۔

(ابوداوٗد، باب فی بناء المساجد ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۴۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:مجھے اونچی اونچی مساجد بنانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم مسجدوں کو اس طرح سجاؤ گے جیسا یہود ونصاری نے کیا تھا۔

مسجد حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے چھپر کی طرح بناؤ

(۹)......عن ابن سمعان قال : بلغنی انه أوحی الی النبی صلی الله علیه وسلم : اَنِ اتّخِذ مسجدا عرُشًا کعرش موسی یبلُغُ ذِراعا فی السماء۔

ترجمہ:......حضرت ابن سمعان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ: نبی کریم ﷺ کی طرف وحی کی گئی کہ آپ مسجد کو حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے چھپر کی طرح چھپر کے طور پر بنائیں جو ایک بالشت اونچا تھا۔

(۱۰)......ان ابی بن کعب وابی الدّرداء ، ذَرَعا المسجد ثم اَتیا النبی صلی الله علیه وسلم بالذِّراع قال : بل عریشٌ کعریش موسی ، ثُمامٌ وخشبات ، فالامر اعجلُ من ذلک ، قال الثوری : و بلغنا ان عرش موسی اذا قام مسّ رأسَه۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۵۳/۱۵۴ ج۳، باب تزیین المسجاد و الممرّ فی المسجد ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۱۳۰/۵۱۳۵)

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما نے مسجد کی پیمائش کی، پھر وہ دونوں اس پیمائش کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور تفصیل بتائی تو) آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ یہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے چھپر کی طرح کا چھپر ہوگا جس میں گھاس اور لکڑی ہوگی۔(اور مسجدوں کو مزین نہ کرو کہ یہ قیامت کی علامت ہے) اور قیامت نے جلد ہی آجانا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ: حضرت موسی

علیہ الصلوۃ والسلام کا چھپرا اتنا اونچا تھا کہ جب وہ کھڑے ہوتے تو سر اس سے لگ جاتا۔

(۱۱)......عن خالد بن معدان قال : خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى عبد الله بن رواحة وابى الدرداء رضى الله عنهما و معهما قَصبةٌ يَذْرَعان بها المسجد ، فقال : ما تصْنعانِ ؟ فقالا : أردنا ان نبنيَ مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم على بنيان الشام ، فيقسم ذلک على الانصار ، فقال : هاتِياها ، فأخذ القصَبة منهما ثم مشى بها حتى أتى الباب فَدَحا بها وقال : كلا ، ثُمامٌ و خُشَيْبات و ظُلَّة كظُلة موسى، والامر اقرب من ذلک ، الخ۔

(حیاۃ الصحابہ ص۴۶۴ ج۳، رفضه صلى الله عليه وسلم ان يبنى مسجده على بنيان الشام)

ترجمہ:......حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن رواحہ اورحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے پاس ایک بانس تھا جس سے وہ مسجد کی پیمائش کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس باہر تشریف لائے اوران سے فرمایا: تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کی مسجد ملک شام کے طرز پر بنانا چاہتے ہیں اوراس کا جتنا خرچہ ہوگا وہ انصار پر تقسیم کردیا جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بانس مجھے دو، آپ نے ان دونوں سے وہ بانس لیا پھر تشریف لے گئے، اور دروازے پر پہنچ کر وہ بانس پھینک دیا اور فرمایا: ہرگز نہیں، (ملک شام کی طرح مسجد کی شاندار عمارت نہیں بنانی) بس گھاس پھوس اور چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا سائبان ہو، اور (موت کا) معاملہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۱۶۸ ج۳، عنوان: مسجدیں بنانا)

(۱۲)......عن عبادة بن الصامت قال : قالت الانصار : الى متى يصلّى رسول الله

صلى الله عليه وسلم الى هذا الجريد ؟ فجمعوا له دنانير فأتوا بها النبى صلى الله عليه وسلم فقالوا : نصلح هذا المسجد و نُزَيِّنُهُ ، فقال : ليس لى رغبة عن اخى موسى عريش كعريش موسى۔

(حیاۃ الصحابہ ص۴۶۲ ج۳، رغبة النبى صلى الله عليه وسلم فى ان يكون مسجده كعريش موسى عليه السلام)

ترجمہ:......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انصار نے آپس میں کہا کہ: کب تک رسول اللہ ﷺ کھجور کی ٹہنیوں سے (بنی ہوئی مسجد) میں نماز پڑھتے رہیں گے؟ اس پر انصار نے آپ ﷺ کے لئے بہت سے دینار جمع کئے اور وہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: ہم اس مسجد کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں اور اسے مزین بنانا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے بھائی موسی علیہ الصلوۃ و السلام کے طرز سے ہٹنا نہیں چاہتا، میری مسجد کا چھپر ایسا ہو جیسا کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کا تھا۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۱۶۷ ج۳، عنوان: مسجدیں بنانا)

(۱۳)......عن الحسن قالوا : لمّا بُنى المسجد قالوا : يا رسول الله ! كيف نبْنِيه ؟ قال عرشٌ كعرشِ موسى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۲ ج۳، فى زينة المساجد و ما جاء فيها ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۳۱۶۲)

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب مسجد نبوی کی تعمیر کی جا رہی تھی تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم کس طرح بنائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے (حضرت) موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے چھپر کی طرح بناؤ۔

مسجدیں روشن دان اور طاق والیاں تو نئے زمانہ کی چیزیں ہیں

(۱۴)......قال عبد الله بن شقيق : انّما كانت المسَاجد جُمًّا ، وان ما شَرَّف النّاس حديث مِنَ الدَّهر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۶ ج۳، فی زينة المساجد و ما جاء فيها ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۱۶۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مسجدیں تو روشن دان کے بغیر ہوا کرتی تھیں، اب یہ جو لوگوں نے روشن دان اور طاق بنا لئے ہیں، نئے زمانہ کی نئی چیزیں ہیں۔

ہمیں مسجدوں کو روشن دان اور طاقوں کے بغیر بنانے کا حکم دیا گیا

(۱۵)......عن ابن عباس قال : امرنا ان نبنی المساجد جُمّا ، والمدائن شرفا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۶ ج۳، فی زينة المساجد و ما جاء فيها ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۱۶۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حکم دیا گیا ہے کہ: مسجدوں کو روشن دان اور طاقوں کے بغیر بنائیں، اور شہروں کو روشن دان اور طاقوں والا بنائیں۔

ہمیں طاقوں والی مسجد میں جانے سے منع فرمایا گیا

(۱۶)......عن ابن عمر قال : نهينا أو نهانا أن نصلی فی مسجد مشرف۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۷ ج۳، فی زينة المساجد و ما جاء فيها ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۱۷۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں طاقوں والی مسجد میں جانے سے منع فرمایا۔

تشریح:......ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: کسی نبی کے لئے منقش ومزین مسجد میں جانا جائز یا مناسب نہیں۔

(کشف الغمہ ص۸۰۔شمائل کبریٰ ص۲۴۲ ج۶)

مسجد پر فخر کرنا قیامت کی علامت ہے

(۱۷)......عن انس : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا تقوم الساعة حتی یتباهی الناس فی المساجد۔

(ابوداؤد، باب فی بناء المساجد ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۴۷۔نسائی، المباهاة فی المساجد ، کتاب المساجد ، رقم الحدیث:۶۸۹۔ابن ماجہ، باب تشیید المساجد ، کتاب المساجد والجماعات ، رقم الحدیث:۷۳۹)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ مسجدیں بنا کر ان پر فخر نہیں کریں گے۔

تم مساجد کو یہود ونصاریٰ کی عبادت گاہوں کی طرح بلند وبالا کروگے

(۱۸)......عن ابن عباس قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : أراکم سَتُشَرِّفون مساجدکم بعدی کما شرَّفتِ الیهود کنائسها ' و کما شرَّفتِ النّصاری بِیَعَها۔(ابن ماجہ، باب تشیید المساجد ، کتاب المساجد والجماعات ، رقم الحدیث:۷۴۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم اپنی مساجد کو بلند وبالا تعمیر کروگے جیسے یہود اپنے

کنیساؤں کو اور نصاری اپنے گرجوں کو بلند و بالا تعمیر کرتے ہیں۔

جس قوم کا عمل خراب ہو جائے وہ مسجدوں کو مزین کرنا شروع کر دیتی ہے

(۱۹)......عن عمر بن الخطاب قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما ساء عملُ قوم قطُّ الا زَخْرفوا مساجدهم۔

(ابن ماجہ، باب تشييد المساجد ، كتاب المساجد و الجماعات ، رقم الحديث:۷۴۱)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم کا عمل خراب ہو جائے وہ مسجدوں کو مزین کرنا شروع کر دیتی ہے۔

مزین مسجد کیا فلاں لوگوں کا گرجا ہے؟

(۲۰)......عن مسلم البطين قال : مرَّ على مسجد قد شُرِّف ، فقال : هذه بيعة بنی فلان۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۵ ج۳، فی زينة المساجد و ما جاء فيها ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۱۶۷)

ترجمہ:......حضرت مسلم بطین رحمہ اللہ ایک مزین و آراستہ مسجد کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ: کیا یہ فلاں لوگوں کا گرجا ہے؟۔

مسجد کی تزئین پر لعنت

(۲۱)......وقد روى أن ابن مسعود رضى الله عنه مرّ بمسجد مزخرف فقال : لعن الله مَن زخرفه ، أو قال : لعن الله من فعل هذا۔ (مرقاۃ ص۲۰۶ ج۲، مطبوعہ: ملتان)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آراستہ کردہ مسجد (کے پاس) سے

گذرے تو فرمایا: جس نے اس کو آراستہ کیا ہے اللہ تعالی اس پر لعنت کریں، یا فرمایا: جس نے ایسا کیا ہے اللہ تعالی اس پر لعنت کریں۔

(موسوعہ فقہیہ ص۲۰۴ ج۳۷، عنوان مسجد: فقرہ:۱۶۔ موسوعہ فقہیہ اردو ص۲۴۳ ج۳۷)

مساجد کو مزین کرو گے تو تم پر ہلاکت اترے گی

(۲۲)......قال اُبی رضی الله عنه : اذا حَلَّیتم مصاحِفکم و زوَّقتم مساجدَکم فالدَّبار علیکم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴۳ ج۱۵، فی الصحف یحلی ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث: ۳۰۸۵۹)

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم اپنے مصاحف کو مزین کرنے لگو گے، اور اپنی مساجد کو بناؤ سنگار کرو گے تو تم پر ہلاکت اترے گی۔

تشریح:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی ارشاد منقول ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴۴ ج۱۵، باب فی الصحف یحلی ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۳۰۸۶۴)

جب مساجد آراستہ ہوں گی تو اعمال خراب ہو جائیں گے

(۲۳)......انّ علیا قال : ان القوم اذا زیَّنوا مساجدَهم فسدت اعمالُهم۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۵۴ ج۳، باب تزیین المسجد و الممر فی المسجد ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۵۱۳۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب لوگ اپنی مساجد کو آراستہ کریں گے تو ان کے اعمال خراب ہو جائیں گے۔

مساجد کو آراستہ کرنا امت کے اعمال کو خراب کرنے کا باعث ہے

(۲۴)......عن حوشب الطائی قال : ما اساء ت امة اعمالها الا زخرفت مساجدها ، وما هلكت امّةٌ قط الا من قبل عُلمائها۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۵۴ ج۳، باب تزيين المسجد والممر فی المسجد ، كتاب الصلوة ،
رقم الحديث:۵۱۳۳)

ترجمہ:......حضرت حوشب طائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کسی بھی امت کے اعمال اس وقت تک خراب نہیں ہوتے جب تک وہ مساجد کو آراستہ کرنا شروع نہیں کرتے ، اور کوئی بھی امت اس وقت تک ہلاکت کا شکار نہیں ہوتی جب تک یہ ہلاکت ان کے علماء کی طرف سے نہیں آتی۔

مساجد پر فخر کریں گے مگر نمازی کم ہوں گے

(۲۵)......قال ابو قلابة : انطلقنا مع انس نريد الزاوية ، قال : فمررنا بمسجد فحضرت صلوة الصبح ، فقال انس : لو صلّينا فی هذا المسجد ، فان بعض القوم يأتی المسجد الآخر ، قالوا : ایّ المسجد ؟ فذكرنا مسجدا ، قال : ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : يأتی علی الناس زمان يتباهون بالمساجد ، لا يعمرونها الا قليلا ، أو قال : يعمرونها قليلا۔

(صحیح ابن خزیمہ ص۶۴۷، باب كراهة التباهی فی بناء المساجد ، و ترك عمارتها بالعبادة فيها ،
جماع ابواب فضائل المساجد و بنائها و تعظيمها ، رقم الحديث:۱۳۲۱)

ترجمہ:......حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ الزاویہ جانے کا ارادہ کرتے تھے، ہم ایک مسجد کے پاس سے گذرے اور صبح کی نماز کا وقت

آ گیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس مسجد میں نماز پڑھ لیں، کیونکہ بعض لوگ دوسری مسجد میں گئے ہیں، لوگوں نے پوچھا: وہ کون سی مسجد میں؟ پس ہم نے ایک مسجد کا ذکر کیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مسجدوں پر فخر کریں گے، اوران کو (نمازوں سے) بہت کم آباد کریں گے- یا فرمایا: ان کو کم ہی آباد کریں گے-۔

مساجد تو خوبصورت بنائیں گے مگر دل خراب رکھیں گے

(۲۶)......حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ: ہماری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مساجد کو تو خوبصورت اور مزین بنائیں گے اور اپنے دل خراب رکھیں گے، اپنے لباس کے اعتبار سے تو پرہیز گار بنے ہوں گے مگر دل سے پرہیز گار نہ ہوں گے، ان میں سے ایک ایک کا یہ حال ہوگا کہ ان کی دنیا صحیح وسالم باقی رہے خواہ دین باقی رہے یا نہ رہے (اس کی پرواہ نہیں)۔

(سبل الہدی ص۱۲۴ ج ۱۰۔ شمائل کبری ص۶۴۴ ج ٦)

منارہ بدعت نہیں

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مستقل ایک باب قائم فرمایا ہے: ''باب الاذان فوق المنارة''۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''من السنة الاذان فی المنارة والاقامة فی المسجد''۔

(نصب الرایۃ ص۲۹۳ ج۱، بیان تشریع الاذان ، کتاب الصلوۃ ۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۹ ج۲، فی المؤذن یؤذن علی الموضع المرتفع : المنارة وغیرھا ،کتاب الاذان ،رقم الحدیث:۲۳۴۵)

حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ پہلے وہ صحابی ہیں جنہوں نے منارہ بنایا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''وقال ابن السکن : وھو اول من جعل علی اھل مصر بنیان المنار''۔(الاصابة فی تمییز الصحابة ص۹۲ ج۶، حرف المیم)

چونکہ مینار مقصود نہیں، بلکہ مسجد کی معرفت کی علامت اور پرانے زمانہ میں اذان کی آواز دور تک پہنچانے کا ذریعہ تھا، اس لئے یہ بدعت بھی نہیں خصوصا جو چیز صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو۔ واللہ تعالی اعلم ۔(فتاوی دارالعلوم زکریا ص۶۸۴ ج۴ ۔احکام مساجد کا بیان)

مناروں کے سلسلہ میں ضروری وضاحت

''قنیہ'' میں لکھا ہے کہ: اذان بلند مقام پر دینا سنت ہے۔ ''سراج'' میں لکھا ہے کہ: مستحب ہے۔ ''شامی'' ص۳۷۵ ج۱/اور بدائع الصنائع ص۱۴۹ ج۱/ میں لکھا ہے کہ: اذان اس طرح بلند مقام پر دینا کہ اطراف کے لوگ سن سکیں مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں منارے بالکل نہیں تھے۔

قبیلۂ بنونجار کی ایک عورت فرماتی ہیں کہ: میرا گھر مسجد کے قریب بلند جگہ پر تھا، حضرت

بلال حبشی رضی اللہ عنہ اس پر چڑھ کر صبح کا انتظار کرتے اور وقت ہونے پر اذان دیتے تھے۔

(ابوداؤد شریف ص۸۴ ج۱، باب الاذان فوق المنارۃ ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۱۹)

''البحر الرائق'' ص ۲۵۸ ج ۱ر کے حاشیہ ''منحۃ الخالق'' میں علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے اتنا بڑھایا ہے کہ: جب مسجد نبوی تعمیر ہوگئی اور چھت بلند جگہ بنادی گئی تو اس پر چڑھ کر اذان کہتے تھے۔

فقہاء نے بلند مقام کے لئے عربی زبان میں ''منارۃ'' کا لفظ لکھا ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟ منارۃ کا ترجمہ علامت اور نشانی ہے، بعد میں فقہاء نے اس بلند جگہ کو منارہ کہا ہے جہاں سے اذان دی جاتی ہے۔

(بذل المجھود ص۲۹۷ ج۱۔ المنھل العذب المورد ص۱۸۲ ج۴)

منارہ کتنا بلند ہونا چاہئے؟ ''مدخل'' میں لکھا ہے کہ: پہلے زمانے سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ لوگ اذان منارے پر دیتے تھے، اگر منارہ نہ ہو تو مسجد کی چھت پر چڑھ کر، اور اگر اس پر چڑھنا دشوار ہو تو مسجد کے دروازے کے قریب جا کر دیتے تھے۔

''المنحل العذب المورد شرح ابو داؤد'' ص۱۸۱ ج۴ر میں لکھا ہے کہ:

پہلے زمانے میں منارے گھروں جتنے بلند بنائے جاتے تھے، اور آج تو اس سے بھی بلند بنائے جاتے ہیں، جس سے روکا جائے گا، اور اس کی کئی وجوہات ہیں:

(۱)......اسراف، جس کی حرمت قرآن واحادیث سے ثابت ہے۔

(۲)......سلف صالحین کی مخالفت۔

(۳)......اذان غیر موجود لوگوں کی اطلاع کے لئے ہے، اگر منارہ حد سے زیادہ بلند ہوگا تو آواز فضاء ہی میں کھو کر رہ جائے گی، لوگ نہیں سن سکیں گے۔ جس کی وجہ سے اذان کا

مقصد ختم ہو جائے گا۔

(۴)......جن چیزوں کی طرف دیکھنا ناجائز ہے، ان پر ہماری نظر پڑے گی، مثلاً: جن کے گھر چھوٹے ہوں گے، استنجاء خانوں اور بیت الخلاؤں کا انتظام نہ ہوگا، گھر کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے صحن اور آنگن میں عورتیں اور بچے بیٹھے ہوں گے، تو اوپر چڑھنے کی صورت میں ان تمام کی طرف نظروں کا پڑنا لازم آئے گا، جو حرام ہے، لہذا مذکورہ وجوہات کی بنا پر بلند مناروں کا بنانا' ناجائز ہے۔

آج بلا ضرورت بلند و بالا مناروں پر امت کے اموال کا جو بے دریغ استعمال ہو رہا ہے، اس سے مکمل احتراز کرنا چاہئے۔

مسئلہ:......وقف اور چندہ کے مال سے منارہ بنانا جائز نہیں۔

مسئلہ......ریاء اور نمود کے لئے لمبے لمبے منارے بنانا بھی ناجائز و حرام ہے۔

مسئلہ:......ضرورت سے زائد بلند منارہ بنانا بھی جائز نہیں۔فضول خرچی اور مال کی بربادی ہے۔

مسئلہ......محلّہ کے نمازیوں کو اگر اذان کی آواز نہ پہنچ سکے تو بقدر ضرورت بلند منارہ بنانا جائز ہوگا۔ضرورت سے زائد اونچا بنانا ناجائز ہوگا۔

مسئلہ:......منارے کے علاوہ دیگر دینی ضروریات میں اپنے پیسوں کو لگانا جس سے قوم کو زیادہ نفع ہو اور ضرورت مندوں کی دینی ضرورتیں زیادہ پوری ہوں، ان میں اپنا مال لگانا زیادہ باعث ثواب ہے۔اب یہ خرابیاں اور فضول خرچیاں روز بروز بڑھ گئی ہیں، اور ٹاور بنانے کے چکروں میں لوگ پھنس گئے ہیں، ہزاروں کی گھڑیوں کے بجٹ بن رہے ہیں، ہزاروں کی صفوں کے پروگرام بن رہے ہیں۔

مسئلہ...... بڑے دیہاتوں میں لاؤڈ اسپیکر آ گئے ہیں، اذان کا مقصد غیر موجود لوگوں کو نماز کی اطلاع دینا ہے، جو حاصل ہو جاتا ہے، لاؤڈ اسپیکر آ جانے کے باوجود مناروں کو لازم پکڑے رکھنا فضول خرچی اور مال کی بربادی ہے۔

مسئلہ......شب و روز کا مشاہدہ ہے کہ جہاں پر تین چار منزلہ منارے بنائے گئے ہیں، اکثر مؤذن پہلی منزل ہی سے اذان دیتے ہیں، دوسری اور تیسری منزل کبھی بھی استعمال میں نہیں آتی، لہذا ضرورت سے زائد بلند منارہ بنانا، اگر اپنے مال سے ہو، یا چندے کے مال سے ہو تو فضول خرچی میں داخل ہے، اس لئے ناجائز ہوگا۔

مسئلہ:......وقف اور چندے کے مال سے نقش و نگار، بیل بوٹے اور منارے بنانا جائز نہیں، چندہ دہندگان کی اجازت ہو تو جائز ہے۔ (فتاوی خیریہ ص ۱۴۵۔ احکام المساجد ص ۱۲۶)

''عالمگیری'' میں ایک جزئیہ ہے کہ: وقف کے مال سے بھی منارہ بنانا ضرورۃً جائز ہے۔'' ویجوز ان یبنی منارة من غلة وقف المسجد ان احتاج الیها''۔

(فتاوی عالمگیری ص ۴۶۲ ج ۲، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد الخ ، الباب الحادی عشر)

نوٹ:......مگر اب ضرورت نہیں، اس لئے اذان لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہو جاتی ہے، اور نشانی کے لئے چھوٹا سا گنبد کافی ہے، اس لئے بڑے بڑے منارے بنانا مناسب نہیں۔

مسئلہ:......مسجد کی علامت کے طور پر مینار بنانا جائز ہے، تاکہ لوگوں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مسجد ہے، لیکن مینار بنانا شرعاً واجب یا ضروری نہیں ہے، بغیر مینار کے مسجد کا تحقق ہو جاتا ہے، اور مینار کی تعمیر میں فضول خرچی جائز نہیں، بقدر ضرورت صرف جائز ہے۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ ص ۴۵۴ ج ۱۴ (ڈابھیل) کتاب النوازل ص ۱۹۵ ج ۱۳)

تعمیرات میں اسراف

اس رسالہ میں تعمیرات پر فضول خرچی کی مذمت کے متعلق قرآن کریم کی آیات اور آپ ﷺ کی احادیث جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین ، و علی آلہ واصحابہ اجمعین ، اما بعد

اس زمانہ میں اسراف ہی کی وبا نے امت مسلمہ کوایک زبردست آزمائش میں مبتلا کردیا ہے، امیر تو خیر غریب آدمی بھی اس مرض میں پھنسا ہے۔ ذریعۂ آمدنی کم سے کم ہے، مگر فضول اور اسراف کی عادت سے غربت میں اوراضافہ ہورہا ہے، پھر قرض اور سوال کی ذلت براشت کی جاتی ہے۔

مکانات کی تعمیر میں بھی حد سے تجاوز کیا جارہا ہے، اورضرورت سے زائد بڑے اور مہنگے گھر بنائے جارہے ہیں، حتی کہ غریب آدمی بھی باوجود تنگی کے مانگ کر اور زکوۃ و صدقات کی رقم جمع کرکے عمدہ مکان کا خواب دیکھ رہا ہے۔

مکانات کی اشیاء میں اسراف وفضول خرچی

تعمیر کے ساتھ ساتھ مکانات میں فضول اشیاء جیسے: زائد برتنوں کی بھرمار، مصنوعی پھول و درختوں کی سجاوٹ، مختلف قسم کے تختے جن میں آیات قرآنی اور احادیث اور سورتیں، اور بعض خوبصورت قسم کے پھول وغیرہ سے مزین۔ پھر ایک نیا رواج شروع ہوا ہر دو تین سال کے بعد گھر کی کارپٹ بدلی جارہی ہے، جبکہ موجودہ کارپٹ بہتر اور صاف ستھری ہے، ہر چند سالوں کے بعد خوامخواہ مکان کو رنگ وروغن کیا جاتا ہے، یا شوقیہ مہنگے پیپر لگائے جاتے ہیں۔ بلاضرورت کیچن میں ہزاروں پاؤنڈ سرف کئے جاتے ہیں۔ مکان کے صحن میں دکھلاوے کے خاطر دیوار یا فینس بنانے میں ضرورت سے زائد پیسے خرچ کئے

جارہے ہیں۔ کھڑکیوں پر پردے اور غلاف میں اس قدر اسراف کیا جارہا ہے کہ اللہ کی پناہ، بعض مرتبہ تو غلاف ہزار ہزار پاؤنڈ تک کے لگائے جاتے ہیں۔ صوفے اور مختلف فرنیچر پر اسراف سے بڑھ کر تبذیر میں ایک بڑی رقم ضائع کی جارہی ہے۔ اور بعض حضرات تو ان کاموں کے لئے بینک سے سودی رقم قرض لے رہے ہیں، **العیاذ باللہ من ذلک**۔ اور افسوس یہ ہے کہ بعض اہل علم اور اہل خانقاہ اور اہل دعوت بھی ان بری رسموں اور فضول خرچیوں میں مشغول ہیں، ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجاماند مسلمانی

حدیث شریف میں تو چوتھے بستر کو شیطان کو فرمایا گیا ہے:

گھر میں چوتھا بستر شیطان کا ہے

(۱)......عن جابر بن عبد الله : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له : فِراشٌ للرَّجل ، و فراش لامرأته ، والثالث للضيف ، والرابع للشيطان۔

(مسلم، باب كراهيه ما زاد على الحاجة من الفراش واللباس ، كتاب اللباس ، رقم الحديث: ۲۰۸۴)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (گھر میں) ایک بستر آدمی کے لئے، ایک بستر بیوی کے لئے، اور ایک بستر مہمان کے لئے ہونا چاہئے، اور (ان کے علاوہ چوتھا) شیطان کے لئے ہے۔ (یعنی تین ضرورت کے لئے ہیں اور اس سے زائد اسراف ہے)۔

گھر کے سامان میں اسراف اچھا نہیں

(۲)......عن ابراهيم قال : كان لا يعجهم كثرة الاثاث فى بيوتهم و كان يعجبهم ما

وسعوا به علی عیالهم۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ: ان لوگوں کے گھروں میں زیادہ اثاثہ اور سامان رکھا ہوا اچھا نہیں لگتا تھا، بلکہ یہ اچھا لگتا تھا جو اپنے خاندان پر وسعت سے خرچ کرتے تھے۔(یعنی گھریلو سامان کی بجائے بچوں پر خرچ کرنا زیادہ اچھا لگتا تھا)

(شعب الایمان بیہقی ص۲۵۹ ج۵، باب الاقتصاد فی النفقة و تحريم اكل المال والباطل ، رقم الحديث:۶۵۹۰)

بہت مؤدبانہ درخواست ہے کہ ہم لوگ اپنی بری اور نا جائز وحرام عادتوں کو بدلیں اور اپنا جائزہ لیں ، اور آہستہ آہستہ اپنے گھروں میں سادگی کا ماحول بنائیں، اورحتی الامکان اسراف سے بچنے کی کوشش کریں، اللہ تعالی ان اوراق کو ہماری ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

بہرحال بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے احوال کا جائزہ لیں، اور اپنی زندگی سے ہر طرح کے اسراف اور فضولیات کو نکالنے کی کوشش کریں۔اس لئے کہ آپ ﷺ نے بہت تاکید سے اسراف کی مذمت اور خرچ میں میانہ روی کی تعلیم عطا فرمائی ہے۔

اور اسراف کرنے والا عقل مند نہیں ہوسکتا، عاقل آدمی اس طرح کی فضولیات سے پرہیز کرتا ہے، اکبر نے صحیح کہا تھا ۔

جس نے رکھا نہ فضولی سے سروکار اکبر مرد عاقل ہے وہی دہر کے مہمانوں میں

اللہ تعالی ان اوراق کو نافع بنائے ،اور اللہ کرے راقم و ناظرین کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق: ۸/نومبر ۲۰۲۰ء، اتوار

مقدمہ

فضول خرچی اور قرآن کریم کی آیات کریمہ اور احادیث نبویہ

(۱)......اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو، وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔

(پ:۸/سورۂ انعام، آیت نمبر:۱۴۱)

(۲)......اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو، اللہ تعالی فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔ (پ:۸/سورۂ اعراف، آیت نمبر:۳۱)

(۳)......جو لوگ بیہودہ کاموں میں مال اڑاتے ہیں، وہ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ (پ:۱۵/سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۲۷)

(۴)......اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اس کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔ (پ:۱۹/سورۂ فرقان، آیت نمبر:۶۷)

(۱)......اللہ تعالی نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے: بے فائدہ ادھر ادھر کی باتیں کرنا، اور مال کو ضائع کرنا، اور کثرت سوال۔

(بخاری، باب قول اللہ عز وجل لا یسألون النّاس الحافا ، کتاب الزکوۃ ، رقم الحدیث:۱۴۷۷)

(۲)......مال ضائع کرنا یہ ہے کہ: اللہ تعالی تجھے جو رزق عطا فرمائیں اور تو اسے حرام کاموں میں استعمال کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۵ ج ۱۳، فی الاسراف فی النفقۃ ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۷۱۳۴)

(۳)......جو مال تم اپنے گھر والوں پر بغیر اسراف اور بغیر کنجوسی کے خرچ کرتے ہو وہ اللہ تعالی کے راستہ میں شمار ہوتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۴۷ ج ۱۳، فی الاسراف فی النفقۃ ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۷۱۳۸)

(۴)......کھاؤاور پیواور پہنواور صدقہ کرو بغیر فضول خرچی اور تکبر کے۔

(بخاری، باب ، كتاب اللباس ، قبل رقم الحديث:۵۷۸۳)

(۵)......یہ بھی اسراف ہے کہ تم ہر اس چیز کو کھاؤ جس کی تمہیں خواہش ہو۔

(ابن ماجہ، باب من الاسراف ان تأكل كل ما اشتهيت ، كتاب الاطعمة ، رقم الحديث:۳۳۵۲)

(۶)......روزانہ زیادہ کھانے والے اسراف کرتے ہیں۔

(كنز العمال ، الاسراف والتبذير ، الاخلاق ، رقم الحديث:۷۳۶۷)

(۷)......یہ منصب (خلافت) تو صرف ایسے شخص کو زیبا ہے جو شدید ہو، لیکن سختی سے کام نہ لے، نرمی سے کام لے مگر کمزور نہ ہو، سخی ہو لیکن اسراف نہ کرے، مال روکنے والا ہو، لیکن بخل نہ کرے۔

(كنز العمال ، خلافة امير المؤمنين عثمان بن عفان رضى الله عنه ، الخلافة مع الامارة ، رقم الحديث:۱۴۲۶۲)

(۸)......حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تم ابوقیس (ایک پہاڑ) کے برابر سونا بھی اللہ تعالی کی اطاعت میں خیرات کردو تو یہ اسراف نہیں ہے، اور اگر تم ایک صاع (چار کلو) بھی اللہ تعالی کی معصیت میں خرچ کرو تو یہ اسراف ہے۔

(درمنثور ص ۲۲۶ ج ۶، سورۂ انعام، تحت آیت:۱۴۱)

(۹)...... جب تم اللہ تعالی کے حکم سے تجاوز کرو تو یہ اسراف ہے۔ جب تم اللہ تعالی کے حکم میں کمی کرو تو یہ اسراف ہے۔ (درمنثور ص ۲۲۷ ج ۶، سورۂ انعام، تحت آیت:۱۴۱)

اعتدال اور میانہ روی......آیات کریمہ اور احادیث نبویہ

اعتدال کے لفظی معنی ہیں برابر ہونا۔ (معارف القرآن ص۳۶۶ ج۱)

(۱)......اور (مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے۔

(پ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۴۳)

(۲)......حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری، اور ترازو بھی، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

(پ:۲۷/سورۂ حدید، آیت نمبر:۲۵)

(۳)......اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجے میں تمہیں قابل ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے۔ (پ:۱۵/سورۂ اسراء، آیت نمبر:۲۹)

(۱)...... یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے، یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

(ابوداؤد، باب النهی عن کثیر من الارفاة، رقم الحدیث:۴۱۶۱)

(۲)...... اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے، اور انسانوں سے دوستی عقل ہے، اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۸۶ ج۱۴، باب الاقتصاد فی النفقة، رقم الحدیث:۶۲۹۷)

(۳)......جس نے میانہ روی سے کام لیا وہ تنگ دست نہیں ہوگا۔

(مسند احمد ص۳۰۲ ج۷، تتمة مسند عبد الله بن مسعود، رقم الحدیث:۴۲۶۹۔ معجم کبیر طبرانی ص۱۳۳ ج۱۰، من روی عن ابن مسعود، رقم الحدیث:۱۰۱۱۸)

(۴)......دولت مندی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے، اور تنگ دستی میں میانہ روی کتنی اچھی

ہے،اور عبادت میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۹ ج۱۰، باب الاقتصاد ، کتاب الزهد ، رقم الحديث:۱۷۸۵۰)

(۵)......جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ تعالی اس کو غنی کردیں گے،اور جس نے فضول خرچی کی اللہ تعالی اس کو تنگ دست کردیں گے۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۹ ج۱۰، باب الاقتصاد ، کتاب الزهد ، رقم الحديث:۱۷۸۵۱)

(۶)......اعتدال نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی التأنی والعجلة ، ابواب البر والصلة ، رقم الحديث:۲۰۱۰)

(۷)......اے لوگو! اعتدال اور میانہ روی کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ تعالی (اجر دینے سے) نہیں اکتاتے یہاں تک کہ تم (عبادت کرنے سے) اکتا جاؤ۔

(ابن ماجہ، باب المداومة على العمل ، كتاب الزهد ، رقم الحديث:۴۲۴۱)

(۸)......اعتدال کو لازم پکڑو تم منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

(بخاری، باب القصدِ والمُداومة على العمل ، كتاب الرقاق ، رقم الحديث:۶۴۶۳)

(۹)......نیکی والا اعتدال پر رہے اور اعتدال کے قریب قریب رہے تو اس سے (خیر کی) امید رکھو۔(ترمذی، باب منه [ان لكل شيء شرة] ، ابواب صفة القيامة ، رقم الحديث:۲۶۴۱)

(۱۰)......معیشت میں اعتدال اور نرمی بعض تجارت سے بہتر ہے۔

تشریح:......یعنی اخراجات میں اعتدال کرنا بعض بڑی بڑی تجارتوں سے بہتر ہے۔

(شعب الایمان للبیهقی ص۴۹۵، باب فی الاقتصاد فی النفقة و تحریم اکل المال بالباطل ، رقم الحديث:۶۱۳۶)

(۱۱)...... جب اللہ تعالی کسی گھرانہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو ان میں معاش کی

میانہ روی اور آسان روزی کا معاملہ فرماتے ہیں۔

(شعب الایمان للبیہقی ص۴۹۸، باب فی الاقتصاد فی النفقۃ و تحریم اکل المال بالباطل ، رقم الحدیث:۶۱۴۰)

(۱۲)...... یہ بات مرد کی عقلمندی اور سمجھداری میں سے ہے کہ وہ اپنی معیشت اور گذران کو درست کرے (یعنی اعتدال پیدا کرے)۔

(۱۳)...... معیشت میں اعتدال اور نرمی بعض تجارت سے بہتر ہے۔

(۱۴)...... بلاشبہ بہت زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جو محنت کے لحاظ سے آسان ہو۔

(شعب الایمان للبیہقی ص۲۵۴ج۵، الثانی والاربعون من شعب الایمان ، وھو باب فی الاقتصاد فی النفقۃ وتحریم اکل المال بالباطل ، رقم الحدیث:۶۵۶۴/۶۵۶۵/۶۵۶۶)

تعمیرات کی اجازت

گھروں کی اصلاح کرنا

(۱)......کان عمر یقول علی المنبر : یا ایها النّاس ! اصلحوا علیکم مَثَاویکم ' واخیفوا هذه الجِنَّان قبل ان تُخِیفَکم ' فانه لن یبدُو لکم مُسلِموها ' وانّا واللّٰه ما سالمْنَاهُنّ منذُ عادیناهُنَّ۔ (الادب المفرد، باب اصلاح المنازل ، رقم الحدیث:۴۴۶)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر فرمایا کرتے تھے : اے لوگو! تم اپنے گھروں کو درست کروتا کہ نقصان سے محفوظ رہو، اور یہ جوسانپ گھروں میں نکل آتے ہیں ان کو ڈراؤ اس سے پہلے کہ وہ تمہیں ڈرائیں (یعنی ان کو ماردو) کیونکہ ان میں جو مسلمان ہوتے ہیں وہ ظاہر ہو کر تمہارے سامنے نہیں آتے (جو کافر ہیں وہی ستاتے ہیں) اور اللہ کی قسم ہم نے سانپوں سے کوئی صلح نہیں کی جب سے ہماری ان سے دشمنی ہے۔

تعمیر مکان میں مزدور کی مدد

(۲)......انّ نافعَ بن عاصمٍ اخبره ' انّه سمعَ عبدَ الله بن عمرٍ قال : لابن اخ لهُ خرج من الوَهط : أیَعمل عُمَّالُک ؟ قال : لا أدری ، قال : أمّا لو کنت ثقفیًّا لَعلِمْتَ مَا یعمل عُمَّالُک ، ثم التفت الینا فقال : ان الرّجل اذا عمِل مع عمَّاله فی داره —وقال ابو عاصم مرَّة : فی ماله – کان عاملا من عُمّال اللّٰه عزّ و جلَّ۔

(الادب المفرد، باب النفقة فی البناء ، رقم الحدیث:۴۴۸)

ترجمہ:......حضرت نافع بن عاصم رحمہما اللہ نے بیان کیا کہ: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا جو اپنے بھتیجے سے فرما رہے تھے- اور وہ وہط (طائف میں ایک جگہ کا

نام ہے) سے آئے تھے- کیا تیرے مزدور کام کر رہے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تو قبیلہ ثقیف سے ہوتا تو تو بھی وہ کام کرتا جو تیرے مزدور کام کرتے ہیں، پھر (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بلا شبہ آدمی اپنے گھر میں اپنے مزدوروں کے ساتھ کام کرتا ہے تو اللہ جل شانہ کے عمال میں سے ایک عامل شمار ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ کا تعمیر میں بنفس نفیس کام کرنا

(۳)......عن حبّة و سواء ' ابنی خالد رضی الله عنهما قالا : دخلنا علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یُعالِج شیئا ' فأعَنَّا علیه فقال : لا تَیْأسا من الرزق ما تهزّزَتْ رُؤوسُکُما ' فان الانسان تلدُه امُّه احمر ، لیس علیه قِشْر ' ثم یرزقه الله عز وجل۔

(ابن ماجہ، باب التوکل والیقین ، کتاب الزهد ، رقم الحدیث:۴۱۶۵)

ترجمہ:......حضرت حبہ اور حضرت سواء بن خالد رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا کہ: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ ﷺ کسی چیز کی اصلاح فرما رہے تھے، ہم نے اس کام میں آپ ﷺ کی مدد کی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں روزی کی فکر نہ کرنا جب تک تمہارے سر ہلتے رہیں (یعنی جب تک تم زندہ رہو) اس لئے کہ ماں بچے کو سرخ جنتی ہے، اس پر کھال نہیں ہوتی، پھر اللہ تعالی اس کو روزی دیتا ہے۔

(۴)......عن حبّة بن خالد ' وسواء ابن خالد رضی الله عنهما انهما أتیا علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یُعالِج حائطا أو بِناء له ' فأعاناه۔

(الادب المفرد، باب من بنی ، رقم الحدیث:۴۵۳)

ترجمہ:......حضرت حبہ بن خالد اور حضرت سواء بن خالد رضی اللہ عنہما دونوں نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ ایک دیوار کو درست فرما رہے تھے، یا بنا رہے تھے، ان دونوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل کر بطور مدد کے کام کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سادہ مکان

(۵)......عن ابن عمر قال : رأيتُنى مع النبى صلى الله عليه وسلم بَنَيتُ بيدى بيتا يُكِنُّنِى من المطر ' و يُظِلُّنى من الشمس ، ما اعاننى عليه احد من خلق الله۔

(بخاری، باب ما جاء فى البناء ، كتاب الاستئذان ، رقم الحديث:۶۳۰۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دیکھا، میں نے اپنے ہاتھ سے گھر بنایا جو مجھے بارش سے محفوظ رکھے اور دھوپ سے مجھ پر سایہ کرے، اور اللہ تعالی کی مخلوق میں سے کسی نے میری اس معاملہ میں مدد نہیں کی۔

تشریح:......"ما اعاننی علیه" یہ اس کی تاکید ہے کہ میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ (عمدۃ القاری ص ۴۲۷ ج ۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ تھی کہ چونکہ اس گھر کو بنانے میں زیادہ مشقت نہیں تھی (سادہ سا مکان ہوگا) اس لئے میں نے خود ہی اس گھر کو بنا لیا۔

(نعم الباری ص ۳۶۵ ج ۱۳)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانات

(۶)......الحسن يقول : كنت اَدخُل بيوت ازواج النبى صلى الله عليه وسلم فى خلافة عثمانَ بن عفّان فَأتَناوَلُ سُقُفَها بيدى۔

(الادب المفرد، باب التطاول فى البنيان ، رقم الحديث:۴۵۰)

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں داخل ہوتا تھا (ان کی چھتیں اتنی نیچی ہوتی تھیں) کہ میں ان چھتوں کو اپنا ہاتھ لگا دیتا تھا۔

(۷)......داود بن قیس قال : رأيت الحُجُرات من جريد النَّخل مُغشاةً من خارج بمُسُوح الشّعر ، واَظُنُّ عرُض البيت من باب الحُجُرة الى بابِ البيت نحوًا من سِتٍّ أو سبعِ أذرُع ، واحزِرُ البيتَ الدَّاخلَ عشُرَ أذرُعٍ ، وأظنُّ سُمُكَهُ بين الثّمان والسّبع نحوَ ذلک ، ووقفتُ عند باب عائشة رضى الله عنها ، فاذا هو مُستَقبِل المَغرِب۔

(الادب المفرد، باب التطاول فی البنیان ، رقم الحدیث:۴۵۱)

ترجمہ:......داؤد بن قیس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: میں نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کو دیکھا جو کھجور کی ٹہنیوں کے تھے، ان کے دروازوں کو بالوں کے ٹاٹ سے ڈھانکا ہوا تھا، اور میں گمان کرتا ہوں کہ ایک حجرے کی چوڑائی اس دروازے سے لے کر دوسرے حجرے کے دروازے تک تقریبا چھ سات ہاتھ (جس میں تھوڑا سا صحن بھی تھا) اور اندر گھر کا جو میں نے اندازہ کیا تو دس ہاتھ تھا، اور میرا گمان ہے کہ اس کی اونچائی سات‘ آٹھ ہاتھ ہوگی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس میں کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ مغرب (پچھّم) کی طرف ہے۔

وسیع مکان، نیک پڑوسی اور پسندیدہ سواری خوش بختی کی علامت ہے

(۸)......عن نافع بن عبد الحارث رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : مِن سعادةِ المَرء : المسكن الواسع ‘ والجار الصّالح ‘ والمَركب الهَنِيء۔

(الادب المفرد (مترجم) ص۳۱۵، باب المسکن الواسع ، رقم الحدیث:۴۵۷)

ترجمہ:......حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کی خوش بختیوں میں یہ ہے کہ: اسے (دنیا میں) وسیع مکان، نیک پڑوسی اور پسندیدہ سواری مل جائے۔

آپ ﷺ نے وسیع مکان کی دعا کی تعلیم فرمائی

(۹)......قال ابو موسی رضی الله عنه: أتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فتوضأ فسمعته یقول: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ، وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ، وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ" قال: قلت: یا نبی الله! لقد سمعتک تدعو بکذا و کذا، قال: وهل ترکن من شیء۔(عمل الیوم واللیلة ص۳۶، باب ما یقول بین ظهرانی وضوئه، رقم الحدیث:۲۸)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو اس طرح دعا مانگتے ہوئے سنا:" اے اللہ! میری مغفرت فرما دیجئے، اور میرے گھر میں وسعت فرما دیجئے، اور میرے رزق میں برکت عطا فرما دیجئے"۔حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے سنا کہ آپ یہ یہ دعا فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: (ایسی جامع دعا مانگی کہ) کیا کوئی چیز چھوٹی؟۔

انسان کی تین ضروری چیزیں: مکان، کپڑا اور کھانا

(۱۰)......عن عثمان بن عفان رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لیس لابن آدم حق فی سِوی هذه الخصال: بیتٌ یسکُنُه، و ثوب یُواری عورته، وجِلْفُ الخُبز والماء۔

ترجمہ:......حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: ابن آدم ان چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز پر اپنا حق نہیں رکھتا: ایک تو گھر جس میں وہ رہائش اختیار کرے، دوسرا کپڑا کہ جس سے وہ اپنا ستر چھپائے، تیسرا بغیر سالن کے خشک روٹی (کہ جس سے وہ اپنی بھوک دفع کر سکے) اور پانی (کہ جس سے وہ اپنی پیاس بجھا سکے)۔

(ترمذی، باب منه [الخصال التی لیس لابن آدم حق فی سواها] ، ابواب الزهد عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۲۳۴۱)

بلاظلم اور بلا تعدی کے بنائی گئی عمارت باعث اجر ہے

(۱۱)......ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : من بنی بنیانا فی غیر ظلم ولا اعتداء کان اجره جاریا علیه ما انتفع به احد فی خلق الرحمن۔

(شعب الایمان بیہقی ص۴۰۵ ج ۷، باب فی الزهد و قصر الامل ، فصل فی ذم بناء ما لا یحتاج الیه من الدور ، رقم الحدیث:۱۰۷۷۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی عمارت بنائے بغیر کسی ظلم اور بلا کسی پر تعدی کئے ہوئے تو اس کا اجر اس کو ملتا رہے گا جب تک اس سے اللہ تعالی کی مخلوق میں سے کوئی فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

تشریح:......امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس سے مراد سرائے وغیرہ ضروری عمارتیں ہیں جن سے سردی اور گرمی سے بچا جا سکے، محض زینت اور خوبصورتی مقصود نہ ہو۔ (حوالہ بالا)

گھر کی تعمیر میں جمال اختیار کرنا جائز اور مباح ہے

(۱۲)......بنی عبد الله بن محمد بن سیرین بناء فزخرفه قال : فذکر ذلک لمحمد

قال : ما أعلم علی رجل بأسا ان یبنیَ بناء یلتمس جماله ، و هذا فی الاباحة۔

(شعب الایمان بیہقی ص۴۰۵ ج۷، باب فی الزهد و قصر الامل ، فصل فی ذم بناء ما لا یحتاج الیه من الدور ، رقم الحدیث:۱۰۷۷۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن محمد بن سیرین نے ایک گھر بنایا اور اس کو آراستہ کیا، ان کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: میں نہیں جانتا کسی آدمی پر کوئی گناہ ہیں یہ کہ وہ گھر بنائے اور اس کو (اسراف اور فضول خرچی سے بچتے ہوئے کچھ) جمال اور خوبصورت کرے۔اور یہ بات اباحت اور جواز کے درجے میں ہے۔

تعمیرات پر اسراف

(۱)......﴿ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ آيَةً تَعْبَثُوْنَ ، وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴾۔

(پ:۱۹/سورۂ شعراء، آیت نمبر:۱۲۸/۱۲۹)

ترجمہ:......کیا تم ہر اونچی جگہ پر کوئی یادگار بنا کر فضول حرکتیں کرتے ہو؟۔ اور تم نے بڑی کاریگری سے بنائی ہوئی عمارتیں اس طرح رکھ چھوڑی ہیں جیسے تمہیں ہمیشہ زندہ رہنا ہے؟

تفسیر:......فضول حرکتوں کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ: ہر بلند جگہ پر کوئی یادگار تعمیر کرنے کو ہی فضول حرکت کہا گیا ہے، کیونکہ اس کا کوئی صحیح مقصد نہیں تھا، بلکہ محض دکھاوے اور بڑائی کے اظہار کے لئے یہ کام کیا جاتا تھا۔ دوسری تشریح بعض مفسرین، مثلاً حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے یہ کی ہے کہ: وہ لوگ ان اونچی تعمیروں پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نیچے سے گذرنے والوں کے ساتھ طرح طرح کی ناشائستہ حرکتیں کرتے تھے۔ اس کو فضول حرکت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (روح المعانی)

قرآن کریم میں یہاں ''مصانع'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے اصل معنی ہیں وہ چیزیں جو کاریگری کا مظاہرہ کر کے بنائی گئی ہوں، اس میں ہر طرح کی وہ تعمیرات داخل ہیں جو نام ونمود کی خاطر بڑی شان وشوکت سے بنائی گئی ہوں، چاہے وہ زرق برق محل ہوں، یا پرشکوہ قلعے یا نہریں اور راستے۔ (آسان ترجمہ ص ۷۸۸)

لمبی لمبی عمارتیں قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں

(۱)......عن ابی هريرة قال : كان النبی صلی الله عليه وسلم بارِزا يوما للناس...

....واذا تَطاوَل رُعَاة الابل البُهْمِ فی البُنيان ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں کے

سامنے تشریف فرما تھے .....(اور اس دوران فرمارہے تھے: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ:) اور جب سیاہ اونٹوں کو چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں بنائیں۔

(بخاری، باب سُؤال جبریل النّبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان والاسلام والاحسان و عِلْمِ الساعة ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث:۵۰)

تعمیر کا مقابلہ قیامت کی علامت

(۲)......عن ابی ہریرة انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لا تقوم السّاعةُ.. .....وحتّی یتطاول النّاس فی البُنیان ، الخ۔

(بخاری، باب ، کتاب الفتن ، رقم الحدیث:۷۱۲۱)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ لوگ لمبی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ نہ کریں۔

گھروں کو اونچا بنانا برے دنوں کی علامت

(۳)......عن عبد الله الرُّومیّ قال : دخلتُ علی امِّ طلق رضی الله عنها فقلت : ما أقْصَرَ سقُف بیتِک هذا ؟ قالت : یا بُنیَّ انَ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه کتب الی عُمّاله : ان لا تُطِیلوا بِناء کم ' فانّه من شرِّ ایّامکم۔

(الادب المفرد، باب التطاول فی البنیان ، رقم الحدیث:۴۵۲)

ترجمہ:......عبداللہ رومی نے بیان کیا کہ: میں ام طلق رضی اللہ عنہا کے پاس آیا، میں نے کہا: آپ کے اس گھر کی چھت کیا ہی نیچی ہے، کہنے لگی: اے میرے بیٹے! امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ اپنے گھروں کو اونچا نہ بناؤ، کیونکہ اگر تم

ایسا کروگے تو یہ تمہارے برے دنوں میں سے ہوگا۔

تعمیر قیامت کے دن وبال ہوگی، سوائے جو صرف مسجد کے لئے ہو

(۴)......عن انس...قال النبی صلی الله علیه وسلم : .... اما انّ کل بِناء هَدٌّ علی صاحبه یوم القیامة الا ما کان فی مسجد–أو فی بناء مسجد–۔

(مسند احمد ص۲۷ ج۲۱، تتمة : مسند انس بن مالک ، رقم الحدیث:۱۳۳۰۱)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار! ہر تعمیر قیامت کے دن انسان کے لئے وبال ہوگی، ہاں جو صرف مسجد کی تعمیر کے لئے ہو۔

تعمیر کے سوا ہر چیز پر اجر

(۵)......عن قیس بن حازم قال :دخلنا علی خبّاب نعودُه، وقد اکتوی سبع کیّات، فقال ان اصحابنا الذین سلَفوا مَضوا ولم تنقصهُمُ الدُّنیا، وانّا اصبنا ما لا نجدُ له موضِعا الا التراب ، ولولا ان النبی صلی الله علیه وسلم نهانا ان ندعو بالموت لدعوت به ثم أتیناه مرّةً اُخری وهو یبنی حائطا له ، فقال : انّ المسلم لَیُؤجر فی کل شیء یُنفِقُه الا فی شیءٍ یجعلُه فی هذا التُّراب۔

(بخاری، باب تمنی المریض الموت ، کتاب المرضی ، رقم الحدیث:۵۶۷۲)

ترجمہ:......قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ: پھر ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کرنے کے لئے گئے، اور انہوں نے گرم لوہے سے سات داغ لگائے ہوئے تھے، تو انہوں نے کہا: بیشک ہمارے اصحاب گزر گئے اور چلے گئے اور دنیا نے ان میں کوئی کمی نہیں کی، اور بیشک ہم نے اتنا مال پایا کہ ہم اس کو رکھنے کے لئے جگہ بھی نہیں پاتے سوائے مٹی کے، اور اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں موت کی دعا سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور

موت کی دعا کرتا، پھر ہم دوبارہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ اپنے لئے ایک دیوار بنارہے تھے، پس انہوں نے فرمایا: بلاشبہ مسلمان اپنے سارے اخراجات کا اجر پاتا ہے، سوائے اس خرچ کے جو وہ اس کو مٹی میں ملا دیتا ہے۔ (یعنی جو خرچہ اس کا کسی تعمیر میں لگتا ہے، اس کا اجر نہیں دیا جاتا)۔

(۶)......عن خبّابٍ قال : ان الرّجل لیُؤجَر فی کل شیء الا البناء۔

ترجمہ:......حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ مرد کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے، سوائے تعمیر کے۔ (الادب المفرد، باب النفقة فی البناء ، رقم الحدیث:۴۴۷)

اللہ تعالیٰ کسی کو ذلیل کرنا چاہیں تو وہ اپنا مال تعمیرات میں خرچ کرتا ہے

(۷)......عن محمد بن بشر الانصاری قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :

اذا اراد الله بعبد هوانا انفق ماله فی البنیان والماء والطین۔

ترجمہ:......حضرت محمد بن بشر الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو (اس کی حماقت کی وجہ سے) ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنا مال تعمیرات پانی اور مٹی میں خرچ کرتا ہے۔

(کنز العمال ، الاسراف والتبذیر ، الاخلاق ، رقم الحدیث:۷۳۶۵)

ناحق مال پر پانی، مٹی اور گارے کو مسلط کردیا جاتا ہے

(۸)......من جمع المال من غیر حقه سلطه الله علی الماء والطین ۔

(کنز العمال ، فرع فی محظورات البیت والبناء ، المعیشة والعادات ، رقم الحدیث:۴۱۵۵۶)

ترجمہ:......جس نے ناحق مال جمع کیا اللہ تعالیٰ اس پر پانی اور مٹی (گارے) کو مسلط کردیں گے۔

ہر عمارت اپنے اپنے بنانے والے کے لئے وبال ہے

(۹)......عن انس بن مالک قال : مرَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبة ......
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : كل مالٍ يكون هكذا ، فهو وبال على صاحبه
يوم القيامة ، الخ ـ (ابن ماجہ، باب فى البناء والخراب ، كتاب الزهد ، رقم الحديث:۴۱۶۱)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ایک قبہ کے پاس سے گذرے ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عمارت اپنے اپنے بنانے والے پر قیامت کے دن وبال ثابت ہوگی ہے۔

ہر تعمیر انسان کے لئے وبال ہے صرف وہ جو مختصر ہو

(۱۰)......كل بنيان وبال على صاحبه الا ما كان هكذا واشار بكفه وكل علم وبال على صاحبه يوم القيامة الا من عمل به ـ

(كنز العمال ، فرع فى محظورات البيت والبناء ، المعيشة والعادات ، رقم الحديث:۴۱۵۸۲)

ترجمہ:...... ہر تعمیر انسان کے لئے وبال ہے صرف وہ جو اس طرح ہو، اور آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی سے اشارہ کیا۔ (مطلب یہ ہے کہ مختصر اور بقدر ضرورت ہو)

ضرورت سے زائد تعمیر پر سزا کہ اسے اپنی گردن پر لادے

(۱۱)......من بنى ما يكفيه كلف يوم القيامة ان يحمله على عنقه۔

(كنز العمال ، فرع فى محظورات البيت والبناء ، المعيشة والعادات ، رقم الحديث:۴۱۵۸۶)

ترجمہ:......جس نے ضرورت سے زائد کوئی تعمیر کی تو قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اسے اپنی گردن پر لادے۔

مٹی میں صرف ہونے والا مال بابرکت نہیں

(۱۲)......عن علی قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :اذا لم یبارک للعبد فی ماله جعله فی الماء والطین۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۹۴ ج۷، باب فی الزهد و قصر الامل ، فصل فی ذم بناء ما لا یحتاج الیه من الدور ، رقم الحدیث:۱۰۷۱۹)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کے مال میں برکت نہیں ہوتی تو وہ اسے پانی، مٹی میں صرف کرتا ہے۔

رزق پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنانے کے لئے نہیں

(۱۳)......عن ابی طلحة الانصاری قال النبی صلی الله علیه وسلم :...ان الله لم یأمرُنا فیما رزقنا ان نکسُوَ الحجارة واللَّبن۔

(ابوداؤد، باب فی الصور ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۴۱۵۳)

ترجمہ:......حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے ہمیں جو رزق دیا ہے اس کے بارے میں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم اس سے پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں۔

اپنے گھروں کو نقش دار چادروں کے مشابہ نہ بناؤ

(۱۴)......عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا تقوم الساعة حتی یبنی النّاس بیوتا ، یُشبِّهُونَها بالمراحل۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ لوگ اپنے گھروں کو نقش دار چادروں کے مشابہ نقش دار نہ بنائیں گے۔ (الادب المفرد، باب نقش البنیان ، رقم الحدیث:۴۵۹)

دیوار ٹھیک کرنے پر فرمان: موت تو اس سے بھی جلدی آنے والی ہے

(۱۵)......عن عبد الله بن عمرو قال : مرّ بی رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا أُطَیّنُ حائطا لی انا و اُمِّی ، فقال : ما هذا یا عبد الله ؟ فقلت : یا رسول الله ! شیء اُصْلِحُه ، فقال : الامر اَسرعُ من ذلک۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی البناء کتاب الادب ، رقم الحدیث:۵۲۳۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گذرے، میں اور میری والدہ ایک دیوار کی لپائی کررہے تھے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ اے عبداللہ! میں نے عرض کیا: دیوار کو ٹھیک کررہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: موت تو اس سے بھی جلدی آنے والی ہے۔

(۱۶)......عن الاعمش ....قال : مرّ علیَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن نُعالِج خُصًّا لنا وَهِیَ ، فقال : ما هذا ؟ فقلنا : خُصٌّ لنا وهی فنحن نُصلِحُه ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ما أری الأمر الا اَعجل مِن ذلک۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی البناء کتاب الادب ، رقم الحدیث:۵۲۳۶۔ترمذی، باب قصر الامل ، کتاب الزهد ، رقم الحدیث:۲۳۳۵۔ابن ماجہ، باب فی البناء والخراب ، کتاب الزهد ، رقم الحدیث:۴۱۶۰)

ترجمہ:......حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:......آپ ﷺ میرے پاس سے گذرے اور ہم لوگ اپنی کوٹھڑی کی مرمت کررہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ہم لوگوں کا حجرہ ہے جو کہ پرانا ٹوٹا پھوٹا ہوگیا تھا، ہم لوگ اس کو ٹھیک کر رہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو موت کو اس سے بھی جلدی آنے والی سمجھتا ہوں۔

قبہ بنانے پر آپ ﷺ کا اعراض فرمانا

(۱۷)......عن انس بن مالک ' انَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج فرأى قُبَّةً مُشْرِفَةً ' فقال : ما هذه ؟ قال : له اصحابه : هذه لفلان –رجل من الانصار –قال : فسكت وحملها فى نفسه ' حتّى اذا جاء صاحِبُها رسول الله صلى الله عليه وسلم يُسلِّم عليه فى الناس اعرض عنه ، صنع ذلك مِرارا ، حتى عرف الرّجل الغضبَ فيه والاِعْراضَ عنه ، فشكا ذلك الى اصحابه ، فقال : والله انى لَاُنْكِر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قالوا : خرج فرأى قبَّتك ، فرجع الرجل الى قبته فهدمها حتى سواها بالارض ، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فلم يرها فقال : ما فعَلَتِ القُبة ؟ قالوا: شكا الينا صاحبها اعراضكَ عنه ، فأخبَرْناه ، فهدمها ، فقال : اما انّ كلّ بِناءٍ وبالٌ على صاحبه الَّا ما لا ' الَّا ما لا ، يعنى ما لا بُدّ منه۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فى البناء كتاب الادب ، رقم الحديث:۵۲۳۷۔ابن ماجہ، باب فى البناء والخراب ، كتاب الزهد ، رقم الحديث:۴۱۶۱)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو راستہ میں ایک بلند گنبد دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: یہ فلاں انصاری صحابی (رضی اللہ عنہ) کا قبہ ہے،آپ ﷺ سن کر خاموش ہوگئے اور آپ ﷺ نے دل میں اس بات کو رکھا، جب وہ صاحب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے مجلس میں آپ ﷺ کو

سلام کیا تو آپ ﷺ نے ان کی طرف توجہ نہیں فرمائی، اور چند مرتبہ اسی طریقہ سے کیا، یہاں تک کہ ان کو آپ ﷺ کے غصہ کا علم ہو گیا، انہوں نے اپنے دوستوں سے شکایت کی اور کہا: واللہ! میں آپ ﷺ کے رویئے میں ناگواری محسوس کرتا ہوں لوگوں نے عرض کیا: آپ ﷺ ایک دن باہر تشریف لے گئے تھے تو تمہارے قبہ کو دیکھا، یہ سن کر وہ صاحب واپس گئے اور اس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا، پھر ایک دن آپ ﷺ (دوبارہ اس طرف) تشریف لے گئے اور اس قبہ کو نہ دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس مکان کا کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم سے اس مکان کے مالک نے آپ کی بے توجہی کی شکایت کی تو ہم نے ان کو بتلایا، اس لئے انہوں نے اس کو گرا دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک گھر اس کے مالک پر باعث وبال ہے، مگر یہ کہ اس کے بغیر کام نہ چلے، (گذارا نہ ہو سکے)۔

تشریح:......ابن ماجہ'' کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے ان کو یہ دعا دی'' یرحمه الله ' یرحمه الله ''اللہ تعالی ان پر رحم فرمائیں، اللہ تعالی ان پر رحم فرمائیں۔

سات یا نو ہاتھ کی عمارت پر منادی کہتا ہے: اے سب سے بڑے فاسق

(۱۸)......اذا بنی الرجل تسعة أو سبعة اذرع ناداه مناد من السماء : اين تذهب به يا أفسق الفاسقين۔

(كنز العمال ، فرع فى محظورات البيت والبناء ، المعيشة والعادات ، رقم الحديث:۴۱۵۵۳)

ترجمہ:......آدمی جب سات یا نو ہاتھ کی (اونچی) عمارت بناتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے: اے سب سے بڑے فاسق! اسے تو کہاں تک لے جائے گا۔

دس ہاتھ کی عمارت پر منادی کہتا ہے: اے دشمن خدا

(۱۹)......من بنی فوق عشرة اذرع ناداه من السماء : یا عدو الله الی أین ترید۔

(کنز العمال ، فرع فی محظورات البیت والبناء ، المعیشة والعادات ، رقم الحدیث:۴۱۵۵۴)

ترجمہ:......جو دس ہاتھ سے اونچی عمارت بناتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا اسے کہتا ہے: اے دشمن خدا! تیرا کہاں تک کا ارادہ ہے۔

نبی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو

(۲۰)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :...انه لیس لی أو لنَبِی ان یدخُل بیتًا مُزوّقا۔

(ابوداؤد، باب الرجل یدعی فیری مکروها ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث:۳۷۵۵۔

ابن ماجہ، باب اذا رأی الضیف منکرا رجع ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث:۳۳۶۰)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے- یا یہ فرمایا: کسی نبی کے لئے- مناسب نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو۔

آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو

(۲۱)......عن ام سلمة قالت : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا ینبغی لرجل ان یدخل بیتا مُزوَّقا۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۹۶ ج۷، باب فی الزهد و قصر الامل ، فصل فی ذم بناء ما لا یحتاج الیه من الدور ، رقم الحدیث:۱۰۷۳۲)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو۔

نقش ونگار والے رنگ وروغن پر آپ ﷺ کا گھر میں داخل نہ ہونا

(۲۲)......ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعى الى طعام [فاذا] البيت مظلم مزوق ، فقام بالباب ثم قال : أخضر وأحمر فعَدَّ الواناً ثم قال : لو كان لونا واحدا ثم انصرف ولم يدخل۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۵۷ ج۵، باب الاقتصاد فى النفقة و تحريم اكل المال والباطل ، رقم الحديث:۶۵۸۱)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی گئی (تو آپ ﷺ تشریف لے گئے، اور وہاں آپ ﷺ نے دیکھا کہ) گھر چمک رہا ہے اور نقش ونگار بنے ہوئے تھے، آپ ﷺ دروازے پر ہی تشریف فرما ہوئے (اور اندر تشریف نہیں لے گئے) اور فرمایا: سبز، سرخ، اور بھی کچھ رنگ گنوائے اس کے بعد فرمایا: کاش ایک رنگ ہوتا، اس کے بعد آپ گھر میں جانے سے پہلے ہی واپس تشریف لے آئے۔

ضرورت سے زائد تعمیر پر قیامت کے دن تکلیف دی جائے گی

(۲۳)......عن عبد الله بن مسعود قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من بنى من البنيان فوق ما يكفيه كلف ان يحمله من سبع ارضين يوم القيامة۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۹۲ ج۷، باب فى الزهد و قصر الامل ، فصل فى ذم بناء ما لا يحتاج اليه من الدور ، رقم الحديث:۱۰۷۱۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص عمارت بنائے اس سے بڑھ کر جو اس کو کفایت کر سکے اس کو قیامت کے دن یہ

تکلیف دی جائے گی کہ وہ اس کو ساتوں زمینوں سمیت اپنے سر پر اٹھالے۔

ہر خرچ پر اللہ تعالی کا وعدہ سوائے تعمیر کے

(۲۴)......عن جابر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : كل معروف صدقة وما أنفق المرء على نفسه وأهله كتب له به صدقة ' وما وقى به عرضه كتب به صدقة وكل نفقة أنفقها مؤمن فعلى الله خلفها ضامن الا نفقه في معصية أو بنيان۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۹۲ ج۷، باب في الزهد و قصر الامل ، فصل في ذم بناء ما لا يحتاج اليه من الدور ، رقم الحديث:۱۰۷۱۳)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر اچھا کام کرنا صدقہ ہے، اور جو چیز انسان اپنی ذات پر اور اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے وہ بھی اس کے لئے صدقہ لکھا جاتا ہے، اور وہ مال جس کے ذریعے وہ اپنی عزت بچاتا ہے اس کے بدلے میں بھی اس کے لئے ایک صدقہ لکھا جاتا ہے، اور ہر وہ خرچ جو مؤمن کرتا ہے اللہ تعالی سے اس کے بدلہ میں اور دینے کی ضمانت ہے، ہاں مگر اس پر ضمانت نہیں جو کچھ کسی گناہ کے کام میں خرچ کرے یا کسی عمارت بنانے میں خرچ کرے۔

روزانہ صبح فرشتے کی ندا: ویران کرنے کے لئے عمارتیں بناؤ

(۲۵)......عن ابي حكيم مولى الزبير عن النبي صلى الله عليه وسلم : ما من صباح يصبحه العباد الا و صارخ يصرخ : يا ايها الناس ! لدوا للتراب ' واجمعوا للفناء ' وابنوا للخراب۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۹۶ ج۷، باب في الزهد و قصر الامل ، فصل في ذم بناء ما لا يحتاج اليه من الدور ، رقم الحديث:۱۰۷۳۱)

ترجمہ:......حضرت ابوحکیم مولی زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر صبح کو جب بندے صبح کرتے ہیں تو ایک پکارنے والا فرشتہ اعلان کرتا ہے: اے لوگو! مٹی کے لئے بچے جنو، فنا کرنے کے لئے مال جمع کرو، اور ویران کرنے کے لئے عمارتیں بناؤ۔

اسراف والی تزئین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ختم کرنے کا حکم

(۲۶)......بلغ عمر رضی الله عنه ان امرأة من اهل البصرة يقال خضيراء نجدت بيتها ، فكتب عمر الى أبى موسى الاشعرى : أما بعد ! فانه بلغنى ان الخضيراء نجدت بيتها ، فاذا جاءك كتابى هذا فاهتكه – هتكه الله – قال : فذهب الاشعرى بنفر معه حتى دخلوا البيت فقاموا فى نواحيه فقال : ليهتك كل امرىء منكم ما يليه رحمكم الله قال : فهتكوا ثم خرجوا۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۵۶ ج۵، باب الاقتصاد فی النفقة و تحریم اکل المال والباطل ، رقم الحدیث:۶۵۷۸)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ اہل بصرہ کی ایک خضیراء نامی عورت نے اپنے گھر کو (بلا ضرورت اور اسراف کی حد تک) مزین کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے نام گرامی نامہ تحریر فرمایا: امابعد! مجھے اطلاع ملی ہے کہ خضیراء نے اپنے گھر کو مزین کیا ہے، جب میرا یہ خط آپ کے پاس پہنچے تو اس کی (بلا ضرورت آرائش ونمائش کو) ختم کردو- اللہ تعالی اس کو رسوا کریں- (تو آپ وہاں پہنچیں) راوی کہتے ہیں کہ: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ اپنی جماعت کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے اور گھر کے کونے میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: تم میں سے جو جہاں

کھڑا ہوا وہی سے (گھر کی فضول آرائشوں کو) اتار دو، اللہ تم پر رحم فرمائیں، راوی کا بیان ہے کہ: انہوں نے ساری بیکار چیزوں کو اتار دیا۔ پھر وہاں سے نکل گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیت الخلاء بنانے پر سزا دینا

(۲۷)......عن راشد بن سعد قال : بلغ عمر ان ابا الدرداء ابتنى كنيفا بحمص ' فكتب :أما بعد ! يا عويمر ! أما كانت لك كفاية فيما بنت الروم عن تزيين الدنيا ؟ وقد أذن الله بخرابها ، فاذا أتاك كتابى هذا فانتقل من حمص الى دمشق ، قال : سفيان : عاقبه بهذا۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۹۷ ج۷، باب فى الزهد و قصر الامل ، فصل فى ذم بناء ما لا يحتاج اليه من الدور ، رقم الحديث:۱۰۷۳۶)

ترجمہ:......راشد بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حمص شہر میں ایک بیت الخلاء بنایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا: اما بعد ! اے عویمر (کمتر تعمیر کرنے والے!) کیا آپ کے لئے اس میں ضرورت پوری کرنے کی کفایت نہیں تھی جو کچھ رومیوں نے بنا رکھے ہیں دنیا کی تزئین و آرائش میں سے؟ حالانکہ اللہ تعالی نے ان کو ویران کرنے کا حکم اور اجازت دی، جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہنچے تو آپ حمص سے دمشق شہر منتقل ہو جایئے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ سزا دی تھی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کا مکان بنانے کی مشغولی پر بغیر سلام کے گذر جانا

(۲۸)......عن ثابت البناني قال : مرّ ابو ذر بابى الدرداء وهو يبنى بيتا ' فمرّ فلم يسلم عليه ' فلحقه فقال : يا اخى ! كأنك (مفتتن) قال : لان اكون مررت بك

وانت فی عذرۃ اھلک احب الیّ مما رأیتک تصنع۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۹۷ ج۷، باب فی الزھد و قصر الامل ، فصل فی ذم بناء ما لا یحتاج الیہ من الدور ، رقم الحدیث:۱۰۷۳۷)

ترجمہ:......ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے اور وہ ایک گھر بنا رہے تھے، تو آپ ان کے پاس سے گذر گئے اور ان کو سلام نہیں کیا، پھر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے گئے اور ان سے کہا: بھائی لگتا ہے کہ آپ کسی فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ: اگر میں آپ کے پاس سے گذرتا اور آپ اپنے گھر والوں کی کسی ضرورت پوری کرنے میں لگے ہوتے تو مجھے یہ بات زیادہ پسند آتی اس سے جس کام کو کرتے ہوئے میں نے آپ کو دیکھا۔

تشریح:......دوسری روایت میں ہے کہ:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اپنی بساط کے مطابق ایک گھر بنایا، ان کے ہاں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو انہوں نے فرمایا: آپ یہ گھر تعمیر کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کے ویران ہونے یا کرنے کا حکم فرمایا ہے؟ اگر میں کسی نجاست میں لتھڑا ہوا دیکھ لیتا تو وہ اس سے زیادہ پسند ہوتا جو میں نے اس وقت آپ کو دیکھا ہے، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ جب اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو فرمانے لگے: میں اپنی اس تعمیر پر ایک بات کہتا ہوں ؎

بنیت دارًا و لستُ عامرھا ولقد علمتُ اذ بنیتُ این داری

میں نے گھر تو بنا ڈالا ہے، مگر میں اس کو آباد نہیں کر سکتا، اس لئے کہ میں جانتا ہوں

جب میں نے بنایا ہے کہ میرا گھر کہاں ہے۔ (حوالہ بالا، رقم الحدیث:۱۰۷۳۸)

کمرہ بنانے پر آپ ﷺ کے گرانے کا حکم

(۲۹)......**عن ابی العالیة قال : بنی العباس غرفة ، فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم : ألقِها ، قال : أنفق مثل ثمنها فی سبیل اللہ ، قال : ألقِها ثلاثا۔**

(شعب الایمان بیہقی ص ۳۹۵ ج ۷، باب فی الزهد و قصر الامل ، فصل فی ذم بناء ما لا یحتاج الیه من الدور ، رقم الحدیث:۱۰۷۲۷)

ترجمہ:......حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک کمرہ بنایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو گرادیجئے، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اس کی قیمت کے برابر مال اللہ تعالی کے راستہ میں خرچ کردوں، آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) اسے گرادیجئے، تین مرتبہ یہی فرمایا۔

تعمیر کے متعلق چند مسائل

مسئلہ:......بغیر ضرورت کے مکان بنانا اور تعمیرات کرنا شرعاً برا ہے۔

(معارف القرآن ص ۵۳۷ ج ۶، سورۂ شعراء، آیت نمبر:۱۲۹)

مسئلہ:......بغیر غرض صحیح کے بلند عمارت بنانا شریعت محمدیہ میں بھی مذموم اور برا ہے۔

علامہ ابو العباس قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مسئلہ:......گھروں اور دیواروں کو چادروں سے چھپانے کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور شافعیہ اس کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔ شیخ ابو النصر المقدسی رحمہ اللہ نے مکروہ تحریمی کہا ہے۔ (ارشاد الساری ص ۵۲۵ ج ۱۱)

مسئلہ:......علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر زینت کے قصد سے دیوار پر

پردہ لٹکایا تو مکروہ تنزیہی ہے، ورنہ نہیں۔(شامی)

مسئلہ:...... بناء تعمیر اصلاً مباح ہے، خواہ وہ سات گز سے زائد ہو، جہاں تک حدیث میں ممانعت کا تعلق ہے تو علامہ مناوی رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ: اس ممانعت کا تعلق اس صورت سے ہے جب تفاخر کے لئے بنایا جائے، یا ضرورت سے زائد بنایا جائے۔

مسئلہ:...... کبھی مکان کی تعمیر واجب ہوتی ہے، جیسے محجور علیہ (جس کو روکا گیا ہو، جس پر پابندی لگائی گئی ہو، اس شخص) کے لئے گھر کی تعمیر، اگر اس میں واضح طور سے اس کا ایسا مفاد ہو کہ وہ بعد میں حاصل نہ ہوسکتا ہو۔

مسئلہ...... کبھی مکان بنانا حرام ہوگا، جیسے مشترکہ منفعت والی جگہوں مثلا عام راستہ پر مکان بنایا جائے، یا لہولعب کے لئے بنایا جائے، یا نقصان پہنچانے کی نیت سے مثلاً پڑوسی کی ہوا بند کرنے کے لئے بنایا جائے۔

مسئلہ:...... کبھی مکان بنانا مستحب ہوتا ہے جیسے مساجد' مدارس' اسپتال اور ہر ایسے کام کے لئے تعمیر جس میں مسلمانوں کا عمومی فائدہ ہو، اور کسی واجب ذمہ داری کی تکمیل اس پر منحصر نہ ہو، ورنہ تو اس کی تعمیر واجب ہوگی، اس لئے کہ کسی واجب کی تکمیل جس چیز پر منحصر رہو وہ چیز بھی واجب ہوجاتی ہے۔

مسئلہ:...... کبھی مکان کی تعمیر مکروہ ہوتی ہے، جیسے بغیر ضرورت اونچی عمارتیں بنائی جائیں۔

(روضہ الطالبین ص۳۳۲ ج ۷۔ حاشیہ ابن عابدین ص۴۴۱ ج ۵۔ المغنی ص۱۱ ج ۷۔ بحوالہ: موسوعہ فقہیہ ص۲۰۷ ج۸ (مترجم ص۲۴۷ ج۸) عنوان: بناء)

مکانات میں پردوں پر اسراف

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: دیواروں پر پردے نہ لٹکاؤ

(۱)......عن ابن عباس ' انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا تَستُروا الجُدُرَ ، الخ ۔(ابوداؤد ، باب الدعاء ، کتاب الوتر ، رقم الحدیث:۱۴۸۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: دیواروں کو پردوں سے نہ چھپاؤ۔

(۲)......عن علی بن حسین انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى ان تُستَر الجُدُر ۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص۳۹ ج۱۵، باب ما جاء في تستير المنازل ، كتاب الصداق ، رقم الحديث: ۱۴۷۰۴)

ترجمہ:......آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ: دیواروں پر پردے ڈالے جائیں۔

اپنے اس پردہ کو مجھ سے دور کردو

(۳)......عن انس قال : كان قرام لعائشة ' سترت به جانب بيتها ' فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم : اميطي عنّي ' فانه لا تزال تصاويره تَعرِضُ لي في صلاتي ۔

(بخاری، باب كراهية الصلوة في التصاوير ، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۵۹۵۹)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک پردہ تھا جس سے انہوں نے گھر کی ایک جانب کو مستور کیا ہوا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنے اس پردہ کو مجھ سے دور کردو، کیونکہ اس پردہ کی تصاویر میری نماز میں میرے

سامنے پیش ہوتی رہتی ہیں۔

دروازے پر پردہ کی وجہ سے جبرئیل علیہ السلام کی عدم حاضری

(۴)......أتانی جبریل فقال : انی کنت اتیتک البارحة فلم یمنعنی أن أکون دخلت علیک البیت الذی کنت فیه الا انه علی الباب تماثیل ' وکان فی البیت قرام ستر فیه تماثیل ، الخ ۔

(کنز العمال ، فرع فی محظورات البیت والبناء ، المعیشة والعادات ، رقم الحدیث:۴۱۵۷۳)

ترجمہ:......میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور عرض کیا: گذشتہ رات آپ کے پاس آیا تو آپ کے گھر میں صرف اس لئے نہیں آیا کہ آپ کے دروازے پر مجسموں والا پردہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ حکم نہیں دیتے کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑا پہنائیں

(۵)......عن عائشة ....قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله لم یأمُرنا ان نکسُوَ الحجارة والطِّین ، الخ۔

(مسلم ، باب تحریم تصویر صورة الحیوان ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۲۱۰۷)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ہمیں یہ حکم نہیں دیتے کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑا پہنائیں۔

خدا کی قسم! اگر گھر میں پردہ ہو تو میں ضرور اس کے گھر کو جلا دوں گا

(۶)......عن ابن عمر قال : بلغ عمر ان ابنًا له سَتَر حیطانه ، فقال : والله لئنُ کان کذلک لاُحُرِقَنَّ بیته۔

ترجمہ:……حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ ان کے ایک بیٹے نے اپنی دیوار پر پردہ لگایا ہے، تو انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر یہ بات درست ہو تو میں ضرور اس کے گھر کو جلا دوں گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۲۲ ج ۱۲، فی ستر الحیطان بالثیاب ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث: ۲۵۷۶۱)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا گھر میں پردہ دیکھ کر ناراض ہونا

(۷)……دعا ابن عمر ابا ایوب فرأی فی البیت سِتْرا علی الجِدار ' فقال ابن عمر : غَلَبنا علیه النِّساء ' فقال : من کُنتُ اخشی علیه فلم اَکُنْ اخشی علیک ، واللہ لا اَطعمُ لکم طعاما فرجع۔

(بخاری ، باب هل یرجع اذا رأی منکرا فی الدعوة ، کتاب النکاح ، قبل رقم الحدیث:۵۱۸۱)

ترجمہ:……حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کو دعوت دی، انہوں نے گھر میں دیوار پر ایک پردہ لٹکا ہوا دیکھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (معذرۃً) فرمایا: (اس پردہ کو لٹکانے میں) ہم پر عورتیں غالب آ گئی ہیں، تو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ تو ڈر تھا کہ کوئی اور ایسا کام کرے گا، مگر مجھے تم سے یہ ڈر نہ تھا، اور اللہ کی قسم! میں تمہارے یہاں کھانا نہیں کھاؤں گا، پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔

تشریح:…… یہ روایت ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں اس طرح آئی ہے:

حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: میں نے اپنے والد کے عہد میں ولیمہ کیا، پس میرے والد صاحب نے جن لوگوں کو دعوت دی ان میں حضرت ابوایوب

انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے، اور میں نے اپنے کمرے کو سبز پردوں سے تیار کیا ہوا تھا، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابوعبداللہ! کیا آپ دیوار کو چادر سے چھپاتے ہو؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شرمندہ ہو کر فرمایا: اے ابوایوب! ہم پر عورتیں غالب آگئیں، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کسی اور کے متعلق تو یہ ڈر تھا کہ اس پر عورتیں غالب آجائیں، مگر اے ابن عمر! آپ کے متعلق تو یہ ڈر نہیں تھا، میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا، اور تمہارے گھر میں داخل نہیں ہوں گا، پھر آپ باہر نکل گئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۲۲ ج۱۲، فی ستر الحیطان بالثیاب ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث: ۲۵۷۶۲)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا گھر میں پردوں پر ناراضگی

(۸)......عن ابن جريج قال : تزوج سلمان الى أبى قرة الكِندىّ ' فلمّا دخل عليها قال : يا هذه ، انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أوصانى : ان قضى الله لک ان تزوج فيكون اول ما تجتمعان عليه طاعة ، فقالت : انک جلست مجلس المرء يُطاعُ امرُه ، فقال لها : قومى نصلّى و ندعو ، ففعلا فرأى بيتا مُسَتَّرًا ، فقال : ما بال بيتكم ؟ محمومٌ أو تحوَّلَتِ الكعبة فى كندةَ ؟ فقالوا : ليس بمحموم ولم يتحوّلِ الكعبة فى كندةَ ، فقال : لا اَدخلُه حتّٰى يُهْتَك كلُّ سِترٍ الا سِترا على الباب۔

(سنن کبری بیہقی ص۴۰ ج۱۵، باب ما جاء فى تستير المنازل ، كتاب الصداق ، رقم الحديث: ۱۴۷۰۶)

ترجمہ:......ابن جریج کہتے ہیں کہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ابوقرہ کندی سے شادی

کی، جب ان کے پاس گئے تو کہنے لگے: اے بیوی! رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ: اگر اللہ تعالی تیرے مقدر میں شادی کریں تو سب سے پہلے جس پر تمہارا اجتماع ہو وہ اطاعت ہے، بیوی نے جواب دیا: آپ ایسے مقام پر ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بیوی سے فرمایا: کھڑی ہو ہم نماز پڑھیں اور دعا کریں، پھر دونوں نے ایسا کیا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے گھر کو پردوں سے ڈھکا ہوا دیکھا تو کہا: تمہارے گھر کو کالا کس نے کیا یا کعبہ کندہ میں آ گیا؟ انہوں نے کہا: نہ تو وہ سیاہ ہے نہ کعبہ کندہ میں آیا ہے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جب تک تمام پردے پھاڑ نہ دیئے جائیں سوائے دروازے کے پردے کے وہاں تک میں گھر میں داخل نہ ہوں گا۔

حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

دیواروں پر (ان کو آراستہ کرنے کے لئے) پردے مت ٹانگو، کیونکہ اس میں اسراف اور تفاخر ہے جو متکبرین کا طریقہ ہے، لیکن اگر لٹکانا ضرورۃً ومصلحتًا! ہو، مثلا: لدفع الحر والبرد (سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے) تو جائز ہے۔ (منہل)

احقر کہتا ہے کہ: یہاں دو چیزیں ہیں: ایک ستر جدار کسی دیوار یا چھت کو آراستہ کرنے کی غرض سے اس پر پردہ آویزاں کرنا تو ظاہر ہے کہ یہ تفاخر اور زینت کے لئے ہوتا ہے، وہ تو بہر حال ممنوع ہے، اور دوسری چیز تعلیق الستر علی الباب، یہ عامۃ ضرورت اور مصلحت ہی کے لئے ہوتا ہے، مثلا حجاب..... (اس کے جواز میں شبہ نہیں)......البتہ دروازہ پر پردہ بھی قیمتی اور پر تکلف نہ ہونا چاہئے۔ (الدر المنضود ص۶۲۳ ج ۲)

دیوار پر پردے کے جواز کی روایتیں

(۱)......عن ابن عباس قال : کشف رسول الله صلی الله علیه وسلم الستارة والناس صفوف خلف ابی بکر ، الخ۔

(مسلم ، باب النهی عن قراء ة القرآن فی الرکوع والسجود ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۷۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بنائے ہوئے (نماز میں) کھڑے تھے۔

(۲)......عن ابی ذر قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من کشف سِتُرا فأدخل بصره فی البیت قبل ان یؤذن له فرأی عورة اهله ، الخ۔

(ترمذی ، باب الاستیذان قبالة البیت ، ابواب الاستئذان والآداب ، رقم الحدیث:۲۷۰۷)

ترجمہ:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کا پردہ ہٹا کر اجازت لینے سے پہلے اندر جھانکا گویا اس نے گھر والوں کی ستر عورت دیکھ لی۔

(۳)......عن سلمان قال : ما أبالی اذا خلوتُ بأهلی ، وأغلقت بابی ، وأرخیت سِتری ، وحدثت به الناس ، أو صنعت ذلک والناس ینظرون۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۴ ج۹، فی الاخبار ما یصنع الرجل بامرته ، او المرأة بزوجها ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۱۷۸۴۸)

ترجمہ:......حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اپنی بیوی کے ساتھ خلوت اختیار کروں، دروازہ بند کروں، پردہ لٹکا دوں اور پھر ان باتوں کو لوگوں کے سامنے بیان کروں تو

اس حالت میں لوگوں کا مجھے دیکھنا برابر ہے۔

(۴)......عن عمر قال : اذا اُجیف الباب واُرخِیَت الستور فقد وجب المهر۔

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب دروازہ بند کرلیا جائے اور پردہ لٹکا دیا جائے تو مہر واجب ہوجاتا ہے۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص۱۵۵ ج۱۴، باب من قال : من اغلق بابا و اَرخی سِترا فقد وجب الصّداق وما روی فی معناه ، کتاب الصداق ، رقم الحدیث:۱۴۵۹۷)

(۵)......عن أبی هریرة قال : قال : رسول الله صلی الله علیه سلم : لا تقوم الساعة حتی یبنی الناس بیوتا یشبهونها [یُوشونها] بالمراجل ،

قال ابراهیم : یعنی الثیاب المخططة۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ اپنے گھروں کو مراحیل (نقش ونگار چادروں) کی طرح نہ بنالیں۔

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: مراحیل سے مراد دھاری دار چادریں ہیں

(الادب المفرد مترجم ص۳۱۶، باب نقش البنیان ، رقم الحدیث:۴۵۹۔اورص۵۱۰، باب البناء ، رقم الحدیث:۷۷۷)

تتمہ......حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے مکانات

حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا گھر بنانے کی درخواست پر جواب

(۱)......قالوا لعیسی بن مریم : یا روح اللہ ! الا نبنی لک بیتا ؟ قال : بلی ابنوہ علی ساحل البحر ، قالوا : اذاً یجیء الماء فیذھب بہ قال : أین تریدون تبنون لی علی القنطرۃ۔

ترجمہ:......لوگوں نے حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام سے درخواست کی کہ: اے روح اللہ! ہم آپ کے لئے ایک گھر نہ بنادیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، ساحل سمندر پر بنادیجئے، لوگوں نے عرض کیا کہ: جب پانی آئے گا تو اس کو بہا لے جائے گا، آپ نے فرمایا: پھر تم کہاں بنانا چاہتے ہو؟ کیا کسی پل پر؟۔

(۲)......قیل لعیسی علیہ السلام : لو أتخذت بیتا قال : یکفینا خلقان من کان قبلنا۔

ترجمہ:......حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا گیا کہ: اگر آپ اپنے لئے کوئی مکان بنالیتے (تو بہتر ہوتا) آپ نے فرمایا: پہلے جو لوگ گذرے ان کے پرانے مکانات ہمارے لئے کافی ہیں۔

(۳)......ما بنی عیسی علیہ السلام بیتا ، فقیل لہ : ألا تبنی قال : لا أترک بعدی شیئا من الدنیا اُذْکَرُ بہ۔

ترجمہ:......حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے کوئی گھر نہیں بنایا، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ: کیا آپ گھر نہیں بناتے ؟ آپ نے فرمایا: میں اپنے بعد دنیا میں کوئی ایسی چیز چھوڑنا نہیں چاہتا جس کے ساتھ میں یاد کیا جاؤں۔

حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کا گھر بنانے کی درخواست پر جواب

(۴)......لبث نوح عليه السلام فی قومه الف سنة الا خمسين عاما فی البيت من شعر فيقال له : نبی الله ابن بيتا ، فيقول : اموت اليوم اموت غدا۔

ترجمہ:......حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام اپنی قوم میں ساڑھے نوسو سال تک بالوں کے بنے ہوئے ایک گھر میں قیام فرمارہے، ان سے کہا جاتا تھا کہ: اے اللہ کے نبی! گھر بنا لیجئے آپ نے فرمایا: (ہوسکتا ہے) میرا آج وصال ہوجائے، ہوسکتا ہے کل۔

(۵)......بنی نوح عليه السلام بيتا من قصب ، فقيل له : لو بنيت غير هذا ؟ فقال : هذا كثير لمن يموت۔

ترجمہ:......حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام نے بانس کا گھر بنایا تھا، ان سے کہا گیا: آپ اس کے علاوہ کوئی اچھا گھر بنا لیجئے، آپ نے فرمایا کہ: مرنے والے کے لئے یہ بھی بہت ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مکان بنانے کی درخواست پر جواب

(۶)......كان سلمان الفارسی يعمل الخوص بيده ولا يقبل من أحد شيئا ' وكان يعيش به ' ولم يكن له بيت ' انما كان يستظل بظل الجدر والشجر ' وان رجلا قال له : انا ابنی لک بيتا ؟ قال : ما لی به حاجة ، قال : فما زال الرجل يردد ذلک عليه و يأبی سلمان ' حتی قال الرجل : انی أعرف البيت الذی يوافقک قال : فصفه لی ، قال : ابنی لک بيتا اذا انت قمت فيه اصاب رأسک سقفه ' واذا انت مددت فيه رِجليک اصابت الجدار ، قال : نعم فبنی له۔

ترجمہ:......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے جھونپڑے بناتے تھے اور کسی کی

خدمت قبول نہیں کرتے تھے، اور وہ اس طرح زندگی گذارتے تھے کہ ان کا کوئی گھر وغیرہ نہیں تھا، سایہ حاصل کرنے کے لئے آپ درختوں اور دیواروں سے سایہ حاصل فرماتے تھے، ایک آدمی نے آپ سے کہا کہ: میں آپ کے لئے ایک گھر بنادوں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، وہ آدمی اس پر برابر اصرار کرتا رہا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ برابر انکار فرماتے رہے، یہاں تک کہ اس آدمی نے کہا: میں ایسا گھر بناؤں گا جو آپ کی طبیعت کے موافق آئے گا، آپ نے فرمایا: میرے سامنے اس کی کیفیت بیان کرو، اس نے کہا: میں ایسا گھر آپ کے لئے بناؤں گا جب آپ اس میں کھڑے ہوں گے تو آپ کا سر اس کی چھت تک پہنچ جائے گا، اور آپ اس میں پیر دراز کریں گے تو وہ دیوار کے ساتھ لگ جائیں گے، آپ نے فرمایا کہ: جی ہاں، پھر اس شخص نے ایسا ہی گھر بنایا۔

(شعب الایمان بیہقی ص ۳۹۹/۴۰۰ ج ۷، باب فی الزهد و قصر الامل ، فصل فی ذم بناء ما لا يحتاج اليه من الدور ، رقم الحديث: ۱۰۷۴۵/۱۰۷۴۸/۱۰۷۴۹/۱۰۷۵۰/۱۰۷۵۱/۱۰۷۴۲)

سگرٹ اور اسراف

سگریٹ اور تمباکو نوشی کا حکم ، اور ان کی قباحتیں: مثلاً اسراف، صحت کی خرابی، ان کے نقصانات، دوسروں کی ایذا، ان کے بارے میں قرآن کریم کی آیتیں، آخر میں ایک تتمہ اور چند ضروری مسائل، وغیرہ امور اس مختصر رسالہ میں مع حوالہ جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

سگرٹ (cigarette) اورتمبا کونوشی ایک بری عادت

بسم الله الرحمن الرحيم

اس وقت پوری دنیا میں انسانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ سگرٹ نوشی کی بری عادت میں مبتلا ہے، اوران میں بہت بڑی تعداداس مرض سے چھٹکارا چاہتی ہے، مگر کچھ تو عادت سے مجبوراور کم ہمتی کی شکار ہیں، اگر انسان کسی کام کے انجام دہی کا عزم پختہ کر لے تو اللہ تعالی کی توفیق اور نصرت سے اکثر اس میں کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔

سگرٹ پینے والے اور مختلف طرح سے تمبا کو استعمال کرنے والے اگر پکی نیت کرلیں اور ہمت سے کام لیں تو بعید نہیں کہ وہ اس مصیبت سے نجات پالیں۔تھوڑی سی ہمت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

سگرٹ اورتمبا کونوشی اور گٹکے کاحکم

مسئلہ:......تمبا کو اور سگریٹ وغیرہ سے اگر نشہ اور سکر کی بو آتی ہے تو سکر ونشہ کی مقدار استعمال حرام اور نا جائز ہے، اور اگر سکر اور نشہ نہیں آتا ہے، بلکہ صرف بد بومنہ سے ظاہر ہوتی ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (مستفاد: فتاوی قاسمیہ ص۲۱۰ ج۲۴)

(۱)......و مثله زهر القطن فانه قوىّ التفريح يبلغ الاسكار (الى قولى) يحرم استعمال القدر المسكر منه دون القليل ، الخ۔

(شامی ص۴۴ ج۱۰، كتاب الاشربة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۲)......فيفهم منه حكم النبات الذى شاع فى زماننا المسمى بالتتن فتبنه ، وقد كرهه شيخنا العمادى فى هديته الحاقا له بالثوم والبصل بالاولى ، الخ۔

(شامی ص۴۴ ج۱۰، كتاب الاشربة ، قبيل كتاب الصيد ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

مسئلہ:...... گٹکے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اس کے کھانے میں نشہ نہ آئے تو بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے، اور اگر نشہ آجائے تو پھر یہ حرام ہے۔

(مستفاد: فتاوی قاسمیہ ص ۲۱۱ ج ۲۴)

(۲)......عن عائشة رضی الله عنها : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : کل شراب أسکر فهو حرام۔

(بخاری، باب لا یجوز الوضوء من النبیذ ولا بالمُسکر ، کتاب الوضوء ، رقم الحدیث:۲۴۲)

سگریٹ اور تمباکو نوشی کی قباحتیں

اس بدعادت میں کئی خرابیاں ہیں، اس لئے اس کی کراہت میں کوئی شبہ نہیں، چند برائیوں کی مختصراً نشاندہی کی جاتی ہیں:

اول: اس میں اسراف ہے

(۱)......اول تو اس میں پیسوں کا اسراف ہے جو جائز نہیں۔

نوٹ:......اسراف کی برائی کے لئے دیکھئے! رسالہ ''اسراف کی مذمت''۔

دوسرا: اس میں صحت کی خرابی ہے

(۲)......دوسرا: اہل تجربہ ڈاکٹروں اور اطباء کا کہنا ہے کہ: اس سے صحت خراب ہوتی ہے، اور انسان کے لئے صحت کی حفاظت ضروری ہے۔

آپ ﷺ خود صحت کی حالت میں حفاظت والی تدابیر اختیار فرماتے تھے، مثلا: ریاضت، مجاہدہ اور کم کھانے کے ذریعہ اور تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانے سے، اور تر کھجوریں خربوزہ کے ساتھ کھانے سے، اور فرماتے تھے کہ: اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو دور

کرتی ہے۔اثمد سے بینائی کا، ہر روز اثمد کا سرمہ لگا کر آنکھوں کا علاج فرماتے تھے۔

گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھاتے تھے۔کھانوں کی خاصیت کی رعایت فرماتے تھے۔حرارت و برودت کی صفت کو معتدل بناتے تھے۔مرکبات اور ادویات میں یہ ایک بہت بڑی اصل ہے۔(التراتیب الادارية: (اردو ترجمہ) عہد نبوی کا اسلامی تمدن ص ۲۱۸)

تمباکو کے نقصانات

تمباکو نوشی سے بدن' عقل اور مال تینوں کو نقصان ہوتا ہے،تمباکو سے قلب میں فساد پیدا ہوتا ہے،قوی میں کمزوری آتی ہے،رنگ زرد پڑ جاتا ہے،اور پیٹ میں اس کے دھوئیں کی کثافت سے کئی امراض اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، جیسے کھانسی ، جو آگے چل کر''مرض سل'' پیدا کرتی ہے،اور بار بار تمباکو نوشی سے اردگرد کے حصے سیاہ پڑ جاتے ہیں،اس سے حرارت بھی پیدا ہوتی ہے، جو ایک مہلک مرض کی شکل اختیار کر لیتی ہے،اور اس طرح یہ کیفیت قرآنی حکم:﴿ ولا تقتلوا انفسكم ﴾اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو) کے ذیل میں داخل ہو جاتی ہے۔تمباکو نوشی سے رگوں کی راہیں بند ہو جاتی ہیں، جس کے نتیجہ میں رگوں سے گذر کر جسم کی گہرائیوں تک غذا کا پہنچنا موقوف ہو جاتا ہے،اور نتیجۃً تمباکو نوش کی اچانک موت واقع ہو جاتی ہے۔

فقہاء مزید کہتے ہیں کہ تمباکو نوشی کی مضرت پر اطباء کا اتفاق ہے۔

(موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص ۱۳۶ ج ۱۰،عنوان: تبغ)

تیسرا: اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے

(۳)......تیسرا اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے،اور کسی کو تکلیف اور ایذاء پہنچانا جائز نہیں۔

(۱)......﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾۔(پ:۲۲/سورۂ احزاب،آیت نمبر:۵۸)

ترجمہ:......اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ان کے کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان طرازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لا دلیا ہے۔

(۲)......عن عبد الله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده ، والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه۔

(بخاری، باب من سلم المسلمون من لسانه و یده ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث:۱۰)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور (کامل) مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالی کے منع کئے ہوئے کاموں سے ہجرت کرلے۔

حدیث شریف میں بھی کسی کو تکلیف اور نقصان پہنچانے سے منع فرمایا گیا ہے:

(۳)......عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قضی انْ : لا ضَرر ولا ضِرَار۔

ترجمہ:......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ: نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ، نہ کسی سے نقصان اٹھاؤ۔

(ابن ماجہ، باب من بنی فی حقه ما یضر بجاره ،کتاب الاحکام ، رقم الحدیث: ۲۳۴۰/۲۳۴۱)

شریعت نے کس قدر اہتمام کیا کہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے، اس کے متعلق جو احادیث منقول ہیں، اور فقہاء امت رحمہم اللہ نے جو مسائل تحریر فرمائے ہیں، ان کو بغور پڑھا جائے تو احساس ہوتا ہے کہ شریعت کا نہایت ہی اہم شعبہ یہ ہے کہ انسان ہر کسی کو تکلیف پہنچانے

سے احتراز کرے۔مثلا: بعض بیماروں کے لئے حکم ہے کہ جماعت کی نماز میں شرکت نہ کریں، حجر اسود کا بوسہ عبادت ہے، مگر کسی کو تکلیف ہو تو اشارہ پر اکتفا کرے، کسی کو تکلیف ہو بلند آواز سے تلاوت نہ کرے، تہجد میں اٹھتے وقت دوسروں کی نیند کا خیال کرے اور اس طرح بیدار نہ ہو کہ دوسروں کی نیند خراب ہو، لوگوں کی گذرگاہ میں نماز نہ پڑھے، نماز جنازہ کی جماعت میں بھی عام راستہ میں صف بنا کر کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، کھانا کھانے والے کو سلام نہ کرے، ٹیلیفون پر لمبی بات نہ کرے، بے وقت ٹیلیفون نہ کرے، لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال نہ کرے، گھروں کے سامان کو اپنی متعین جگہ سے ہٹا کر کسی دوسری جگہ پر نہ رکھے، اہل خانہ کو اطلاع دیئے بغیر کھانے کے وقت غائب نہ رہے، راستہ کو گندا نہ کرے، غلط جگہ کار وغیرہ پارک نہ کرے، حتی کہ اہل دعوت بے وقت گشت بھی نہ کریں۔ان سب کاموں میں بے احتیاطی سے دوسروں کو تکلیف پہنچے گی۔

چوتھا: اس سے فرشتوں کو بھی ایذا ہوتی ہے

(۴)...... چوتھا یہ کہ: پھر اس سے فرشتوں کو بھی ایذا ہوتی ہے، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالی کی معصوم مخلوق جو ہماری حفاظت کے لئے متعین ہے، ہم اپنے اختیار سے ان کو تکلیف پہنچائیں۔خود نبی کریم ﷺ فرشتوں کو تکلیف نہ پہنچے اس لئے لہسن وغیرہ کھانے سے پرہیز فرماتے تھے۔

(۱)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پیاز یا لہسن کھائے، وہ ہم سے الگ رہے، یا ہماری مسجد سے علیحدہ رہے، اسے چاہئے کہ اپنے گھر بیٹھے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں ہانڈی لائی گئی جس میں ترکاری تھی، آپ ﷺ نے اس میں بدبو محسوس کی، آپ ﷺ نے اس ترکاری کے بارے میں دریافت فرمایا، آپ کو اس کے متعلق بتلایا گیا

آپ ﷺ نے کسی صحابی کے پاس اسے بھیجنے کا حکم دیا، اس صحابی نے آپ ﷺ کی کراہت کی وجہ سے اسے ناپسند کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کھا سکتے ہو، کیونکہ میں بالعموم ان (فرشتوں) سے محوِ کلام رہتا ہوں جن سے تم کو بات چیت کا موقع نہیں ہوتا۔

(مسلم، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها ' الخ ، كتاب المساجد ، رقم الحديث:۵٦۴)

پانچواں: منہ کی بدبو کے ساتھ مسجد کی حاضری

(۵)...... پانچواں یہ کہ منہ کی بدبو کے ساتھ اللہ تعالی گھروں اور مساجد میں جانا کس قدر برا ہے، ایک مسلمان اپنا فرض ادا کرنے کے لئے مسجد جاتا ہے اور وہاں بھی فرشتوں کو اور نمازیوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ آپ ﷺ نے لہسن کھانے والے کو مسجد سے باہر نکال دیا۔

''مسلم شریف'' میں کئی روایتیں اس موضوع کی آئی ہیں:

(۱)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس درخت یعنی لہسن سے کھائے، وہ مسجدوں میں نہ آئے۔

دوسری روایتوں کے الفاظ یہ ہیں: ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔ نہ ہمیں لہسن کی بو سے تکلیف دے۔

(۲)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ان بدبودار درختوں سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۳)......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ....اے لوگو! تم لہسن اور پیاز کے درختوں سے کھاتے ہو، حالانکہ میں ان کو خبیث ہی سمجھتا ہوں، مجھے یاد ہے کہ آپ ﷺ

کے دور مبارک میں جس شخص کے منہ سے ان کی بد بو آتی آپ ﷺ اسے حکم دیتے کہ وہ مسجد سے نکل کر بقیع کے قبرستان کی طرف چلا جائے، لہذا جو شخص انہیں کھانا چاہے وہ انہیں پکا کر ان کی بد بو ختم کر دے۔

(مسلم، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها ' الخ ، كتاب المساجد ، رقم الحديث:۵۶۱/۵۶۲/۵۶۳/۵۶۷)

لہسن اور پیاز کے کھانے والوں کو آپ ﷺ مسجد سے باہر نکال دیتے

(۴)......عن معدان بن ابى طلحة اليعمرى رحمه الله : انّ عمر بن الخطاب رضى الله عنه.... قال : اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ ! تَأْكُلُوْنَ مِنْ شَجَرَتَيْنِ لَا اَرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الثُّوْمُ وَالْبَصَلُ ، وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَرٰى نَبِيَّ اللّٰهِ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ يَأْمُرُ بِهٖ فَيُؤْخَذُ بِيَدِهٖ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يُؤْتٰى بِهِ الْبَقِيْعَ ، فَمَنْ اَكَلَهُمَا لَا بُدَّ فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا۔

(كنز العمال ، خلا فة امير المؤمنين عثمان بن عفان رضى الله عنه تعالى عنه ، الخلافة مع الامارة، رقم الحديث:۱۴۲۳۹)

ترجمہ:......معدان بن ابی طلحہ یعمری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے.....فرمایا: اے لوگو! تم یہ چیزیں جو کھاتے ہو میں ان کو خبیث سمجھتا ہوں: لہسن اور پیاز۔ اللہ تعالی کی قسم! میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کسی آدمی میں سے ان کی بو محسوس فرماتے تو اس کے متعلق حکم دیتے 'اور اس آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر مسجد سے باہر لایا جاتا حتی کہ بقیع تک اس کو مسجد سے دور کر دیا جاتا تھا، لہذا جو ان دو چیزوں کو کھائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ پکا کر ان کی بو مار دے۔

تمباکونوشی کی مذمت میں قرآن کریم کی چندآیتیں

خبائث کی حرمت

(۱)......﴿ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾۔

(پ:۹/سورۂ اعراف،آیت نمبر:۱۵۷)

ترجمہ:......اوران کے لئے پاکیزہ چیزوں کوحلال اور گندی چیزوں کوحرام قرار دیں گے۔
تفسیر:......خبیث سے ایسی چیزیں مراد ہیں جن کوسلیم طبیعتیں ناپسند کرتی ہوں۔شیخ وہبی زحیلی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:''و تستخبثه الطباع السليمة وتنفر منه''۔

(التفسير الوجيز ص ۱۷۱)

اوپر''مسلم شریف'' کی روایت میں صراحت ہے کہ:حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لہسن اور پیاز کے درختوں کے بارے میں فرمایا کہ: میں اس کو خبیث ہی سمجھتا ہوں۔ جب یہ لہسن اور پیاز کو خبیث سمجھا تو سگرٹ اور تمباکو کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

اپنے آپ کوخود ہلاکت میں نہ ڈالو

(۲)......﴿ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾۔(پ:۲/سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۱۹۵)

ترجمہ:......اوراپنے آپ کوخود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔

علامہ علاءالدین حصکفی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''و كذا تحرم جوزه الطيب و كذا النتن الذى شاع فى زماننا ولا سيما بعد نهى ولى الامر نصره الله''۔

ایسا ہی جائفل اور تمبا کو جو ہمارے زمانہ میں عام ہو گیا ہے، حرام ہے، خاص کر سلطان (اللہ تعالی ان کی مدد و نصرت فرمائیں) کی طرف سے ممانعت کا فرمان جاری ہونے کے بعد۔

تمباکو کے استعمال کی ممانعت پر خلیفہ کا فرمان

عثمانی خلیفہ کی جانب سے اس دور کے علماء کے فتاوی کی بنیاد پر سرکاری فرمان جاری ہوا تھا کہ تمبا کو نوشی ممنوع ہے، تمبا کو استعمال کرنے والوں کو سزا دی جائے گی، اور پکڑے گئے تمباکو کو جلا دیا جائے گا۔(موسوعہ فقہیہ (مترجم)ص ۱۳۷ ج ۱۰، عنوان: تبغ)

(۳)......﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾۔

(پ:۱۸/سورۂ مؤمنون، آیت نمبر:۱۱۵)

ترجمہ:......بھلا کیا تم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کر دیا، اور تمہیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟۔

تفسیر:......''موسوعہ فقہیہ''میں ہے:

جن لوگوں نے بطور دوا تمبا کو نوشی شروع کی انہوں نے بھی دوا کی حد تک اس کے استعمال پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر لذت و لطف کے لئے استعمال کرنے لگے، علاج کا دعوی محض ڈھونگ تھا، اس کے پردہ میں عبث، لہو ولعب اور نشہ آوری کے خفیہ مقاصد تک رسائی حاصل کی گئی، حنفیہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے، انہوں نے ''عبث'' کی تعریف کی ہے کہ: وہ ایسا عمل ہے جو غرض صحیح کے علاوہ کے لئے ہو، اور ''سفیہ'' ایسا فعل ہے جس سے سرے سے کوئی غرض ہی نہ ہو، اور ''لعب'' وہ فعل ہے جس میں لذت ہو۔

(موسوعہ فقہیہ (مترجم)ص ۱۳۶ ج ۱۰، عنوان: تبغ)

آپ ﷺ نے مسکراور مفتر سے منع فرمایا

(۱)......عن ام سلمة قالت : نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كل مُسكر و مُفتِر ۔(ابوداؤد، باب النهى عن المسكر ، كتاب الاشربة ، رقم الحديث:۳٦۸٦)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ہر نشہ آور اور عقل میں فتور پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا۔

تشریح:......تمباکو میں کامل سکر تو نہیں، مگر یہ سکر کی طرف مفضی ہے، اس لئے اس سے منع کیا جائے گا۔ بذل میں ہے:" قال الخطابى رحمه الله : المفتر كل شراب يورث الفتور ... وهو مقدمة السكرة ، نهى عن شربه لئلا يكون ذريعة الى السكر "۔

(بذل المجهود ص۴۲۱ ج۱۱، ما جاء فى السُّكر ، تحت رقم الحديث:۳٦۸٦)

خاتمہ

راقم الحروف نے اپنے رسالہ ''امامت'' میں ایک مضمون اس پر لکھا تھا کہ امام کے لئے تو قطعا مناسب نہیں کہ وہ سگرٹ نوشی کی عادت میں مبتلا ہو، اور اس کے ضمن میں چند مفید باتیں اور بھی لکھی تھیں، یہاں خاتمہ کے عنوان سے اس مضمون کو نقل کرنا مناسب سمجھا گیا۔

امام کو سگرٹ نوشی سے بچنا چاہئے

منصب امامت کے ہرگز لائق نہیں کہ ائمہ حضرات سگرٹ و بیڑی اور حقہ نوشی کی عادت بنائے رکھیں، اگر کسی کو یہ بری عادت پڑی ہو تو اپنی نفسانی خواہش کا علاج کر کے اس قبیح عادت سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ''کتاب الفتاوی'' میں ہے:

سوال:......زردہ کا پان، گٹکا، سگرٹ نوشی یہ سب استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:......زردہ، اس سے زیادہ سگریٹ اور اس سے بڑھ کر گٹکا صحت انسانی کے لئے نقصان دہ ہے، اس لئے اس سے بچنا واجب ہے اور اس کا استعمال مکروہ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نشہ آور اور صحت کے لئے مضرت رساں دونوں طرح کی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ اور اب ان چیزوں کا صحت کے لئے نقصان دہ ہونا پوری طرح ثابت ہو چکا ہے۔ (کتاب الفتاوی ص۱۸۸ ج۶)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اسی طرح تمباکو نوشی اور تمباکو خوری بھی کراہت سے خالی نہیں، گو علماء نے اس کی حرمت اور بعض نے اس کی اباحت کا فتوی دیا ہے۔ علامہ عمادی نے تمباکو نوشی کرنے والے کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے، اور مسجد میں تو اس کا استعمال مکروہ ہے ہی۔

تمباکو کی ممانعت کی وجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت ہے: ''نھی عن کل

مسکر و مفتر ''مفتر سے مراد ہر ایسی چیز ہے جو جسم کو ضعف ونقصان پہنچانے والی ہے۔

(درمختار وشامی ص ۲۹۶ و ۱۹۵۔شامی ص ۴۴ ج ۱۰، کتاب الاشربۃ، مطبوعہ دارالباز، مکۃ المکرّمہ)

علماء ہند میں مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کو فی نفسہ مباح لیکن بے احتیاطی سے بدبو پیدا ہو جانے کی صورت میں مکروہ قرار دیا ہے۔(کفایت المفتی ص ۹/۱۲۲)

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے حقہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:'' بہر حال اس کا پینے والا گناہ سے خالی نہیں اور اصرار پر سخت گناہ ہے''۔(حضرت کا یہ تفصیلی فتوی قابل دید ہے)

(امدادالفتاوی ص ۹۸ ج ۴۔حلال وحرام ص ۱۷۱)

گجرات کے ایک مشہور بزرگ اور عارف باللہ عالم دین حضرت مولانا نذیر احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

'' تمباکو' بیڑی اور سگرٹ سے بہت دور رہنا، ان چیزوں کا استعمال جائز نہیں۔ فرشتوں کو اس کی بدبو سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، ایسا نہ ہو کہ اس کے استعمال سے رحمت کے فرشتے تم سے دور ہو جائیں۔اس میں دنیا اور آخرت کے بڑے بڑے نقصان پوشیدہ ہیں، کبھی بھی اس کو ہاتھ نہ لگانا اور کوئی بھی نشہ آور چیز کا استعمال مت کرنا، ان چیزوں سے بچتے رہو گے تو بہت سے بھلائیاں حاصل ہوں گی۔(مختصر سوانح نذیری ص ۳۶)

نوٹ:......تمباکو نوشی کو بعض علماء نے حرام' بعضوں نے مکروہ تحریمی اور بعضوں نے مباح یا محض مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس پر کسی قدر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔علامہ حصکفی رحمہ اللہ اپنے استاذ شیخ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اسے حرام کہتے ہیں۔اور شامی رحمہ اللہ شرنبلالی کی شرح ''شرح وھبانیہ'' سے ناقل ہیں کہ: اس کے پینے اور خرید وفروخت سے منع کیا جائے گا ''یمنع عن بیع الدخان و شربه''۔

علامہ حصکفی رحمہ اللہ ہی اپنے ایک اور استاذ عمادی رحمہ اللہ کی رائے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے اور شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: بظاہر عمادی رحمہ اللہ اس کو مکروہ تحریمی قرار دیتے تھے، کیونکہ انہوں نے عادۃً تمبا کو نوشی کرنے والوں کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ شیخ ابوالسعود رحمہ اللہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں۔ علامہ شیخ علی مالکی رحمہ اللہ نے اس کے حلال اور مباح ہونے پر ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں مذاہب اربعہ کے مستند اور معتمد علماء سے اس کا جواز نقل کیا ہے۔ اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ نے ''الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔ موجودہ عرب علماء میں سعودی عرب کے علماء اس کی حرمت کا فتوی دیتے ہیں، لیکن ڈاکٹر وہبہ زحیلی کا رجحان اس کی اباحت کی طرف ہے۔ (الفقه الاسلامی و ادلته ص١٦٧ج٦)

عدل اور اعتدال پر مبنی رائے یہ ہے کہ یہ کراہت سے خالی نہیں۔

(قاموس الفقہ (خلاصہ) ص ۴۰۸ ج ۳ بعنوان: دخان)

تمباکو کے متعلق چند مسائل

مساجد میں تمباکو کا استعمال

مسئلہ:......مساجد میں تمباکو نوشی کی حرمت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔

(موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص ۱۴۱ ج ۱۰، عنوان: تبغ)

عبادات کے مقامات اور مجالس میں سگرٹ کی بدبو کے ساتھ شرکت

مسئلہ:......منہ سے تمباکو کی بو آنے والے شخص کے لئے مسجد یا عبادات کے مقامات اور قرآن کریم کی مجالس میں داخلہ کی ممانعت کی تفصیل میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ اور مالکیہ نے اسے حرام قرار دیا ہے، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ نے اسے مکروہ بتایا ہے۔

مسئلہ:......شیخ علیش مالکی فرماتے ہیں کہ: محفلوں میں تمباکو کا استعمال حرام ہے۔

(موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص ۱۴۲ ج ۱۰، عنوان: تبغ)

تمباکو ناپاک نہیں ہے

مسئلہ:......تمباکو پاک ہے، ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جامد مشروب جیسے بھنگ اور افیون کے سلسلہ میں ہم نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اس کو ناپاک بتایا ہو، اور حرام ہونے سے اس کا ناپاک ہونا لازم نہیں آتا، جیسے زہر قاتل، جو حرام ہونے کے باوجود پاک ہے۔

(موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص ۱۴۵ ج ۱۰، عنوان: تبغ)

تمباکو سے روزہ کا ٹوٹنا

مسئلہ:......فقہاء کا اتفاق ہے کہ روزہ کے درمیان معروف تمباکو کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ تمباکو روزہ توڑنے والی اشیاء میں ہے۔

مسئلہ:......اسی طرح اگر تمبا کو پیئے بغیر صرف دھواں حلق میں داخل ہوجائے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، بلکہ قصداً اس کو ناک میں کھینچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ:......اگر بغیر ارادہ کے دھواں حلق تک پہنچ جائے، جیسے کسی تمبا کو نوش کے پاس بیٹھنے سے بغیر ارادہ کے حلق میں دھواں داخل ہوجائے، جبکہ اس سے احتراز ممکن نہ ہوتو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ:......حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اگر بالقصد ایسا کرے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

مسئلہ:......تمبا کو کو چبانے یا ناک میں کھینچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، اس لئے کہ اس سے ایک نوع کی کیفیت طاری ہوتی ہے، اور اس کا مزہ حلق تک پہنچتا ہے، اور دماغ کو اس کا مزہ ملتا ہے، جس طرح لکڑی سے تمبا کو چوسنے سے مزہ ملتا ہے۔

(موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص ۱۴۵ ج ۱۰، عنوان: تبغ)

شوہر کا بیوی کو تمبا کو نوشی سے منع کرنے کا حق

مسئلہ:......جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ شوہر کو حق ہے کہ بیوی کو ایسی چیز سے منع کرے جس کی بو ناپسندیدہ ہو، اس لئے کہ اس کی بو پورے طور پر لذت اندوزی سے مانع بنتی ہے، بالخصوص جبکہ شوہر تمبا کو نوش نہ ہو۔ (موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص ۱۴۵ ج ۱۰، عنوان: تبغ)

(۱)......أن للزوج منع الزوجة من أكل الثوم والبصل و كل ما ينتن الفم ، قال : و مقتضاه المنع من شربها التتن لانه ينتن الفم ' خصوصا اذا كان الزوج لا يشربه ، اعاذنا الله تعالى منه۔

(شامی ص ۴۲ ج ۱۰، كتاب الاشربة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

بیوی کے نفقہ میں تمباکو

مسئلہ:......تمباکو کی فراہمی شوہر پر لازم نہیں ہے، اگر چہ تمباکو کے ترک سے بیوی کو نقصان پہنچتا ہو۔ (موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص۱۴۶ ج۱۰، عنوان: تبغ)

تمباکو کے ذریعہ علاج

مسئلہ:...... جمہور فقہاء کے نزدیک تمباکو پاک ہے، اور اس سے علاج کرنا جائز ہے، جبکہ اس سے علاج ممکن ہو۔ (موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص۱۴۶ ج۱۰، عنوان: تبغ)

تمباکو استعمال کرنے والے کی امامت

مسئلہ:......ابن عابدین رحمہ اللہ نے شیخ عمادی سے نقل کیا ہے کہ: ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جو سود خوری یا کسی حرام خوری میں معروف ہو، یا کسی مکروہ چیز کا استعمال پابندی سے کرتا ہو، جیسے آج کے زمانہ میں تیار کئے جانے والے تمباکو کا استعمال کرے۔

(موسوعہ فقہیہ (مترجم) ص۱۴۶ ج۱۰، عنوان: تبغ)

غلو کی مذمت

اس رسالہ میں غلو کی مذمت کے متعلق قرآن کریم کی آیات اور آپ ﷺ کی احادیث جمع کی گئی ہیں۔اسی طرح: عقائد میں غلو، عبادات اور اعمال میں غلو، میت و جنازہ میں غلو، وعظ ونصیحت میں غلو، کسی کی تعریف میں غلو، خلافت و پیر مریدی میں غلو، دعا میں غلو، مشورہ میں غلو، دعوت وتبلیغ میں غلو، وغیرہ عنوان سے کچھ باتیں جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین ، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ، اما بعد

قرآن کریم نے اعتدال کا حکم دیا، حد سے تجاوز پر وعید سنائی، آپ ﷺ نے احادیث میں اعتدال کی اہمیت بہت تفصیل سے بیان فرمائی، اور غلو سے ممانعت کا حکم دیا۔

اس دور پرفتن میں ہمارے معاشرے میں اعتدال مفقود ہو رہا ہے اور غلو بڑھ رہا ہے، دینی شعبے بھی اس مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں، عقائد میں غلو، عبادات اور اعمال میں غلو، میت و جنازہ میں غلو، وعظ و نصیحت میں غلو، کسی کی تعریف میں غلو، خلافت و پیر مریدی میں غلو، دعا میں غلو، مشورہ میں غلو، دعوت و تبلیغ میں غلو، العیاذ باللہ۔

اس مرض کے ازالہ کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے سامنے قرآن کریم کی ہدایات اور آپ ﷺ کی تعلیمات رہیں، اسی غرض کے لئے اس رسالہ میں اعتدال کی اہمیت اور غلو کی مذمت میں چند آیات و احادیث اور آثار جمع کئے گئے ہیں۔

بعض عنوانات کے تحت کچھ تلخ باتیں بھی آ گئی ہیں، اللہ کرے ناظرین خالی الذہن ہو کر انہیں پڑھیں، اور جواب اور رد کے بجائے حقیقت پر غور کریں، اور اپنی استطاعت کے مطابق سارے شعبوں سے غلو کو پاک کرنے کوشش فرمائیں۔

اللہ تعالی ان اوراق کو نافع بنائے، اور اللہ کرے راقم و ناظرین کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

۲۶/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق: ۱۲/نومبر ۲۰۲۰ء، بروز جمعرات

اعتدال اور میانہ روی

اعتدال کے لفظی معنی ہیں: برابر ہونا، یہ لفظ عدل سے مشتق ہے، اس کے معنی بھی برابر کرنے کے ہیں۔ (معارف القرآن ص۳۶۶ ج۱)

(۱)......﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ﴾۔ (پ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۴۳)

ترجمہ:......اور (مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے۔

(۲)......﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ﴾۔ (پ:۲۷/سورۂ حدید، آیت نمبر:۲۵)

ترجمہ:......حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری، اور ترازو بھی، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

(۳)......﴿ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴾۔ (پ:۱۵/سورۂ اسراء، آیت نمبر:۲۹)

ترجمہ:......اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجے میں تمہیں قابل ملامت اور قلاش ہوکر بیٹھنا پڑے۔

(۴)......﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ ﴾۔

(پ:۶/سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۷۷)

ترجمہ:......(اور ان سے یہ بھی) کہو کہ: اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔

(۵)......﴿ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ﴾۔ (پ:۶/سورۂ نساء، آیت نمبر:۱۷۱)

ترجمہ:......اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ تعالی کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

(۶)......﴿ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ج وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾۔(پ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۲۹)

ترجمہ:...... یہ اللہ تعالی کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں، لہذا ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو لوگ اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہ بڑے ظالم لوگ ہیں۔

رہبانیت کی ممانعت بھی اسی لئے ہے کہ اس میں غلو اور اعتدال سے تجاوز پایا جاتا ہے۔

(۷)......﴿ وَ رَهْبَانِیَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ﴾۔(پ:۲۷/سورۂ حدید، آیت نمبر:۲۷)

ترجمہ:......اور جہاں تک رہبانیت کا تعلق ہے، وہ انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی، ہم نے اس کو ان کے ذمے واجب نہیں کیا تھا، لیکن انہوں نے اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنی چاہی پھر اس کی ویسی رعایت نہ کر سکے جیسے اس کا حق تھا۔

غلو کی ممانعت کی روایات

اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز نہ کرو

(۱)......عن ابی الدرداء قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله افترض علیکم فرائض فلا تضیِّعوها ، وحدّ لکم حدودا فلا تعتدوها ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر چند فرائض کو فرض فرمایا ہے، تم ان کو ضائع مت کرو، اور چند حدود تمہارے لئے مقرر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو۔

(سنن دارقطنی ص۱۹۹ ج۴، باب الصید والذبائح والاطعمة و غیر ذلک ، کتاب الاشربة و غیرها ، رقم الحدیث:۴۷۶۸)

غلو سے بچو، پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا

(۲)......قال ابن عباس رضی الله عنهما : قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم – غداة العقبة وهو علی راحلته – : هاتِ القُطْ لی ، فلَقَطْتُ له حَصَیاتٍ هُنّ حَصَی الخَذْف ، فلما وضَعْتُهُن فی یده قال : بأمثال هولاء ، وایّاکم والغُلُوّ فی الدِّین ، فانّما أهلک من کان قبلکم اَلغُلُوُّ فی الدین۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے دس تاریخ کی صبح کو (جس دن جمرۂ عقبہ کی رمی کی جاتی ہے) مجھ سے فرمایا اور آپ ﷺ اپنی سواری پر تھے: میرے لئے کنکریاں چن کر لاؤ، میں نے آپ کے لئے کنکریاں چنیں جو متوسط درجہ کی چھوٹی کنکریاں تھیں- لوبیا کے دانہ کے برابر- آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

ہاں اسی جیسی اور خبردار تم لوگ دین میں غلو سے بچنا، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا تھا۔

(نسائی، باب التقاط الحصی ، کتاب مناسک الحج ، رقم الحديث:۳۰۵۷)

میری شان میں غلو نہ کرو جیسے نصاری نے غلو کیا

(۳)......عمر رضی الله عنه يقول على المنبر : سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول : لا تُطرونی كما أطرَت النّصاری بن مریم فانّما انا عبده فقولوا : عبد الله ورسولُه۔

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر فرما رہے تھے: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: میری شان میں غلو نہ کرو جس طرح نصاری نے حضرت ابن مریم (عیسی) علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں غلو کیا ہے، پس میں صرف اللہ تعالی کا بندہ ہوں، پس تم کہو: اللہ تعالی کے بندے اور ان کے رسول۔

(بخاری، باب قول الله تعالی ﴿ واذكر فی الكتاب مریم اذ انتبذت من اهلها ﴾ كتاب احادیث الانبياء ، رقم الحديث:۳۴۴۵)

اللہ تعالی کی تعظیم میں سے حامل قرآن کی عزت کرنا ہے جو غلو نہ کرتا ہو

(۴)......عن ابی موسى الاشعری قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اِنَّ من اِجلال اللّٰه اكرامَ ذی الشّيبة المسلم ، وحامل القرآن غير الغالی فيه والجَافِی عنه ، واكرامَ ذی السُّلطان المُقسط۔

(ابوداؤد، باب فی تنزيل الناس منازلهم ، كتاب الادب ، رقم الحديث:۴۸۴۳)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اللہ تعالی کی تعظیم میں سے ہے کہ سفید بالوں والے مسلمان کا اکرام کرنا ہے اور ایسے حامل قرآن کی عزت کرنا ہے جو غلو اور کمی نہ کرتا ہو، اور اس حکمران کی تعظیم کرنا جو کہ انصاف کرنے والا ہو۔

غسل کے بعد وضو کرنا غلو ہے

(۴)......عن ابن عمر ان رجلا قال : انی لأ توضأ بعد الغسل ' قال : لقد تعمقت۔

(کنز العمال ، التعمق ، الاخلاق ، رقم الحدیث:۸۸۱۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک صاحب نے عرض کیا: میں غسل کے بعد وضو کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: تو نے غلو کیا۔

خير الأعمال و الامور أوسطها

(۵)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :......خير الأعمال أوسطها ، الخ۔

(شعب الایمان بیہقی ص۴۰۱/۴۰۲ ج۳، باب القصد فی العبادۃ ، باب فی الصیام ، رقم الحدیث: ۳۸۸۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال میں بہتر عمل درمیانہ ہے۔

(۶)......عن ثابت عن مطرف قال : خير الامور أوسطها۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۶۱ ج۵، باب الاقتصاد فی النفقۃ و تحریم اکل المال الباطل ، رقم الحدیث:۶۶۰۱)

ترجمہ:......حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت مطرف رحمہ اللہ نے فرمایا: امور میں بہتر درمیانہ پن ہے۔

اعتدال اختیار کرنے کی روایات

سادگی ایمان کا حصہ ہے

(۱)......عن ابی امامة قال : ذکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما عندہ الدنیا ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ألا تسمعون ؟ اِنَّ البذاذة من الایمان ، اِنَّ البذاذة من الایمان۔

ترجمہ:......حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ایک دن آپ ﷺ کے سامنے دینا کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: غور سے سنو! یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے، یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

(ابوداؤد، باب النھی عن کثیر من الارفاة ، اول کتاب التّرجل ، رقم الحدیث:۴۱۶۱)

اخراجات میں میانہ روی آدھی معیشت

(۲)......عن ابن عمر قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة و التَّوَدُّد الی الناس نصف العقل وحسن السوال نصف العلم۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے، اور انسانوں سے دوستی نصف عقل ہے، اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۸۶ ج۱۴، باب الاقتصاد فی النفقة ، رقم الحدیث:۶۲۹۷)

میانہ روی سے کام لینے والا تنگ دست نہیں ہوگا

(۳)......عن عبد اللہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما عال من

اقتصد۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میانہ روی سے کام لیا وہ تنگ دست نہیں ہوگا۔

(مسند احمد ص۳۰۲ ج۷، تتمة مسند عبد الله بن مسعود ، رقم الحديث:۴۲۶۹۔معجم کبیر طبرانی ص۱۳۳ ج۱۰، من روی عن ابن مسعود ، رقم الحديث:۱۰۱۱۸)

غنٰی ،فقر اور عبادت میں میانہ روی کتنی اچھی ہے

(۴)......عن حذيفة ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما أحسن القصد فى الغنى ، ما أحسن القصد فى الفقر ، وأحسن القصد فى العبادة۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۹ ج۱۰، باب الاقتصاد ، كتاب الزهد ، رقم الحديث:۱۷۸۵۰)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دولت مندی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے، اور تنگ دستی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے، اور عبادت میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔

جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ تعالی اس کو غنی کر دیں گے

(۵)......عن طلحة بن عبيد الله ، قال : تمشى معنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة وهو صائم ، فأجهده الصوم ، فحلبنا له ناقة لنا فى قعب ، وصببنا عليه عسلا نكرم به رسول الله صلى الله عليه وسلم عند فطره ، فلمّا غابت الشمس ناولناه القعب ، فلما ذاقه ، قال بيده كأنه يقول : ما هذا ؟ قلنا : لبنا و عسلا أردنا نكرمك به ، احسبه قال : أكرمك الله بما أكرمتنى ، أو دعوة هذه معناها ، ثم قال : من اقتصد أغناه الله ، ومن بذر أفقره الله ، ومن تواضع رفعه الله ، ومن تجبر قصمه

اللہ۔(مجمع الزوائد ص۳۱۹ ج۱۰، باب الاقتصاد ، کتاب الزهد ، رقم الحديث:۱۷۸۵۱)

ترجمہ:......حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، آپ روزے سے تھے، آپ کو روزہ سخت لگ رہا تھا، ہم نے آپ کے لئے اونٹنی سے دودھ دوہا اور اس میں شہد ملایا اور افطار کے وقت آپ کو پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی تم کو عزت دیں جس طرح تم نے میری عزت کی ہے- یا کوئی اور اس جیسی دعا دی- پھر فرمایا: جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ تعالی اس کو غنی کردیں گے، اور جس نے فضول خرچی کی اللہ تعالی اس کو تنگ دست کردیں گے، اور جس نے تواضع اختیار کی اللہ تعالی اس کو بلند کردیں گے، اور جس نے تکبر کیا، اللہ تعالی اس کو ہلاک کردیں گے۔

اعتدال نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک ہے

(٦)......عن عبد الله بن سَرْجِس المُزنِي : ان النبی صلی الله عليه وسلم قال: السَّمْتُ الحسن والتُّؤدَةُ والاقتِصاد جُزءٌ من اربعةٍ و عشرين جُزْءًا من النُّبوّة۔

ترجمہ:......حضرت ابوعبداللہ بن جرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک سیرت، سنجیدگی اور اعتدال نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء في التأني والعجلة ، ابواب البر والصلة ، رقم الحديث:۲۰۱۰)

اے لوگو! اعتدال اور میانہ روی کو لازم پکڑو

(۷)......عن جابر بن عبد الله قال : مرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم على رجل يصلي على صخرةٍ ، فأتى ناحِية مكة ، فمكث مَلِيًّا ، ثم انصرف ، فوجد الرجل يصلي على حاله ، فقام فجمع يديه ثم قال : يايها النّاس ! عليكم بِالقَصْدِ ، ثلا ثا ، فان اللّٰه لا

يَمَلُّ حتى تَمَلُّوا۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کا ایک صاحب کے پاس سے گذر ہوا جو ایک چٹان پر نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے، وہاں سے کچھ دیر ٹھہرے پھر واپس تشریف لائے تو وہ صاحب اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اکٹھے کئے اور کھڑے ہو کر تین بار فرمایا: اے لوگو! اعتدال اور میانہ روی کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر دینے سے) نہیں اکتاتے یہاں تک کہ تم (عبادت کرنے سے) اکتا جاؤ۔

(ابن ماجہ، باب المداومة على العمل ، كتاب الزهد ، رقم الحديث:۴۲۴۱)

اعتدال کو لازم پکڑو تم منزل تک پہنچ جاؤ گے

(۸)......عن ابی هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لن يُنَجِّي احدا منكم عملُه ، قالوا : ولا انت يا رسول الله ؟ قال : ولا انا الا ان يتغمَّدني الله برحمة ، سدِّدوا و قارِبوا ، واغدوا و رُوحُوا ، و شيُئى من الدُّلجة والقَصد القصد تَبلُغوا۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو ہرگز اس کا عمل نجات نہیں دے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا بھی نہیں؟ فرمایا: میرا بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے، تم درست کام کرو اور درمیانی کام کرو، اور صبح کے وقت عمل کرو اور شام کے وقت میں عمل کرو، اور کچھ رات کے اندھیرے کے وقت میں، اور میانہ روی کو لازم رکھو (منزل پر) پہنچ جاؤ گے۔

(بخاری، باب القصدِ والمُداومة على العمل ، كتاب الرقاق ، رقم الحديث:۶۴۶۳)

اعتدال کو لازم پکڑو جو شخص دین پر سختی کرے گا دین اس پر غالب آئے گا

(۹)......عن بريدة قال : خرجت يوما أمشي ' فرأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم فظننته يريد حاجة ' فعارضته حتى رآني ' فأرسل اليّ فأتيته فأخذ بيدى فانطلقنا نمشي جميعاً ' فاذا رجل بين أيدينا يصلي يكثر الركوع والسجود ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : تراه مرائيا ؟ قلت : الله و رسوله أعلم ، فأرسل يدى فقال : عليكم هدياً قاصداً ' فانه من يشاد هذا الدين يغلبه۔

ترجمہ:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں ایک دن پیدل چلتے ہوئے نکلا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، میں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ کسی ضرورت سے تشریف لائے ہیں، لہذا میں آپ ﷺ کے سامنے آیا حتی کہ آپ نے مجھے دیکھ لیا اور میری طرف اشارہ فرمایا تو میں آپ ﷺ کے قریب آیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم ساتھ چلنے لگے، یکا یک ہمارے سامنے ایک آدمی آگے نماز پڑھ رہا تھا جو کثرت سے رکوع اور سجدے کر رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو دیکھتے ہو؟ ریا کار ہے، میں نے کہا اللہ اوران کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمانے لگے: میانہ روی کو لازم پکڑو، جو شخص اس دین پر سختی کرے گا دین اس پر غالب آئے گا۔

اپنے نفسوں پر شدت اور سختی نہ کرو

(۱۰)......انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا تشددوا على أنفسكم ' فانّما أهلك من كان قبلكم بتشديدهم على أنفسهم ' و ستجدون بقاياهم في الصوامع والديارات۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے نفسوں پر شدت اور سختی نہ کرو، یقیناً تم سے

پہلے لوگ اپنے نفسوں پر سختی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، عنقریب تم ان لوگوں کو گرجا گھروں اور راہبوں کی کوٹھیوں میں پاؤ گے۔

بہتر عمل درمیانہ ہے، اور بدترین طریقہ شدت پسندی ہے

(۱۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : العلم أفضل من العمل ' وخير الأعمال أوسطها ' ودين الله عز و جل بين القاسي و الغالي ' والحسنة بين السيئتين لا ينالها الا بالله ' و شر السير الحقحقة۔

(شعب الایمان بیہقی ص۴۰۱/۴۰۲ ج۳، باب القصد فی العبادة ، باب فی الصیام ، رقم الحدیث: ۳۸۸۳/۳۸۸۴/۳۸۸۷)

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم، عمل سے افضل ہے، اور اعمال میں بہتر عمل درمیانہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا دین شدت اور غلو کرنے کے درمیان ہے (یعنی نہ تو شدت ہو اور نہ غلو) اور ایک نیکی دو برائیوں کے درمیان ہے، اس کو انسان نہیں پا سکتا مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، اور بدترین طریقہ شدت پسندی ہے۔

اعتدال سے خیر کی امید

(۱۲)......عن ابی هريرة قال : قال النبی صلی الله عليه وسلم : ان لكلِّ شیء شِرَّةٌ ولكل شرة فَتْرة ' فان صاحبها سدَّد و قارب فارجوه ' وان اُشِير اليه بالاصابع فلا تعدوه۔ (ترمذی، باب منه [ان لكل شیء شِرة] ، ابواب صفة القيامة ، رقم الحديث:۲۶۵۳)

ترجمہ:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی تیزی ہوتی ہے، پھر وہ تیزی ڈھیلی پڑ جاتی ہے، اب اگر نیکی والا اعتدال پر رہے اور اعتدال کے قریب قریب رہے تو اس سے (خیر کی) امید رکھو، اور اگر (اعتدال سے خارج

ہونے کی بناپر)اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جانے لگے تو اسے کچھ شمار نہ کرو۔

معیشت میں اعتدال تجارت سے بہتر ہے

(۱۳)......عن جابر بن عبد الله قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الرِّفق في المَعيشة خير من بعض التجارة۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معیشت میں اعتدال اور نرمی بعض تجارتوں سے بہتر ہے۔

تشریح:......یعنی اخراجات میں اعتدال کرنا بعض بڑی بڑی تجارتوں سے بہتر ہے۔

معیشت میں میانہ روی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کی دلیل ہے

(۱۴)......عن عائشة قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا أراد الله باهل بيت خيرا ، ادخل عليهم الرفق في المعاش۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی گھرانہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو ان میں معاش کی میانہ روی اور آسان روزی کا معاملہ فرماتے ہیں۔

معیشت میں اعتدال آدمی کی سمجھداری میں سے ہے

(۱۵)......عن عبد الله بن عمر : عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : من فقه الرجل [المسلم] ان يصلح معيشته ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بات مرد کی عقلمندی اور سمجھداری میں سے ہے کہ وہ اپنی معیشت اور گذران کو درست

کرے (یعنی اعتدال پیدا کرے)۔

قرض لینے سے بہتر ہے کہ سادگی اختیار کی جائے

(۱٦)......قال حبیب بن ابی ثابت : ما استقرضتُ من أحد أحب الی من [أن] استقرض من نفسی فسألته : کیف تستقرض من نفسک ؟ قال : اذا طلبت منی شیئا اقول لها اخرینی حتی یجیء الله به من کذا به من کذا۔

ترجمہ:......حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میں نے کسی سے قرض نہیں لیا، مجھے یہ پسند ہے کہ میں اپنے نفس سے ادھار لوں، (حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے پوچھا کہ) تم اپنے نفس سے کیسے ادھار کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ: جب میرا نفس مجھ سے کوئی چیز طلب کرتا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ: مجھے مہلت دے اس وقت تک کہ اللہ تعالی اس کو کسی طرح کہیں سے دلوا دیں۔

لوگوں کی تعریف یا برائی کرنے میں اعتدال

(۱۷)......قال عبد الله بن مسعود : لا تعجلوا بحمد الناس ولا بذمهم ، فلعل ما یسرکم منه الیوم یسؤکم غدا ، وما یسرکم الیوم یسؤکم غدا ، فان الناس یحبرون فانما یغفر الله الذنوب ، والله ارحم بعبده یوم یلقاء من أم واحد فرشت لولدها بارض فیء ، ثم لمست فان کانت لدعة کانت بها قبله وان کانت شوکة کانت بها قبله۔

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگوں کی تعریف یا برائی کرنے میں جلد بازی نہ کرو، ہوسکتا ہے آج جو چیز تمہیں خوش کرتی ہے کل کو بری لگے، اور جو آج تمہیں بری لگتی ہے کل تمہیں اچھی لگے، بیشک لوگ (حد سے) نکلیں گے پس اللہ تعالی

گناہوں کو معاف فرمانے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بڑے مہربان ہوں گے جس دن وہ ان سے ملاقات کریں گے اس ماں سے زیادہ جو سایہ میں زمین پر اپنے بچے کے لئے سونے کی جگہ بناتی ہے، اور اس پر ہاتھ پھیرتی ہے، تاکہ کوئی گرم چیز اس کو نقصان نہ پہنچائے اور کانٹا اس کو لگ نہ جائے۔

(شعب الایمان للبیھقی ص۲۵۲/۲۵۳/۲۵۸/۲۶۱ ج۵، باب فی الاقتصاد فی النفقة و تحریم اکل المال بالباطل ، رقم الحدیث:٦٥٥٦/٦٥٦٠/٦٥٨۴/٦٦٠۲)

اپنی عورتوں کو سادہ رکھو

(۱۸)......قال عمر : اِستَعینوا علی النِّساءِ بِالعُری ، انّ احداھُنَّ اذا کثرت ثِیابُھا و حسُنت زینتھا أعجَبَھا الخُروج۔

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اپنی عورتوں کو سادہ رکھ کر ان کی مدد کرو، اس لئے کہ جب ان کے پاس کپڑے زیادہ ہوتے ہیں اور زینت عمدہ ہوتی ہے تو انہیں باہر نکلنا پسند ہوتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۵ ج۹، فی الغیرة ، وما ذُکر فیھا ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث: ۱۸۰۰۷)

اعمال وعبادات میں اعتدال

(۱)......عن عائشة انّها قالت : كان احبّ العمل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الّذى يدوم عليه صاحبه۔

(بخاری، باب القصد والمداومة على العمل ، كتاب الرقاق ، رقم الحديث:۶۴۶۲)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ عمل کرے۔

(۲)......عن عائشة قالت : كان النبى صلى الله عليه وسلم يقول : خذوا من العمل ما تُطيقون ، فان الله لا يَمَلُّ حتى تَمَلُّوا، الخ۔

(بخاری، باب صوم شعبان ، كتاب الصوم ، رقم الحديث:۱۹۷۰)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اتنا عمل کیا کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمہیں اجر دینے سے) اس وقت تک نہیں اکتاتا جب تک کہ تم (عمل کرنے سے) نہ اکتا جاؤ۔

(۳)......عن ابى هريرة : عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : ان الدين يُسر ' ولن يُشادَّ هذا الدين احد الا غلبه ' فسَدِّدوا و قارِبوا ' وأبشروا واستعينوا بالغَدُوة والرَّوحَة و شىءٍ مِن الدُّلُجَة۔

(بخاری، باب الدين يسر ، كتاب الايمان ، رقم الحديث:۳۹)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک دین آسان ہے اور جو شخص بھی دین پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اس پر دین غالب آجائے گا، پس تم درست کام کرو اور درستی کے قریب کام کرو، اور (جنت کی) خوش

خبری سن لو، اور صبح کے وقت اور شام کے وقت اور رات کے کچھ اندھیرے میں عبادت سے مدد حاصل کرو۔

(۴)......عن عائشة قالت : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان هذا الدین متین فأوُغِلوا فیه برفق۔

(مسند احمد ص۳۴۶ ج۲۰، تتمة مسند انس بن مالک رضی الله عنه ، رقم الحدیث:۱۳۰۵۲)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ دین مضبوط دین ہے اس میں نرمی سے چلتے رہو۔

(۵)......عن انس بن مالک یقول : جاء ثلاثة رَهُط الی بیوت ازواج النبی صلی الله علیه وسلم یسألون عن عبادة النبی صلی الله علیه وسلم ، فلمّا اُخبِرو کأنّهم تَقالُّوهَا فقالوا : واین نحن من النبی صلی الله علیه وسلم ؟ قد غُفِر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر ، فقال احدهم : أمّا انا فأنی اُصلِّی اللیل ابدا ، وقال آخر : انا اصوم الدّهر ولا اُفطِر ، وقال آخر : انا اَعتزل النّساء فلا أتزوّج ابدا، فجاء رسول الله صلی الله علیه وسلم الیهم : فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا ؟ أما والله انی لأخشاکم للّه واتقاکم له ، لکنِّی اصوم واُفطِر ' واُصلِّی واَرقُد ' واتزوّج النّساء ، فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔(بخاری، باب الترغیب فی النکاح ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۵۰۶۳)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تین صحابہ رضی اللہ عنہم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کی طرف آئے اور ان سے آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا، پس ان کو بتایا گیا تو گویا انہوں نے اتنی عبادت کو کم سمجھا، پس انہوں نے کہا: کہاں ہم کہاں آپ ﷺ ؟ آپ کے تو تمام اگلے پچھلے بہ ظاہر خلاف اولی

کاموں کی مغفرت کردی گئی ہے، ان میں سے ایک نے کہا: رہا میں تو ہمیشہ پوری رات نماز پڑھتا رہوں گا، اور دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھتا رہوں گا، اور روزہ نہیں چھوڑوں گا، اور تیسرے نے کہا: میں ہمیشہ عورتوں سے اجتناب کروں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا، پس رسول اللہ ﷺ (ان کے پاس) تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا تھا؟ سنو! اللہ تعالی کی قسم! بیشک میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالی سے ڈرنے والا ہوں، اور بیشک میں تم سب سے زیادہ متقی ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور نماز پڑھتا ہوں اور رات کو سوتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا تو وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔

(۶)......عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : دخل النبی صلی الله علیه وسلم فاذا حَبْلٌ مَّمْدُودٌ بین السَّاریتین ، فقال : ما هذا الحَبْلُ ؟ قالوا : هذا حَبْلٌ لِزینبَ ، فاذا فترَتْ تعَلَّقَتْ ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : لا حُلُّوه ، لِیُصلِّ احدُکم نشاطه ، فاذا فتر فلْیَقْعُدْ۔

(بخاری، باب ما یکره من التشدید ، کتاب التهجد ، رقم الحدیث:۱۱۵۰)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ (مسجد میں) تشریف لائے تو دیکھا کہ دوستونوں کے درمیان ایک رسّی لٹکی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ رسّی کیسی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا: یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی رسّی ہے، پس جب وہ تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس کو کھول دو، تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک عبادت کرے، جب تک اس میں فرحت ہو، پس جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

(۷)......عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : اذا نَعَس احدُكم وهو يُصلى فلْيَرقُدُ حتى يذهب عنه النّوم ، فانّ احدَكم اذا صلّى وهو ناعِسٌ لا يدرى لعلّه يستغفر ' فيسُبُّ نفسَه۔

(بخاری، باب الوضوء من النوم ، کتاب الوضوء ، رقم الحدیث:۲۱۲)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آجائے تو وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند چلی جائے، کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو پتا نہیں چلتا شاید کہ وہ (اپنے خیال میں) دعاء استغفار کرے اور وہ (حقیقت میں) خود کو برا کہہ رہا ہو۔

(۸)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : كانت عندی امرأةٌ من بنی اسد فدخل علَیَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : من هذه ؟ قلت : فلا نة لا تنام الليلَ فذُكِر من صلوتها ، فقال : مَهُ ، عليكم ما تُطيقون مِن الاعمال ، فانّ الله لا يَمَلُّ حتّى تَمَلُّوا۔(بخاری، باب ما یکره من التشدید فی العبادة ، کتاب التهجد ، رقم الحدیث:۱۱۵۱)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میرے پاس بنو اسد کی ایک عورت (آئی ہوئی) تھی، (اتنے میں) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: یہ فلاں عورت ہے، یہ رات میں بھر نہیں سوتی، اس کی نماز کا بہت چرچا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: چھوڑو، تم اتنا عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو، اس لئے کہ اللہ تعالی اس وقت تک نہیں اُکتاتے جب تک کہ تم نہ اکتاؤ۔

بعض ائمہ کا لمبی نماز پڑھانے میں غلو

(۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے کہ اس میں مریض، ضعیف، بوڑھے لوگ ہوتے ہیں، اور جب خود تنہا پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔ (بخاری ص۹۷، باب اذا صلی لنفسه فليطول ماشاء۔ نسائی ص۱۳۲، باب ما علی الامام من التخفيف)

(۲)......آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو مختصر پڑھاؤ، اور اکیلے پڑھو تو جس طرح چاہو پڑھو۔

(کنز العمال ٦٦٠۔ شمائل کبری ص۳۳٦ ج٦)

(۳)......حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں کو تو بڑی ہلکی نماز پڑھاتے اور خود پڑھتے تو بڑی لمبی پڑھتے۔

(مسند احمد ص۲۱۸ ج۵۔ سبل الہدی ص۱۵۸۔ شمائل کبری ص۳۳۷ ج٦)

(۴)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے ہلکی نماز پڑھاتے۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد ص۷۱۔ شمائل کبری ص۳۳۵ ج٦)

(۵)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے آپ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے اتنی ہلکی نماز نہیں پڑھی، جتنی ہلکی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔

(مجمع الزوائد ص۳۷۔ شمائل کبری ص۳۳۵ ج٦)

(٦)......آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کو طائف کا امیر و گورنر بنا کر بھیجا تو آخری وصیت جو ان کو کی تھی وہ یہ تھی کہ: نماز ہلکی پڑھائیں۔

(مصنف عبد الرزاق ص۳٦۳ ج۲۔ شمائل کبری ص۳۴۰ ج٦)

(۷)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ فرماتے: میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی پڑھوں، پھر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ بچوں کے رونے سے ان کی والدہ کو تکلیف ہوگی۔

(بخاری ص۹۸، باب من اخف الصلوة عند بكاء الصبی)

(۸)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو قصار مفصل کی دو سورتوں پر ہی اکتفا کیا، آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا تو فرمایا: میں نے آخر صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو میں نے پسند کیا کہ ان کی ماں (کے ذہن) کو فارغ کر دوں۔ (مصنف عبدالرزاق ص۳۶۵ ج۲۔شمائل کبری ص۳۴۰ ج۶)

(۹)......حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے کہا کہ میں فجر کی نماز میں تاخیر کر کے اس لئے شریک ہوتا ہوں کہ فلاں صاحب (جو امام ہیں) فجر کی نماز بہت طویل کر دیتے ہیں، اس پر آپ ﷺ اس قدر غصہ ہوئے کہ میں نے نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ (نماز سے لوگوں کو) دور کرنے کا باعث ہیں، پس جو شخص امام ہوا سے ہلکی نماز پڑھنی چاہئے، اس لئے کہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت والے سب ہی ہوتے ہیں۔ (بخاری ص۹۸ ج۱، باب من شكى امامه اذا طوّل، وقال ابو اسيدطولت بنا يا بُنَيّ)

(۱۰)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ایک شخص دو اونٹ (جو کھیت وغیرہ میں پانی دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں) لئے ہوئے ہماری طرف آیا، رات تاریک ہو چکی تھی، اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، اس لئے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر (نماز میں شریک ہونے کے ارادے سے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا،

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی، چنانچہ اس شخص نے نماز توڑ دی، پھر اسے معلوم ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے ناگواری ہوئی ہے، اس لئے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا: معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو؟ آپ نے تین مرتبہ ''فتان'' فرمایا: ''سبح اسم ربک الاعلی ' والشمس وضحها ' والليل اذا يغشى '' تم نے کیوں نہیں پڑھی؟ تمہارے پیچھے بوڑھے' کمزور' حاجت مند سب ہی پڑھتے ہیں۔

(بخاری ۹۸ ج۱، باب من شكى امامه اذا طوّل ، وقال ابو اسيد : طولت بنا يا بُنَيّ)

''ابن ماجہ'' کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس الگ نماز پڑھنے والے کے متعلق فرمایا: یہ منافق ہو گیا ہے۔(ابن ماجہ ص۶۹، باب من امّ قوما فليخفّف)

(۱۱)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابی رضی اللہ عنہ قبا والوں کو نماز پڑھاتے تھے (ایک مرتبہ) طویل سورت شروع کر دی، ایک انصاری غلام نماز میں تھے' جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی سورت شروع کر دی ہے تو نماز سے نکل گئے اور وہ اونٹنی سے سیرابی کا کام کرتے تھے، جب حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے غلام کے الگ ہونے کا واقعہ بتایا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس آئے' غلام کی شکایت کی اور غلام نے آ کر اپنی بات بیان کی، یہ سن کر آپ ﷺ بہت غصہ ہوئے' یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر نمایاں ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض! لوگوں کو نفرت میں ڈالتے ہیں، جب نماز پڑھاؤ تو ہلکی' مختصر پڑھاؤ کہ تمہارے پیچھے کمزور' بوڑھے' بیمار اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۷۲ ج۲۔ فتح الباری ص۱۹۸۔ شمائل کبری ص۳۴۲ ج۶)

آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی

(۱۲)......حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا حضور ﷺ آپ لوگوں کو اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں میری نماز میں کوئی اشکال ہے؟ میں نے کہا، میں اسی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، حضور ﷺ مختصر نماز پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ کا قیام اتنی دیر کا ہوتا تھا جتنی دیر میں مؤذن مینار سے اتر کر صف میں پہنچ جائے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ: حضرت ابو خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ (اتنی مختصر) نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج تم میں سے کوئی اتنی مختصر نماز پڑھادے تو تم اسے بہت بڑا عیب سمجھو۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص ۲۱۸ ج ۳، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں امامت اور اقتدا)

(۱۳)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی اور آپ ﷺ کی (عادت یہ تھی کہ) جب آپ ﷺ (نماز میں) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس اندیشہ سے کہ اس کی ماں کہیں فکرمند نہ ہو جائے نماز کو ہلکا کر دیتے تھے۔

(بخاری و مسلم۔ مشکوۃ ص ۱۰۱، باب ما علی الامام)

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص ۵۹ ج ۲۔

حالت سفر میں طویل قرائت کرنے میں غلو

آپ ﷺ ،حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات سلف رحمہم اللہ سے سفر کی حالت میں نماز فجر میں یہ سورتیں منقول ہیں:

(۱)......سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔(۲)......سورۂ فیل اور سورۂ قریش۔

(۳)......سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص۔(۴)......سورۂ بلد اور سورۂ تین۔

(۵)......سورۂ اعلی اور اس کے مشابہ سورتیں۔

(۶)......سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیتیں۔(۷)......سورۂ تکویر۔

(۸)......سورۂ نصر اور سورۂ کوثر۔(۹)......سورۂ زلزال اور سورۂ قدر۔

(۱۰)......سورۂ ضحیٰ اور سورۂ تین۔(۱۱)......سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ۔

(۱)......عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه قال : كنت مع النبي صلى الله عليه و سلم في سفر ، فلما طلع الفجر اذّن و اقام ، ثم اقامني عن يمينه ، ثم قرأ بالمعوذتين ، فلما انصرف قال : كيف رأيت ؟ قلتُ : قد رايتُ يا رسول الله ، قال : فاقرأ بهما كلّما نمت و كلّما قمت۔

(۲)......عن المعرور بن سويد قال : خرجنا مع عمر رضي الله عنه حجاجا فصلى بنا الفجر ، فقرأ ب : ﴿ الم تر ﴾ و ﴿ لايلاف ﴾۔

(۳)......عن عمرو بن ميمون قال : صلّى بنا عمر رضي الله عنه الفجر في السفر، فقرأ ب : ﴿ قل يايها الكافرون ﴾ و ﴿ قل هو الله احد ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۴/۲۵۲/۲۵۳/ج۳، من كان يخفف القراء ة في السفر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۷۰۸/۳۷۰۲/۳۷۰۳/۳۷۳۶/۳۷۰۵/۳۷۰۶/۳۷۰۷)

(۴)......عن عمرو بن میمون قال : صلیت مع عمر رضی الله عنه فی العام الذی قتل فیه ، بمکة صلوة الصبح ، فقرأ ﴿ لا اقسم بهذا البلد ﴾ ﴿ والتین والزیتون ﴾۔

(۵)......عن داؤد قال : خرجت مع انس رضی الله عنه فکان یقرأ بنا فی الفجر، ب : ﴿ سبح اسم ربک الاعلی ﴾ واشباهها۔

(٦)......عن ابی وائل قال : صلی بنا ابن مسعود رضی الله عنه الفجر فی السفر ، فقرأ بآخر بنی اسرائیل :﴿ الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ﴾ ثم رکع۔

(۷)......عن عمران بن ابی الجعد قال : کنت مع ابن عمر رضی الله عنهما فی سفر ، فصلی بنا الفجر ، فقرأ بنا : ﴿ اذا الشمس کُوِّرت ﴾۔

(۸)......عن عمرو بن میمون قال : صلیت یوم قتل عمر رضی الله عنه الصبح ، فما منعنی ان اقوم مع الصف الاول الا هیبة عمر رضی الله عنه ، قال : فماج الناس ، فقدّموا عبد الرحمن بن عوف ، فقرأ : ﴿ اذا جاء نصر الله والفتح ﴾ و﴿ انا اعطیناک الکوثر ﴾۔

(۹)......ان ابراهیم النخعی امّهم فی السفر ، فقرأ فی صلوة الغداة ﴿ اذا زلزلت ﴾ و ﴿ انا انزلنه فی لیلة القدر ﴾۔

(۱۰)......عن الصلت بن اهرام : ان ابراهیم النخعی امّهم فی السفر فی صلوة الصبح ، فقرأ ﴿ والضحی ﴾ ﴿ والتین ﴾۔

(۱۱)......عن عبد الرزاق عن ابیه انه کان یقرأ فی الصبح فی السفر ﴿ بسبح ﴾ ﴿ هل اتاک حدیث الغاشیة ﴾ و نحوهما۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۹/۱۲۰ج۲، باب ما یقرأ فی الصبح فی السفر ، رقم الحدیث:

۲۷۳۷/۲۷۳۸/۲۷۴۰/۲۷۴۲)

جمعہ کے دن نماز فجر کی قرائت میں غلو

جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ، اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، لیکن ہمیشہ ان دوسورتوں کو پڑھنا اوران پر اصرار کرنا اور نہ پڑھنے والوں پر نکیر کرنا غلو ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات سلف رحمہم اللہ سے ان دونوں سورتوں کے علاوہ اورسورتیں پڑھنا بھی منقول ہے، جیسے:

(۱)......سورۂ روم۔

(۲)......پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ، اور دوسری رکعت میں سورۂ ملک۔

(۳)......پہلی رکعت میں سورۂ حشر، اور دوسری رکعت میں سورۂ جمعہ۔

(۴)......سورۂ مریم۔

(۱)......عن عبد الملک بن عمير : ان النبی صلی الله عليه وسلم فقرأ فی الفجر يوم الجمعة بسورة الروم۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۷ ج ۲، باب القرء ة فی صلوة الصبح ، رقم الحديث:۲۷۳۰)

(۲)......عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : كان النبی صلی الله عليه وسلم يقرأ فی صلوة الجمعة بسورة الجمعة ﴿وسبح اسم ربک الاعلی﴾ وفی صلوة الصبح يوم الجمعة ﴿الم تنزيل﴾ و﴿تبارک الذی بيده الملک﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۸۱ ج ۳، باب القرء ة فی يوم الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۳۸)

(۳)......عن علی رضی الله عنه : أنه قرأ فی الفجر يوم الجمعة بسورة الحشر ، و سورة الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۴ ج ۴، ما يقرأ فی صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۴۸۸)

(۴)......عن ابی حمزة الاعور ، عن ابراهيم رحمه الله انه صلى بهم يوم الجمعة الفجر، فقرأ ب: ﴿ كهيعص ﴾۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۳۵۸۷۔ص۲۲۴ ج۳، من كان يستحب ان يقرأ فى الفجر يوم الجمعة بسورة فيها سجدة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۴۹۳)

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص۱۷۴ ج۲۔

طویل خطبہ اور غلو

(۱)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه ' قال : كنت اصلّی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ' فكانت صلا ته قصدا و خطبته قصدا۔

(مسلم، باب تخفیف الصلاة والخطبة ، كتاب الجمعة ، رقم الحدیث :۸۶۶)

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانہ تھی اور خطبہ بھی۔

(۳)......قلت : فكيف كان خطبته ؟ قال كلام يعظ به الناس ويقرأ آيات من كتاب الله ، ثم ينزل و كانت خطبته قصدا و صلوته قصدا ، بنحو ﴿والشمس وضحاها﴾ ، ﴿والسماء والطارق﴾ الخ۔

(كنز العمال ، (استماع الخطبة) ادبها ، صلوة الجمعة و ما يتعلق بها ، رقم الحديث:۲۳۳۲۷)

ترجمہ:......(حضرت سماک بن حرب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: نبی کریم ﷺ کا) خطبہ کیسا ہوتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: آپ ﷺ خطبہ میں لوگوں کو وعظ فرماتے تھے، اور قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے، پھر (منبر سے) نیچے تشریف لاتے، اور آپ ﷺ کا خطبہ اور نماز درمیانی ہوتی تھی، (اور اس کی مقدار تقریبا) سورۂ والشّمس اور سورۂ والطارق جتنی ہوتی تھی۔

(۴)......قال ابو وائل : خطبنا عمار رضی الله عنه ' فأوجز و أبلغ ' فلما نزل قلنا : يا ابا اليقظان ! لقد أبلغت و اَوْجَزْتَ ' فلو كنت تنفَّسْتَ ' فقال : انی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ان طول صلاة الرجل وقِصَر خطبته مئنة من فقهه ' فأطيلوا الصلاة واقصُروا الخطبة ' وان من البيان سحرا۔

ترجمہ:...... حضرت ابو وائل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک نہایت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، جب آپ منبر سے اترے تو ہم نے عرض کیا: اے ابوالیقظان! آپ نے بہت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، اگر آپ کچھ طویل فرماتے (تو بہت اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ: آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی فقاہت اور سمجھ کی علامت ہے، لہٰذا نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو، اور فرمایا کہ: بیشک بعض بیان جادو (کا اثر) رکھتے ہیں۔ (مسلم، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث :۸۶۹)

(۵)......حدثنا ابو راشد قال: خطبنا عمّار رضی الله عنه فتجوّز فی الخبطة ' فقال رجل: قد قلتَ قولا شفاء لو انک اطلتَ ؟ فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى ان نُطيل الخطبة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸ ج۴، الخطبة تُطوّل او تُقصر، کتاب الصلوة، رقم الحدیث :۵۲۴۴)

ترجمہ:...... حضرت ابو راشد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، اور خطبہ میں بہت اختصار فرمایا، تو ایک آدمی نے عرض کیا: آپ نے بہت شافی کلام فرمایا، کاش اگر آپ کچھ طویل فرماتے (تو بہت اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے لمبے خطبہ سے منع فرمایا۔

(۶)......عن عمّار بن یاسر رضی الله عنه قال: أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بِاِقْصار الخطب۔ (ابوداؤد، باب اقصار الخطب، کتاب الصلوة، رقم الحدیث :۱۱۰۶)

ترجمہ:...... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا (اور تاکید فرمائی)۔

(۷)......عن جابر بن سمرة السُّوائيِّ رضی الله عنه قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لايُطيل الموعظة يوم الجمعة ' انما هنّ كلماتٌ يسيراتٌ۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن وعظ (خطبہ) کو لمبا نہیں فرماتے تھے، بلکہ وہ (چند مختصر سے) آسان کلمات ہوتے تھے۔(ابوداؤد، باب اقصار الخطب ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث :۱۱۰۷)

(۸)......عبد الله بن ابی اوفی رضی الله عنه يقول : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم : يكثر الذكر ' ويُقلِّ اللغو ' ويطيل الصلاة ' ويقصر الخطبة ' ولا يأنف ان يمشی مع الارملة والمسكين فيقضى له الحاجة۔

(نسائی، باب مايستحب من تقصير الخطبة ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث :۱۴۱۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کا) ذکر بہت کرتے تھے' اور لغو بات بالکل نہیں فرماتے تھے، نماز کو لمبا کرتے تھے، اور خطبہ چھوٹا (اور مختصر) پڑھتے تھے' اور محتاج اور مسکین کے ساتھ چلنے سے عار محسوس نہیں فرماتے تھے، اوران کی حاجتیں پوری فرماتے۔

(۹)......عن عبد الله : يعنى ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم : أن قصر الخطبة و طول الصلاة مئنة من فقه الرجل ' فاطيلوا الصلاة ' واقصروا الخطبة ' فانّ من البيان سحرا ' وانه سيأتى بعدكم قوم يطيلون الخطب ' ويقصرون الصلاة۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک خطبہ کو مختصر کرنا اور نماز کو لمبی کرنا آدمی کی سمجھ اور ہوشیاری کی علامت ہے، پس

نماز کو لمبا کرو اور خطبہ کو مختصر کرو، اس لئے کہ (بعض) بیان تو جادو (کی تاثیر رکھتے) ہیں، اور تمہارے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو خطبہ کو لمبا کرے گی اور نماز کو مختصر۔

(۱۰)......عن ابی امامة رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا بعث امیرا ، قال : أقصر الخطبة ، اِقِلَّ الکلام ، فانّ من الکلام سحرا۔

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ جب کسی امیر کو روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خطبہ کو مختصر کرنا، اور بات کم کرنا، اس لئے کہ (بعض) بیان تو جادو (کی تاثیر رکھتے) ہیں۔

(۱۱)......عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ، قال : انّکم فی زمان قلیل خطباؤہ ، کثیر علماؤہ ، یطیلون الصلاة و یقصرون الخطبة ، و سیأتی علیکم زمان ، کثیر خطباؤہ ، قلیل علماؤہ۔ (مجمع الزوائد ص ۳۴۷ ج ۲، باب قصر الخطبة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث : ۳۱۵۸/۳۱۵۹/۳۱۶۰۔ طبرانی کبیر، رقم الحدیث: ۸۵۶۷/۹۴۹۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بیشک تم ایسے (اچھے اور خیر کے) زمانہ میں ہو کہ جس میں خطباء کم ہیں اور علماء زیادہ، جو نماز کو لمبا کرتے ہیں اور خطبہ کو مختصر، اور تم پر ایک ایسا (خیر سے خالی اور فتنہ کا) زمانہ آئے گا کہ جس میں خطباء زیادہ ہوں گے اور علماء کم۔

(۱۲)......عن عبد الله رضی الله عنه : أحسنوا هذه الصلاة ، و اقصروا هذه الخطبة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۰ ج ۴، الخطبة تُطوَّل أو تُقصر ، رقم الحدیث : ۵۲۴۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اس (جمعہ کی) نماز کو بہتر طریقہ سے پڑھو، اور اس (جمعہ کے) خطبہ کو مختصر کرو۔

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص ۱۰۸ ج ۴۔

عیدگاہ میں نماز پڑھنے پر اصرار اور غلو

یورپ اور ایسے دوسرے سرد ممالک میں جہاں موسم غیر معتدل رہتا ہے، شہر سے باہر کسی میدان میں نماز عیدین کا انتظام کرنے سے احتراز کرنا چاہئے، جبکہ اس میں ہزاروں پاؤنڈ کا خرچ بھی ہے، اور اب مرد وعورت کے اختلاط کے واقعات بھی رونما ہو رہے ہیں، قطعا مناسب نہیں۔ خود آپ ﷺ نے بارش کی وجہ سے مسجد نبوی میں نماز عید ادا فرمائی۔

نوٹ:...... نماز عید عیدگاہ میں ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے، مگر جب کہ عیدگاہ قصبہ سے باہر ہو، اور اب برطانیہ کے اکثر قصبوں میں نماز عیدین کے لئے جن میدانوں کا انتخاب کیا جاتا ہے وہ قصبہ سے باہر نہیں، بلکہ بیچ میں ہیں، یاد رہے کہ اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔ ہاں بڑے شہروں میں شہر کے اندر بھی میدان ہوگا تو سنت ادا ہو جائے گی۔

تفصیل کے لئے دیکھئے! راقم کا رسالہ ''عیدگاہ شہر سے باہر ہو''۔ کتاب الفقہ ص ۲۱۰ ج ۴۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (ایک مرتبہ) عید کے دن بارش ہونے لگی تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد میں نماز پڑھائی۔

(ابوداؤد، باب یصلی بالناس العید فی المسجد اذا کان یوم مطر ، رقم الحدیث:۱۱۶۰)

حضرات صحابہ اور تابعین سے بھی مسجد میں عید کی نماز پڑھنا ثابت ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ نے کوفہ کی مسجد میں عید کی نماز پڑھائی۔ حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے جامع مسجد میں عید کی نماز پڑھائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷/۲۳۹ ج ۴، القوم یصلّون فی المسجد ، کم یصلون ؟ کتاب الصلوۃ رقم الحدیث:۵۸۶۷/۵۸۶۸/۵۸۶۹)

روزہ میں غلو

(۱)......عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : یا عبد الله ! ألم أُخبَر انّک تصوم النّهار و تقوم اللیل ؟ فقلت : بلی یا رسول الله ! قال : فلا تفعَلْ ، صُم واَفطِر ' و قُم و نَم ، فان لجسدک علیک حقّا ' وان لعینک علیک حقّا ' و ان لزوجک علیک حقّا۔

(بخاری، باب لزوجک علیک حق ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۵۱۹۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی ہے کہ تم دن میں روزہ رکھتے ہواور رات میں نماز میں قیام کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: پس تم ایسا نہ کرو،تم روزہ رکھواورافطار بھی کرو،اورنماز میں قیام کرواورسوؤ بھی، کیونکہ تمہارے جسم کاتم پرحق ہےاورتمہاری آنکھوں کاتم پرحق ہےاورتمہاری بیوی کاتم پرحق ہے۔

(۲)......عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر ' فرأی زِحاما و رَجلا قد ظُلِّلَ علیه ، فقال : ما هذا ؟ فقالوا : صائم ، فقال : لیس من البِرِّ الصوم فی السفر۔

(بخاری، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم لمن ظُلِّل علیه واشتدّ الحر : لیس من البر الصیام فی السفر ، کتاب الصوم ، رقم الحدیث:۱۹۴۶)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں لوگوں کی بھیڑ دیکھی، اس میں ایک شخص پر سایا کیا گیا تھا،آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ روزہ دار ہے،تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: سفر میں

روزہ رکھنا نیک کاموں میں سے نہیں ہے۔

(۳)......عن ابی سعید قال : جاء ت امرأة الی النبی صلی الله علیه وسلم و نحن عنده فقالت : یا رسول الله ! اِنّ زوجی صفوان بن المُعطّل یَضربُنِی اذَا صلَّیتُ و یُفَطِّرُنی اذا صمت ، ولا یُصلِّی صلوةَ الفجر حتّی تطلُع الشّمسُ ، قال : وصفوان عنده ، قال: فسأله عمّا قالت ؟ فقال یا رسول الله ! امّا قولها یَضْرِبُنی اذا صلیتُ فانّها تقرأ بسورتین وقد نهیتُها ، قال : فقال : لو کانت سورة واحدة لکفت الناس ، وامّا قولُها یفطِّرنی فانها تنطَلِق فتصومُ وانا رجل شابٌّ فلا أصبِر ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یومئذ : لا تصوم امرأة الا باذن زوجها ، واما قولها : انی لا اُصلی حتی تطلُع الشمس فانّا اهل بیتٍ قد عُرِف لنا ذاک ، لانکاد نستیقظ حتّی تطلُعَ الشّمس قال : فاذا استیقَظْتَ فصلِّ۔

(ابوداوٗد، باب المرأة تصوم بغیر اذن زوجها ، کتاب الصیام ، رقم الحدیث:۲۴۵۹)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک (صحابیہ) عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے شوہر (حضرت) صفوان بن معطل (رضی اللہ عنہ) مجھے مارتے ہیں جب میں نماز پڑھتی ہوں، اور میرے روزہ کو تڑواتے ہیں جب میں روزہ رکھتی ہوں، اور وہ فجر کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھتے ہیں (یعنی فجر کی نماز میں تاخیر کرتے ہیں) اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ: تمہاری بیوی کیا کہتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ: وہ جو بات کہتی ہیں کہ نماز پڑھنے پر مجھے مارتے ہیں تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ: وہ نماز میں دوسورتیں

پڑھتی ہیں، میں نے اس کو منع کیا، وہ نہیں مانتی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک سورت پڑھی جائے تو وہ کافی ہے۔ اور یہ جو کہتی ہے کہ: میرا شوہر روزہ تڑواتے ہیں تو (اس کے بارے میں عرض ہے کہ) وہ روزہ لگاتار مسلسل رکھتی ہے، اور میں جوان آدمی ہوں، مجھ سے صبر نہیں ہوسکتا، آپ ﷺ نے اس دن فرمایا کہ: عورت شوہر کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھے،، اور وہ جو کہتی ہے کہ: میں نماز فجر سورج طلوع ہونے تک نہیں پڑھتا، تو میں محنت کرنے والا آدمی ہوں، یہ بات سب لوگ جانتے ہیں (رات کو کھیت کو پانی دیتا ہوں) ہماری آنکھ نہیں کھلتی یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری آنکھ کھلے تو تم نماز پڑھ لیا کرو۔

(۴)......عن ابی قتادة رضی الله عنه قال : قیل یا رسول الله ! کیف بمن صام الدهر ؟ قال : لا صام ولا أفطَرَ – أو لم یصُمْ ولم یُفْطِر –۔

(ترمذی، باب ما جاء فی صوم الدهر ، ابواب الصوم ، رقم الحدیث:۷۶۷)

ترجمہ:......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا: جو ہمیشہ روزہ رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی افطار کیا۔

(۵)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : بینا النبی صلی الله علیه وسلم یخطُب اذا هو برجل قائمٍ ، فسأل عنه ، فقالوا : ابو اسرائیل ، نذر ان یقومَ ولا یقعُدَ ، ولایَستظِلَّ ولا یتکلم ، ویصوم ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : مُرُهُ فلْیتکَلَّمْ ، ولْیَستظِلَّ ، ولْیقعُدْ ، ولْیُتِمَّ صومَهُ۔

(بخاری، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة ، کتاب الأیمان والنذور، رقم الحدیث:۶۷۰۴)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جس وقت نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے، اس وقت وہاں ایک صاحب کھڑے تھے، آپ ﷺ نے ان کے متعلق سوال فرمایا: تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ ابواسرائیل ہیں، انہوں نے نذر مانی ہے کہ یہ کھڑے رہیں گے اور بیٹھے گے نہیں، اور نہ سایا طلب کریں گے، اور نہ کسی سے بات کریں گے، اور روزہ رکھیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کہو کہ: یہ بات کریں اور سایہ طلب کریں اور بیٹھیں اور اپنے روزہ کو پورا کریں۔

حج میں غلو

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : كان اهل اليمن يحُجُّون ' فلا يتزوَّدُون ويقولون : نحن المتوكِّلون ' فاذا قدموا المدينة سألوا الناس ، فأنزل الله ﴿ وتزودوا فان خير الزاد التقوى ﴾۔

(بخاری، باب قول الله تعالى ﴿ وتزودوا فان خير الزاد التقوى ﴾ ، كتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۵۲۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اہل یمن حج کرتے تھے اور اپنے ساتھ زادراہ (سفر کا خرچ) نہیں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ: ہم توکل کرنے والے ہیں، پھر جب وہ مدینہ آتے تو لوگوں سے سوال کرتے، تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: اورسفرِ خرچ تیار کرو، اور بہترین سفرِ خرچ تقوی (سوال سے رکنا) ہے۔

(۲)......عن انس رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم رأى شيخا يُهادٰى بين ابنَيه ' قال : ما بال هذا ؟ قالوا : نذر ان يمشىَ ، قال : ان الله عن تعذيب هذا نفسَه لغنىٌّ ، وامَرَه ان يركبَ۔

(بخاری، باب من نذر المشى الى الكعبة ، كتاب جزاء الصيد ، رقم الحديث:۱۸۶۵)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ایک بوڑھے شخص اپنے دو بیٹوں کے (کندھوں پر) ٹیک لگا کر چل رہے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ان کو کیا ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ: انہوں نے پیدل چلنے کی نذر مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جو اپنے آپ کو عذاب دے رہے ہیں، اللہ تعالی اس سے مستغنی ہیں، اور آپ ﷺ نے ان کو سوار ہونے کا حکم فرمایا۔

(۳)......عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال : جاء رجل ' فقال : یا رسول الله ! ان اُختی نذرَتْ ان تحُجّ ماشیةً ، (وفی روایة : انّه یشُقُّ علیها المَشیُ) فقال : ان الله لا یصْنع بشقَاء اُختِک شیئا ، لِتَحُجَّ راکِبة ' ثم لِتُکَفِّر عن یمینها۔

(فتح الباری ص۲۲۹ ج۲۱، باب النذر فیما لا یملک ، کتاب الأیمان والنذر ، تحت رقم الحدیث: ۶۷۰۱)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے (حجۃ الوداع) میں حاضر ہوکرعرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن نے پیدل حج کی نذر مانی تھی اور اب اس کے لئے چلنا مشکل ہوگیا ہے،آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تیری بہن کے مشقت میں پڑنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اسے چاہئے کہ وہ سوار ہوکر حج ادا کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

(۴)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ النبی صلی الله علیه وسلم مرّ وهو یطوف بالکعبة بانسان یقود انسانا بخزامة فی أنفه ، فقطعها النبی صلی الله علیه و سلم بیده ثم أمره ان یقودَه بیده۔

(بخاری، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة ،کتاب الأیمان والنذور، رقم الحدیث:۶۷۰۳)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جس وقت نبی کریم ﷺ کعبہ کا طواف فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ ایک صاحب کے پاس سے گذرے جن کی ناک میں دوسرے صاحب نے دھاگہ (یا ریشم کی مہار) ڈالا تھا اور اس کو چلا رہے تھے آپ ﷺ نے اس دھاگہ (یا ریشم) کو اپنے دست مبارک سے کاٹ دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس صاحب کو اپنے ہاتھ سے چلائے۔

صدقہ میں غلو

(۱)......کعب بن مالک یقول : قلتُ : یا رسول اللّٰہ ! انّ مِن توبتی ان أنخلِعَ من مَّالی صدقةً الی اللہ والی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ، قال : أمسِکْ علیک بعض مالک ، فھو خیرٌ لک ، الخ۔

(بخاری، باب اذا تصدق أو وقف بعض مالہ ، الخ ، کتاب الوصایا ، رقم الحدیث:۲۷۵۷)

ترجمہ:......حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنے تمام مال سے خالی ہوجاؤں اوراس کو اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ کی راہ میں صدقہ کردوں،تو آپ ﷺ نے فرمایا:تم اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

(۲)......عن الزھری : ان أبا لبابة لمّا تاب اللہ علیہ ' قال : یا نبی اللہ ! ان من توبتی ان أھجر دار قومی التی اصبت فیھا الذنب –حسبت انہ قال :– أجاورک ، وانخلع من مالی صدقة الی اللہ و الی رسولہ ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یجزئک من ذلک الثلث یا أبا لبابة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷ ج۹، الرجل یعطی مالہ کلہ ، کتاب الوصایا ، رقم الحدیث:۱۶۳۹۷)

ترجمہ:......حضرت زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: جب اللہ تعالی نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول فرمائی تو انہوں نے کہا: یا نبی اللہ! میری توبہ یہ ہے کہ میں اس قوم کے اس علاقہ کو چھوڑ دوں جس میں' میں نے گناہ کیا تھا اور میں آپ کے پڑوس میں رہوں،اور اپنا تمام مال اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف صدقہ کردوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے صرف ایک تہائی مال کا صدقہ کرنا کافی ہے۔

تشریح:.......حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی خطا یہ تھی کہ وہ بنوقریظہ کے حلیفوں میں سے تھے، اورانہوں نے بنوقریظہ کو یہ اشارہ کیا تھا کہ: اگرتم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعہ سے نکل آئے توتم کو ذبح کر دیا جائے گا، اورانہوں نے اپنے حلقوم کی طرف اشارہ کیا، تب یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! اللہ اوررسول سے خیانت نہ کرو۔

(الانفال:۲۷)

(الاستیعاب ص۳۰۴/۳۰۵ ج۴، ط: دارالکتب العلمیہ، بیروت: ۱۴۱۵ھ۔ تبیان القرآن ص۶۱۲ ج۴)

وعظ ونصیحت میں غلو

(۱)......عن ابن مسعود قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم یتخوَّلنا بالمَوعظة فی الایّام کراهة السَّامةِ علینا۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ مختلف دنوں میں ہمیں نصیحت فرمانے کے لئے احوال کی رعایت کرتے تھے، اس خطرے سے کہ ہمیں ملال نہ ہوجائے، ہماری طبیعت اکتا نہ جائے۔

(بخاری، باب ماکان النبی صلی الله علیه وسلم یتخوَّلُهم بالموعظة والعِلم کیْ لا ینفروا ، کتاب العلم ، رقم الحدیث:٦٨)

(۲)......عن ابی وائل قال : کان عبد الله یُذَکِّرُ النّاس فی کل خمیس ، فقال له رجل : یا أبا عبدِ الرحمن ! لوَدِدتُ انّک ذکّرُتنا کلّ یوم ، قال : اما اِنّه یمنعُنی من ذٰلک اِنّی اَکْره ان اُمِلَّکم ، وانّی اتخوَّلُکم بِالمَوعظَة کما کان النبی صلی الله علیه وسلم یتخوَّلُنا بها مخافة السَّامة علینا۔

(بخاری، باب من جعل لاهل العلم ایّاما معلومة ، کتاب العلم ، رقم الحدیث:٧٠)

ترجمہ:......حضرت ابووائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے، تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ: اے ابوعبد الرحمٰن ! میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں روزانہ نصیحت فرمایا کریں۔ (اس درخواست پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے) فرمایا: روزانہ وعظ ونصیحت سے میرے لئے مانع یہ ہے کہ مجھے پسند نہیں کہ میں تمہیں اکتاہٹ میں مبتلا کروں، میں نصیحت کرنے میں تمہارے واسطے موقع اور وقت کی رعایت کرتا ہوں جیسا کہ نبی کریم ﷺ ہمارا موقع اور وقت دیکھ

کرہمیں نصیحت فرمایا کرتے تھے،آپ کو یہی ڈرتھا کہ کہیں ہم اکتانہ جائیں۔

(۳)......عن شقيق قال : كنّا ننتظر عبد الله اذ جاء يزيد بن معاوية ' فقلنا : ألا تجلِس ؟ قال : لا ، ولكن أدخُل فأُخرِج اليكم صاحبكم ' وإلّا جئتُ انا فجلستُ ' فخرج عبد الله وهو آخِذ بيده ' فقام علينا فقال : اما انّى أُخبَرُ بمكانِكم ' ولكنّه يمنعنى من الخروج اليكم انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتخوَّلنا بالمَوعِظة فى الايّام كراهية السَّآمةِ علينا۔

ترجمہ:......حضرت شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کررہے تھے،اس وقت یزید بن معاویہ آئے،ہم نے کہا: کیا آپ بیٹھتے نہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں،لیکن میں اندر داخل ہوتا ہوں،پس تمہاری طرف تمہارے صاحب کو لےکرآتا ہوں،ورنہ پھر میں آکرتمہارے پاس بیٹھوں گا،پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور وہ (یزید بن معاویہ) کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے،پس ہمارے پاس کھڑے ہوگئے،پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تمہارے آنے کی خبر مل گئی تھی،لیکن تمہاری طرف آنے سے مجھے اس چیز نے روکا کہ رسول اللہ ﷺ روزانہ نصیحت کے معاملہ میں ہماری حفاظت فرماتے تھے۔اور ہماری اکتاہٹ کو ناپسند فرماتے تھے۔

(بخاری، باب الموعظة ساعة بعد ساعة ، كتاب الدعوات ، رقم الحديث:۶۴۱۱)

(۴)......عن عكرمة ' عن ابن عباس قال : حدِّثِ النّاس كلَّ جُمعَة مرَّةً ' فإن اَبَيت فمرَّتَين ' فان اكثَرتَ فثلاث مرَّار ' ولا تُمِلَّ النّاس هٰذا القرآن ولا اُلفِيَنَّك تأتى القومَ وهُم فى حديثٍ من حديثهم فتَقُصُّ عليهم فتقطع عليهم حديثهم فتُمِلُّهم ' ولكن اَنصِتْ فاذا اَمَرُوك فحدِّثْهم وهم يَشتَهونَه وانظُرِ السَّجع مِن الدُّعاء فاجتَنِبُه '

فـانِّـی عَهِـدتُ رسـول الـلـه صـلـی الـلـه عـلیه وسلم واصحابَه لا یفعلون الا ذٰلک الاجتناب۔

ترجمہ:......حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم ہر جمعہ کو ایک بار لوگوں کے سامنے حدیث بیان کرو، اگر تم اسے قبول نہ کرو (یعنی ہفتہ میں ایک بار وعظ ونصیحت کو کافی نہ جانو' تو ہفتہ میں) دو بار، اور بہت کرو تو ہفتہ میں تین بار وعظ ونصیحت کر سکتے ہو، اور تم لوگوں کو اس قرآن سے اکتاہٹ میں نہ ڈالو (ہفتہ میں تین بار سے زیادہ وعظ ونصیحت کر کے لوگوں کو ملول نہ کرو)۔

(بخاری، باب ما یکره من السجع فی الدعاء ، کتاب الدعوات ، رقم الحدیث:۶۳۳۷)

کسی کی تعریف کرنے میں غلو

ہمارے معاشرے میں تعریف کرنے میں بھی غلو ہو رہا ہے۔عوام سے تو خیر ہمیں کوئی شکایت نہیں ،علماء سے ضرور شکایت کی جانی چاہئے۔ہم اپنی تحریروں اور وعظ وتقریر میں، جلسوں میں واعظ وخطیب کے سامنے ہی ایسے الفاظ استعمال کر جاتے ہیں جو قطعا مناسب نہیں۔

کسی کی تعریف میں غیر اہل کے لئے خاتم المحد ثین، خاتم المفسر ین، خاتم الفقہاء، سید القراء، شیخ الاسلام، شیخ العرب والعجم، مفتی اعظم، اوراب تو مستجاب الدعاء جیسے الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں، بہت غور کرنا چاہئے۔

اورواعظ کے سامنے تو تعریف کرنا حدیث کے بھی خلاف ہے، تعجب ہے علماء کے مجمع میں، علماء کی زبان سے، مدارس کے ماحول میں کیا یہ مناسب ہے؟ حضرات اہل علم سے اور الاؤنسر صاحبان کی خدمت میں اس ناچیز کی درخواست ہے کہ اس غیر شرعی رواج سے پرہیز کریں۔

منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت کی روایتیں

(۱)......عن عبد الرحمن بن ابی بکرة عن ابیه قال : أثنی رجل علی رجل عند النبی صلی الله علیه وسلم فقال : ویلک قطعت عُنُقَ اخیک –ثلا ثا –من کان منکم مادحا لا مُحالة فلیقل : احسِب فلانا والله حسیبه ' ولا أزکی علی الله احدا ' ان کان یعلم۔(بخاری، باب ما جاء فی قول الرّجل ویلک ،کتاب الادب ، رقم الحدیث:۶۱۶۲)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:ایک مرد نے نبی کریم ﷺ کے سامنے دوسرے مرد کی تعریف کی،آپ ﷺ نے تین بار فرمایا:تم

پر افسوس ہے تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی، تم میں سے جو شخص ضرور کسی کی مدح کرنے والا ہو اگر وہ جانتا ہو تو یوں کہے کہ: میں فلاں کو ایسا گمان کرتا ہوں، اور اللہ تعالی اس کے عمل کا حساب کرنے والا ہے، اور میں اللہ تعالی کے مقابلے میں کسی کو پاکباز نہیں بتلاتا۔

(۲)......عن ابی موسی قال : سمع النبی صلی الله علیه وسلم رجلا یُثنی علی رجل ویُطرِیه فی المِدحة ، فقال : لقد اهلکتم ، أو قطعتم ظَهر الرّجل۔

(مسلم، باب النهی عن المدح اذا کان فیه افراط ، و خیف منه فتنة علی الممدوح ، کتاب الزهد رقم الحدیث:۳۰۰۱)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے کسی آدمی کے بارے میں بہت زیادہ تعریف سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے ہلاک کردیا، یا تم نے اس آدمی کی پیٹھ کاٹ دی۔

(۳)......عن ابی مَعمر قال : قام رجل یُثنی علی امیر من الامراء ، فجعل المقداد یَحثِی علیه التُّراب وقال : امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نَحثِیَ فی وجوه المدّاحین التّراب۔

(مسلم، باب النهی عن المدح اذا کان فیه افراط ، و خیف منه فتنة علی الممدوح ، کتاب الزهد رقم الحدیث:۳۰۰۲)

ترجمہ:......حضرت ابومعمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی کھڑا ہوا اور وہ امیروں میں سے ایک امیر کی بڑی تعریف کرنے لگا، تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس آدمی کے منہ پر مٹی ڈالنے لگے اور فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ: بہت زیادہ تعریف کرنے

والے کے چہرے پر مٹی ڈال دیں۔

(۴)......عن مُطرِّف قال : قال ابی : انطلقتُ فی وفد بنی عامر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلنا : انت سیِّدُنا ' فقال : السید الله ، قلنا : وافضلُنا فضلا ، واعظَمُنا طولا ، فقال : قولوا بقولکم – أو بعض قولکم –ولا یَستَجرِیَنَّکم الشیطان۔(ابوداوٗد، باب فی کراهیة التّمادح ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۴۸۰۶)

ترجمہ:......حضرت مطرف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میرے والد نے فرمایا کہ: میں قبیلہ بنی عامر کے لوگوں کے ساتھ خدمت نبی میں حاضر ہوا تو ہم لوگوں نے عرض کیا کہ: آپ ہمارے آقا ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: آقا تو اللہ تعالی ہیں، ہم نے عرض کیا: آپ ہم میں خوبیوں کے لحاظ سے اور درجہ کے لحاظ سے اعلی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جو کہتے تھے وہی کہو (یعنی اللہ کے رسول اور اللہ کے نبی) یا اس میں سے کچھ کہو (یعنی رسول اللہ و نبی اللہ کہو) تم لوگوں کو شیطان جری نہ کردے۔

(۵)......عن ابراهیم التیمی عن أبیه قال : کنا قعودا عند عمر بن الخطاب ' فدخل علیه رجل فسلّم علیه ' فأثنی علیه رجل من القوم فی وجهه ' فقال له عمر : عقرتَ الرجل ' عقرک الله ' تثنی علیه فی وجهه فی دینه؟۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۵ ج ۱۳، فی الرجل یمدح الرجل ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۶۷۸۷۔الادب المفرد مترجم ص ۲۵۰، باب ما جاء فی التّمادُحِ ، رقم الحدیث: ۳۳۵)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک صاحب آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، پھر لوگوں میں سے ایک صاحب نے اس کی منہ پر تعریف کر دی،

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے اس کو ہلاک کردیا، اللہ تعالی تجھے ہلاک فرمائے، تو اس کے سامنے اس کے دین کی تعریف کررہا ہے؟

تعریف کرنے کی جواز کی روایتیں

(۶)......عن خلادِ بنِ السّائب ، قال : دخلتُ علی اسامة بن زید فمدحنی فی وجھی فقال : انّہ حملنی ان اَمْدَحَکَ فی وجھِک انِّی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : اذا مُدِحَ المؤمن فی وجهه رَبَا الایمان فی قلبه۔

(طبرانی کبیر ص ۱۷۱ ج ۱، باب الالف ، من اسمه اسامة ، رقم الحدیث:۴۲۴)

ترجمہ:......حضرت خلاد بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا، آپ نے میرے منہ پر میری تعریف کی، پھر فرمایا: مجھے آپ کے منہ پر تعریف کرنے پر اس نے ابھارا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جب مؤمن کی اس کے چہرے پر تعریف کی جاتی ہے تو اس کے دل میں ایمان اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے احسانات کے بدلے میں احسان کرنے والوں کی تعریف کرنے اور ان کے لئے دعا کی تعلیم دی۔

(۷)......عن انس قال : قالت المهاجرون : یا رسول الله ! ما رأینا مثل قومٍ قدمنا علیهم احسن بذلاً من کثیر ، ولا احسن مواساة فی قلیل ، کفوُنا المُؤنة واشرکونا فی المَهْنأ ، قد خشینا ان یذهبوا بالاجر کله ، فقال : لا ، ما أثنیتم علیهم ، و دعوتم الله لهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۹۳ ج ۱۳، فی الثّناء الحسن ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۷۰۴۱)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مہاجرین نے فرمایا: یارسول اللہ! جس قوم کے پاس ہم آئے ہیں ہم نے ان سے زیادہ بہتر کثرت سے خرچ کرنے والے اور تھوڑا ہونے کے باوجود غمخواری کرنے میں ان سے اچھے کسی کو نہیں دیکھے، انہوں نے ہمارا خرچہ برداشت کیا، اور ہمیں اپنی خوشیوں میں شریک کیا، ہمیں ڈر ہے کہ سارے کا سارا اجر یہ لوگ ہی لے جائیں گے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک تم ان کی تعریف کرتے رہو، اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔

تعریف کی تین قسمیں

علماء نے تعریف کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

(۱)......ایک تو یہ کہ کسی کے منہ پر اس کی تعریف کی جائے۔ یہ قسم وہ ہے جس کی ممانعت منقول ہے۔

(۲)......دوسرے یہ کہ کسی کی غائبانہ تعریف کی جائے، لیکن خواہش یہ ہو کہ اس کو اس تعریف کی خبر ہو جائے۔ یہ قسم بھی ایسی ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

(۳)......اور تیسرے یہ کہ کسی کی غائبانہ تعریف کی جائے اور اس کی مطلق پرواہ نہ ہو کہ اس کو تعریف کی خبر پہنچے گی یا نہیں؟ نیز تعریف بھی ایسی کی جائے جس کا وہ واقعۃً مستحق ہے۔ یہ قسم ایسی ہے جس کی اجازت دی گئی ہے، اور کسی کی اس طرح کی تعریف میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (مظاہر حق ص ۳۶۵ ج ۴، کتاب الادب)

لوگوں کی تعریف یا برائی کرنے میں جلد بازی نہ کرو

ایک بات یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بلا تعارف کسی کی لچھے دار تقریر سن کر ہر ایرے غیرے مقرر کو دعوت دینے کا سلسلہ بند ہونا چاہئے، اہل علم اس سلسلہ میں عوام کی رہبری

کریں، اور اپنے مدارس کے سالانہ اور ختم بخاری کے جلسوں میں ایسے حضرات کو مدعو نہ کریں۔ ایسے بعض واقعات ہوئے کہ بڑے مدارس نے خطیب صاحب کو بلایا، خوب تعریف کی بعد میں جب حالات کا علم ہوا تو کف افسوس ملنے لگے۔ قربان جایئے حضرت نبی کریم ﷺ کی تعلیمات مقدسہ پر کہ حدیث شریف میں کسی کی تعریف میں جلد بازی سے بھی منع کیا گیا ہے۔

(۸)......قال عبد الله بن مسعود : لا تعجلوا بحمد الناس ولا بذمهم ' فلعل ما يسركم منه اليوم يسؤكم غدا ' وما يسركم اليوم يسؤكم غدا ، فان الناس يحبرون فانما يغفر الله الذنوب ' والله أرحم بعبده يوم يلقاه من أم واحد فرشت لولدها بأرض فىء ' ثم لمست فان كانت لذعة كانت بها قبله وان كانت شوكة كانت بها قبله۔

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگوں کی تعریف یا برائی کرنے میں جلد بازی نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ آج جو چیز تمہیں خوش کرتی ہے کل کو بری لگے، اور جو آج تمہیں بری لگتی ہے کل تمہیں اچھی لگے، بیشک لوگ (حد سے) نکلیں گے پس اللہ تعالی گناہ کو معاف فرمانے والے ہیں، اور اللہ تعالی اپنے بندے کے ساتھ بڑے مہربان ہوں گے جس دن وہ ان سے ملاقات کریں گے اس ماں کی طرح جو سایہ میں زمین پر اپنے بچے کے لئے سونے کی جگہ بناتی ہے، اور اس پر ہاتھ پھیرتی ہے، تا کہ کوئی گرم چیز اس کو نقصان نہ پہنچائے اور کانٹا اس کو لگ نہ جائے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۶۱ ج۵، باب الاقتصاد فى النفقة و تحريم اكل المال الباطل ، رقم الحديث:۶۶۰۱)

الفاظ کا اسراف

کسی کی تعریف میں غلو کرنا یہ الفاظ کا بھی اسراف ہے، اور فضول باتوں سے بھی بچنے کا حکم ہے۔

(۹)......قال عبد الله : ألا أُنذِرُكم فضول الكلام ، بحَسبِ احدِكم ان يبلغَ حاجته۔(طبرانی کبیر ص۹۴ ج۹، فی من اسمه عبد الله ، رقم الحديث:۸۵۰۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: خبردار! فضول باتوں سے بچو! تم میں سے کسی کے لئے کافی ہے کہ اپنی ضرورت تک رہے۔

فاسق کی تعریف پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور عرش کا کانپنا

بلاسوچے سمجھے تعریف کرنے میں یہ بھی ہوتا ہے کہ فاسق اور فاجر کی تعریف کی جاتی ہے، حدیث شریف میں اس کی مذمت آئی ہے۔

(۱۰)......عن انس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا مُدِح الفاسق غضب الرب تعالى واهتَزَّ له العرش۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھتا ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۶۱ ج۵، باب الاقتصاد فی النفقة و تحريم اكل المال الباطل ، رقم الحديث:۴۶۹۲)

تشریح:......جب کوئی شخص کسی فاسق کی تعریف میں رطب اللسان ہوتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والا گویا ان امور وافعال سے راضی اور خوش ہے جو اس

فاسق کی زندگی میں پائے جاتے ہیں، بلکہ عجب نہیں کہ تعریف کرنے والا کفر کی حد میں داخل ہو جائے، کیونکہ فاسق کی تعریف اس کو اس مقام تک لے جاسکتی ہے جہاں وہ حرام کو حلال جاننے لگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے عمل اور دنیا دار علماء، گمراہ شعراء، اور ریا کار و پیشہ ور قراء کی مدح و تعریف کرنا بھی اس حکم میں داخل ہے۔ (مظاہر حق ص ۳۸۰ ج ۴)

بات کرنے میں اعتدال کا حکم

اس لئے بات کرنے میں بھی اعتدال اختیار کرنا چاہئے، حدیث شریف میں بھی اس کا حکم ہے۔

(۱۱)......ان عـمـرَو بُنَ العاص قال يومًا :- و قام رجل فأكثر القول-فقال عمرو : و لَو قَصد في قوله لكان خَيرًا لهُ ، سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : لقد رأيتُ أو اُمِرتُ ان اَتَجَوَّزَ في القول ، فانّ الجواز هُو خَير۔

ترجمہ:......حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب سے فرمایا: جنہوں نے کھڑے ہو کر طویل بات کی تھی: اگر وہ درمیانہ طریق سے بات کرتے تو بہتر ہوتا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے- یا فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ-: بات کرنے میں درمیانہ طریقہ اپناؤں، اس لئے کہ (تمام کاموں میں) درمیان کی چال بہتر ہوتی ہے۔

(ابوداؤد، باب ما جاء في المُتشدِّق في الكلام ، كتاب الادب ، رقم الحديث:۵۰۰۸)

امام شافعی رحمہ اللہ نے بڑی اچھی نصیحت فرمائی ہیں ؎

لا خيرَ في حَشْوِ الكلام اِذا اهْتـديْتَ الىٰ عُيونِه

والصَّمْتُ اجملُ بالفتىٰ مِن مَنطقٍ في غير حينِه

وعلی الفتی لطِبَاعِه سِمةٌ تَلوحُ علی جبِینِه

فضول گفتگو اچھی چیز نہیں ہے، اگر چہ تو قادر الکلام ہو۔
شریف آدمی کے لئے خاموشی اچھی ہے، بے موقع گفتگو کرنے سے۔
اور شریف آدمی کی شرافت کی علامت اس کی پیشانی سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

(دیوان الامام الشافعی ص۲۳۳، الصمت اجمل)

وصیت میں غلو

(۱)......عن عامر بن سعد ، عن أبيه قال : مرِضتُ فعادني النبي صلى الله عليه وسلم فقلتُ : يا رسول الله ! اُدع الله ان لا يرُدَّني على عَقِبي ، قال : لعلّ الله يرفعُك و ينفع بك ناسا ، قلتُ : أريد ان اُوصِي ، وانّما لِيَ ابنةٌ ، فقلتُ : اُوصِي بالنِّصف ؟ قال : النِّصف كثير ، قلتُ : فالثُّلث ؟ قال : الثُّلث والثلث كثير أوكبير فأوصى الناس بالثلث و جاز ذلك لهم۔

(بخاری، باب الوصية بالثلث ، كتاب الوصايا ، رقم الحديث:۲۷۴۴)

ترجمہ:......حضرت عامر بن سعد اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ: میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ نے میری عیادت کی ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالی سے دعا فرما دیجئے کہ وہ مجھے الٹے پیر نہ لوٹا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی تمہارا درجہ بلند فرمائے اور تم سے لوگوں کو نفع پہنچائے ، میں نے عرض کیا کہ: میں وصیت کرنا چاہتا ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے، میں نے پوچھا: میں نصف مال کی وصیت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نصف بہت زیادہ ہے، میں نے پوچھا: میں تہائی مال کی وصیت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی مال بہت زیادہ ہے-یا فرمایا: بہت بڑا ہے-انہوں نے کہا کہ پھر لوگ بھی تہائی مال کی وصیت کرنے لگے اور یہ ان کے لئے جائز ہوگیا۔

جنازہ کے اعلان میں غلو

(۱)......عن عبد الله رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ایاکم وَالنَّعْیَ ، فان النعی من عمل الجاهلیة۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنازے کا اعلان کرنے سے بچو، اس لئے کہ جنازہ کا اعلان کرنا جاہلیت کے عمل میں سے ہے۔

(۲)......عن حذیفة رضی الله عنه قال : اذا متُّ فلا تؤذنوا بی احدا ، فانّی اخاف ان یکون نعیا ، وانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهی عن النعی۔

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب میری وفات ہوجائے تو کسی کو میرے جنازہ کی اطلاع مت دینا، میں ڈرتا ہوں کہ (یہ اطلاع دینا) نعی نہ ہوجائے، بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: آپ جنازے کے اعلان کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة النعی ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۸۴/۹۸۶)

(۳)......عبد الله بن مسعود قال : لا تُؤذنوا بی احدا ، حسبی من یحملنی الی حفرتی۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۰ ج۳، باب النعی علی المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۵۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرے (مرنے کی) کسی ایک کو بھی اطلاع مت کرنا، جو میری (چارپائی کو) اٹھا کر مجھے قبر تک پہنچائے وہی کافی ہے

(۴)......عن ابن عمر ، انه کان اذا مات له میت تَحیَّن غفلة الناس۔

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی فوت ہوجاتا تو لوگوں کی غفلت کا انتظار فرماتے۔

تشریح......یعنی جب لوگ مشغول ہوتے تو میت کے بلا کسی اعلان کے دفن فرما دیا کرتے۔

(۵)......اوصی الربیع بن خثیم : ان لا تُشعِروا بی احدا ، و سُلُّونی الی ربی سَلّاً ۔

ترجمہ:......حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ: میرے (مرنے کی) کسی ایک کو بھی اطلاع مت کرنا اور مجھے چپکے سے (اور آرام سے) میرے رب کی بارگاہ میں دفن کردینا۔

(۶)......عن ابی حیّان ، عن أبیہ ، قال : کان عمرو بن میمون صدیقا للرّبیع بن خُثیم ، فلما ثَقُل ، قال عمرو وَلِاُمِّ ولد الرّبیع بن خُثیم : اَعْلِمِینی اذا مات ، فقالت : انہ قال : اذا انا مِتُّ فلا تُشعِری بی احداً ، و سُلُّونی الی ربی سُلًّا ، قال : فبات عَمرو علی دکاکین بنی ثور حتی أصبح فشھدہ۔

ترجمہ:......حضرت ابوحیان رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: -حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے دوست تھے-حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے ان کی ام ولد سے کہا: جب ان کی وفات ہوجائے تو مجھے اطلاع دینا، انہوں نے عرض کیا کہ: حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میرے (مرنے کی) کسی ایک کو بھی اطلاع مت کرنا، اور مجھے خفیہ طور سے میرے رب کی بارگاہ میں دفن کردینا۔ حضرت عمرو بن میمون نے بنی ثور کے چبوترے پر رات گذاری یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر وہ ان کے پاس حاضر ہوئے۔

تشریح:......حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے دوست

تھے، مگر ان کو بھی ام ولد نے اطلاع دینے سے انکار کردیا۔

(۷)......عن الزِّبْرِقَان : قال : سمعت ابا وائل رضی الله عنه یقول : اذا متُّ فلا تؤذِنوا بی احدا۔

ترجمہ:......حضرت زبرقان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے موت کے وقت سنا، وہ فرما رہے تھے کہ: جب میرا انتقال ہوجائے تو کسی کو میری موت کی اطلاع نہ دینا۔

(۸)......اوصی ابو میسرة رحمه الله تعالی اخاه : ان لا توذنوا لی احدا ، قال : ابو اسحاق : وبذلک اوصی علقمة الاسود۔

ترجمہ:......حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو وصیت فرمائی کہ: (میری وفات کی) کسی کو بھی اطلاع مت دینا۔

راوی حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسود رحمہ اللہ کو بھی یہی وصیت فرمائی تھی۔

(۹)......عن علقمة : انه أوصی ان لا تؤذنوا بی احداً ، فانی اخاف ان یکون النّعی من امر الجاهلية۔

ترجمہ:......حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ: میری وفات پر تم کسی ایک کو بھی اطلاع مت دینا، مجھے ڈر ہے کہ جنازہ کا اعلان جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۳/۲۰۴ ج۷، ماقالوا فی الاذن بالجنازة من کرهه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۱۱۳۲۵/۱۱۳۱۹/۱۱۳۲۳/۱۱۳۲۰/۱۱۳۱۸)

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص۱۷ ج۵۔

میت کی منتقلی میں غلو

(۱)...... عَنْ جَابِرِ بن عبد الله قَالَ : كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلٰى يَوْمَ اُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ فَجَاءَ مُنَادِى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَدْفِنُوْا الْقَتْلٰى فِىْ مَضَاجِعِهِمْ ، فَرَدَدْنَاهُمْ۔

(ابوداؤد، باب فی المیت یحمل من أرض الی أرض وکراھة ذلک ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۶۵)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جنگ احد میں ہم نے شہدائے احد کواٹھانا چاہا تا کہ ان کو (دوسری جگہ) دفن کریں۔اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا کہ: رسول اللہ ﷺ تم کو حکم فرماتے ہیں کہ: شہداء کواسی جگہ دفن کرو، جہاں وہ شہید کئے گئے ہیں، تو ہم نے ان کی نعشوں کو وہیں رکھ دیا۔

(۲)......عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضى الله عنه قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ ، جَاءَ تْ عَمَّتِى بِاَبِى لِتَدْفِنَهُ فِى مَقَابِرِنَا ، فَنَادٰى مُنَادِى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : رُدُّوا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهِم۔

(ترمذی ص۳۰۲ ج۱، ابواب الجهاد ، باب ما جاء فی الفار من الزحف ، قبیل ابواب اللباس ، رقم الحدیث :۱۷۱۷)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: غزوۂ احد کے دن میری پھوپھی میرے والد (یعنی اپنے بھائی کی لاش کو) ہمارے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لائیں، (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو چھ مہینوں کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے قبر

سے نکال کر دوسری قبر میں دفن کیا) اتنے میں حضور ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ: شہیدوں کو ان کے شہید ہونے کی جگہ میں واپس لے جاؤ۔ (تاکہ ان کو وہیں پر دفن کیا جائے)

(۳)...... توفی عبد الرحمن بن ابی بکر بالحُبْشِیّ قال : فحمل الی مکة فدُفِن فیها فلما قدِمَتْ عائشة أتت قبر عبد الرحمن بن ابی بکر .... ثم قالت : وَاللّٰہِ لَوْ حَضَرْتُکَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَیْثُ مت ، الخ۔

ترجمہ:...... حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی (مقام) حبشی میں وفات ہوئی (ان کی لاش کو دس میل کے فاصلہ سے) مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا اور وہیں دفن کئے گئے، جب (ان کی بہن ام المؤمنین) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی قبر پر آئیں..... پھر فرمایا: بخدا! اگر میں موجود ہوتی تو تمہیں تمہاری وفات کی جگہ ہی دفن کراتی۔

(ترمذی ص۲۰۴ ج۱، ابواب الجنائز ، باب ما جاء فی زیارة القبور للنساء ، رقم الحدیث:۱۰۵۵)

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص۷۷ ج۵۔

جنازہ کی ادائیگی میں تاخیر اور غلو

(۱)...... عَنُ الحُصَيُنِ بُنِ وَحُوَج : اَنَّ طَلُحَةَ بُنَ الُبَرَاء رضى الله عنه مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوُدُهُ ، فَقَالَ : اِنِّي لَا اَرٰى طَلُحَةَ اِلَّا قَدُ حَدَثَ فيه الُمَوُتُ' فَآذِنُوُنِي بِهٖ وَ عَجِّلُوُا فَاِنَّهٗ لَا يَنُبَغِي لِجِيُفَةِ مُسُلِمٍ اَنُ تُحُبَسَ بَيُنَ ظَهُرَانَيُ اَهُلِهٖ۔

(ابوداوٗد، باب تعجيل الجنازة ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۱۵۹)

ترجمہ:......حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، حضور ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا: میرا گمان ہے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے، ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، اس لئے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی نعش ان کے گھر والوں کے درمیان روکی جائے۔

(۲)......عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال : سَمِعُتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوُلُ : اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمُ فَلاَ تَحُبِسُوهُ وَاَسُرِعُوُا بِهٖ اِلٰى قَبُرِهٖ ، وَلُيُقُرَأ عِنُدَ رَأسِهٖ فَاتِحَةُ الُبَقَرَةِ وَعِنُدَ رِجُلَيُهِ بِخَاتِمَةِ الُبَقَرَةِ۔

(شعب الایمان ص۱۶ ج۷، باب فضل فى زيارة القبور ، رقم الحديث:۹۲۹۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روک کے مت رکھو، اور اسے اس کی قبر تک جلدی پہنچاؤ، اور (دفن کے بعد) اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں (الٓم سے مفلحون تک) اور پائنتی سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (اٰمن الرسول سے آخر تک) پڑھی جائیں۔

(۳)......عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ له : یَا عَلِیُّ ! ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا : اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَقْتُهَا ، وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ ، وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتَ لَهَا کُفُوًا۔

(ترمذی، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل ، ابواب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۱۷۱)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرنا: ایک نماز جب اس کا وقت آجائے، دوسرا جنازہ جب حاضر ہو جائے، تیسرا بے نکاحی عورت' جب کفومل جائے (تو فوراً نکاح کر دینا)۔

(۴)......عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ ، فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا الیه ، وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِکُمْ۔ (بخاری، باب السرعۃ بالجنازۃ ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۱۳۱۵)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنازہ کو جلدی لے چلو، اگر وہ صالح ہے تو تم اس کی طرف نیکی کو جلدی پہنچا رہے ہو، اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو تم شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

(۵)......اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ ، فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ : قَدِّمُوْنِی ، الخ۔

(بخاری، باب قول المیت وهو علی الجنازۃ قدّمونی ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۱۳۱۶)

ترجمہ:......جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے جاؤ۔ (گویا میت خود تقاضا کرتی ہے کہ میری تدفین میں تاخیر نہ ہو)۔

تعزیت میں غلو

(۱)......عن أُبی بن کعب رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا رأیتم الرجل یتعزّی بعزاء الجاهلیة ، فأعضوه [بهن ابیه] ، ولا تکنوا۔

(مجمع الزوائدص۶۰ ج۳، باب التعزیة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۹۵۶۔کنز العمال ، ذم اخلاق الجاهلیة والتفاخر بالآباء ، رقم الحدیث:۱۳۰۴۳)

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ جاہلیت کے طریقہ پر تعزیت کرے تو اسے دور کردو، اور اس کو کسی کنیت کے ساتھ بھی مت پکارو۔

(۲)......التعزیة مرة۔

(کنز العمال ،[الدیلمی عن عثمان] ، تهئة العطام لاهل المیت ، رقم الحدیث:۴۲۶۲۸)

ترجمہ:......(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:) تعزیت ایک مرتبہ ہے۔

(۳)......قلنا لعبد الرزاق : وکیف یُعزَّی ؟ قال : بلغنی ان الحسن رحمه الله مرّ باهل میتٍ فوقف علیهم ، فقال : أعظم الله اجرکم ' وغفر الله لصاحبکم ، ثم مضی ولم یقعد۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۶ ج۳، باب التعزیة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۷۴)

ترجمہ:...... صاحب مصنف امام عبد الرزاق رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ: تعزیت کیسے کی جائے؟ تو فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جب کسی اہل میت کے پاس سے گذرتے تو (تھوڑی دیر) ان کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: ''اللہ تعالیٰ تمہارے اجر کو زیادہ کریں، اور تمہارے ساتھی کی مغفرت فرمائیں'' پھر تشریف لے جاتے اور بیٹھتے

نہیں تھے۔

تشریح:...... جب کسی سے خاص تعلق نہ ہوتو اس کی تعزیت اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ: کھڑے کھڑے مختصرا چند دعائیہ اور تسلی کے جملے کہہ دیئے جائیں۔

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص ۱۵۷ ج ۵۔

میت کا چہرہ دیکھنے اور دکھانے میں غلو

مسئلہ:......اصل حکم یہ ہے کہ میت کا چہرہ دیکھنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے، اس لئے اس کے لئے کوئی خاص اہتمام کرنا مناسب نہیں۔

مسئلہ:......شرعی حکم یہ ہے کہ میت کو جتنا جلد ہو سکے کفن، نماز جنازہ اور دفن سے فراغت ہونی چاہئے، اس لئے چہرہ دکھانے میں میت کے تدفین میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔

مسئلہ:......مردہ کو دفن کرنے سے پہلے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے، چاہے کفن دینے سے پہلے ہو یا کفن دینے کے بعد ہو۔

مسئلہ:......نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا فی نفسہ جائز ہے، لیکن اب یہ ایک رسم بنتی جارہی ہے، اس لئے ممنوع ہے۔

مسئلہ:......جن رشتہ داروں نے ابھی میت کا چہرہ نہیں دیکھا ان کو اجازت ہے کہ نماز جنازہ سے پہلے چہرہ دیکھ لیں۔

مسئلہ:......قبر کھول کر میت کا چہرہ دیکھنے کی اجازت نہیں، ایسا کرنا حرام ہے۔

مسئلہ:...... غیر محرم مردوں کے لئے غیر محرم عورتوں کا اور غیر محرم عورتوں کے لئے غیر محرم مردوں کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:......بیوی کی وفات کے بعد شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ (البتہ شوہر کا بیوی کو چھونا درست نہیں)۔

مسئلہ:......شوہر کی وفات کے بعد بیوی شوہر کا چہرہ دیکھ سکتی ہے۔

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص ۲۱۸ ج ۵۔

قبر پر درخت کی شاخیں لگانا اور غلو

مسئلہ:......قبر پر کسی درخت کی شاخ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اسے ضروری اور لازم نہ سمجھا جائے، اور نہ اس پر مداومت کی جائے، کبھی کبھی لگا دیا جائے تو حرج نہیں ہے۔

(مستفاد: فتاوی قاسمیہ ص۱۴۳ ج۱۰، سوال نمبر: ۳۹۷۹)

(۱)......أوصى بريدة الاسلمي رضي الله عنه : ان يُّجعلَ في قبره جريدان۔

(بخاری، باب الجريد على القبر ، كتاب الجنائز ، قبل رقم الحديث:۱۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی کہ: ان کی قبر پر کھجور کے درخت کی دو شاخیں رکھی جائیں۔

(۲)......عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : مرّ النبي صلى الله عليه وسلم بحائط من حيطان المدينة أو مكة ، فسمع صوت انسانين يُعذّبانِ في قبورهما ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم : يُعذّبان ، وما يُعذّبان في كبير، ثم قال : بلى ،كان احدُهما لا يستتر من بوله ، وكان الآخر يمشي بِالنّميمة ، ثم دعا بجريدةٍ فكسرها كِسُرتين فوضع على كلّ قبر مّنهما كِسرة ، فقيل له : يا رسول الله ! لِمَ فعلتَ هذا ؟ قال صلى الله عليه وسلم : لعلّه ان يُخفَّف عنهما ما لم يَيْبسا أو الى ان ييبسا۔

(بخاری، باب من الكبائر ان لا يستتر من بوله ، كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۲۱۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے باغات میں سے کسی باغ کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں، جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، اور ان کو کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیا جا رہا ہے،

پھر فرمایا: کیوں نہیں، ان میں سے ایک پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا چغلی کھاتا تھا، پھر آپ ﷺ نے درخت کی ایک شاخ منگائی اور پھر اس کے دو ٹکڑے کئے، اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ خشک نہیں ہوں گے ان کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔

علماء اور شراح حدیث کا اختلاف ہے کہ ان قبروں پر عذاب کی کمی اس ٹہنی کی وجہ سے ہے، یا یہ آپ ﷺ کے دست مبارک کی برکت ہے۔ دونوں رائیں منقول ہیں۔ امام خطابی اور علامہ طرطوشی اور بعض فقہاء رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کے دست مبارک کی برکت ہے، اس لئے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان حضرات نے یہاں تک فرما دیا کہ اس طرح ٹہنی گاڑنے کی کوئی اصل نہیں۔

اس کے برخلاف بعض حضرات محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ نے اس حدیث کی وجہ سے قبر پر شاخ اور خوشبودار پھول وغیرہ کی اجازت دی ہے، بلکہ مندوب اور مستحب بھی لکھا ہے۔

''درس ترمذی'' میں اس مسئلہ پر بہت عمدہ توجیہ منقول ہے:

علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی اور کسی کے لئے ایسا کرنا درست نہیں۔ علامہ بطال اور علامہ مازری رحمہما اللہ نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ: حضور ﷺ کو بذریعہ وحی یہ علم دیا گیا تھا کہ ان پر عذاب قبر ہو رہا ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ علم بھی دیا گیا تھا کہ شاخیں گاڑنے کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف بھی ہو سکتی ہے، لیکن کسی دوسرے کو نہ صاحب قبر کے معذب ہونے کا علم ہو سکتا ہے اور نہ تخفیف عذاب کا، اس لئے دوسروں کے لئے شاخ کا گاڑنا درست نہیں ہے۔

اس قسم کی تصریحات حافظ ابن حجر، علامہ عینی، امام نووی اور علامہ خطابی رحمہم اللہ سے بھی منقول ہیں۔ البتہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے ’’بذل المجھود ‘‘میں ابن بطال اور مازری رحمہما اللہ کے قول پر اعتراض کیا، اور فرمایا کہ: اگر معذب ہونے کا علم نہ بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مردے کے لئے تخفیف عذاب کی کوئی صورت اختیار نہ کی جائے، ورنہ پھر مردے کے لئے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب بھی درست نہ ہونا چاہئے۔......

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اس باب میں قول فیصل یہ بیان فرمایا ہے کہ: حدیث سے ثابت ہونے والی ہر چیز کو اسی حد پر رکھنا چاہئے جس حد تک وہ ثابت ہے، حدیث میں ایک یا دو مرتبہ شاخ گاڑنا تو ثابت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احیانا ایسا کرنا جائز ہے، وعلیہ یحمل قول الشیخ السھارنفوری ،لیکن یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حدیث باب کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے کسی اور شخص کی قبر پر ایسا فرمایا ہو، اسی طرح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے قبر پر شاخیں گاڑنے کو اپنا معمول بنالیا ہو، یہاں تک کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جابر رضی اللہ عنہم سے بھی جو اس حدیث کے راوی ہیں، یہ منقول نہیں کہ انہوں نے تخفیف عذاب کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہو، اس سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ عمل اگر چہ جائز ہے، لیکن سنت جاریہ اور عادت مستقلہ بنانے کی چیز نہیں:

فالحق ان یعطی کل شیء حقه ولا یجاوز عن حده ، وھو الفقه فی الدین ، واللہ اعلم بالصواب۔ (درس ترمذی ص۲۸۶ ج۱، باب التشدید فی البول)

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص۲۳۴ ج۵۔

قبر پر نام کا کتبہ لگانا اور غلو

(۱)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے، اور قبر کو پختہ بنانے اور قبر پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

(ابوداوٗد، باب : فی البناء علی القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۲۶)

(۲)......جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے پتھر اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے نصب فرمایا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کو اپنے بھائی (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کی قبر کی نشانی بناتا ہوں، اور میرے اہل خانہ میں سے جب کسی کا انتقال ہوگا تو میں اس کو بھی اس قبر کے آس پاس دفن کروں گا۔

(ابوداوٗد، باب : فی جَمْع الموتی فی قبر ، والقبر یُعلَّم ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۰۶)

فقہاء کے آراء اس مسئلہ میں دونوں طرف ہیں، بعض جواز اور گنجائش کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے۔

خلاصہ یہ ہے کہ:......قبر پر کچھ نہ لکھا جائے یہ سب سے بہتر اور حدیث کے موافق عمل ہے۔ اگر بلا کسی اہتمام اور دوام کے مشائخ کی قبروں پر نام لکھ دیا جائے تو بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے، قرآن کریم کی آیات اور احادیث وغیرہ لکھنا منع ہے۔

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص ۲۴۴ ج ۵۔

پختہ قبر بنانا اور قبروں پر تعمیر کرنے میں غلو

(۱)......عن جابر رضی الله عنه قال : نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تُجصَّصَ القبور، وان یُکتَبَ علیها ، وان یُبنی علیها ، وان تُوطَأ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراھیة تجصیص القبور والکتابة علیها ، ابواب الجنائز ، رقم الحدیث: ۱۰۵۲۔ابوداؤد، باب : فی البناء علی القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۲۶۔نسائی، باب الزیادة علی القبور ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۲۰۲۶)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا کرنے سے، اوران پر لکھنے (یعنی ان پر کتبے لگانے) اوران پر عمارت بنانے، اوران کو روندنے سے منع فرمایا۔

(۲)......رأی ابن عمر رضی الله عنهما فسطاطا علی قبر عبد الرحمن ، فقال : اِنزِعه یا غلام ! فانما یُظِلُّه عملُه۔

(بخاری، باب الجرید علی القبر ، کتاب الجنائز ، قبل رقم الحدیث:۱۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر خیمہ لگا ہوا دیکھا تو فرمایا: اے غلام! اس کو اکھاڑ دو، اس شخص پر اس کے عمل کا سایہ ہوگا۔

مسئلہ:...... پختہ قبروں کا منہدم کرنا جائز ہے، پختہ قبریں گرا کر قبر کا نشان باقی رکھا جائے، لیکن اس سے شورش پیدا ہو اور فتنہ برپا ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۶۸ ج ۹، سوال نمبر ۴۲۸۲، مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

(۲)......عن ابی الهیّاج الاسدی قال : قال لی علی رضی الله عنه : الا اَبعَثُک علی

ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لا تَدَعَ تِمْثالا الا طَمسْتَه ، ولا قبرا مُشْرِفا الّا سوَّیْتَه۔

(مسلم ص۳۱۲ ج۱، باب الامر بتسویة القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۶۹)

ترجمہ:......حضرت ابوالہیاج اسدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میں تم کو ایک ایسی مہم پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا تھا؟ اور وہ مہم یہ ہے کہ: تم جو بھی تصویر دیکھو اس کو مٹا دو، اور جو بھی اونچی قبر دیکھو اس کو برابر کر دو۔

پختہ قبر بنانے کی وصیت باطل ہے اور اس پر عمل جائز نہیں

مسئلہ:......فقہاء نے لکھا ہے کہ: اگر کوئی وصیت کرے کہ اس کی قبر کو پختہ بنایا جائے یا اس پر قبہ بنایا جائے تو یہ وصیت باطل ہے، اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔

”(أوصی بان یطین قبره أو یضرب علیه قبة فهی باطلة) (الدر المختار) ..... ولم یتعرض لبناء القبة فهو مکروه اتفاقا۔(شامی ص۳۹۵ ج۱۰، باب العتق فی المرض ، قبیل : باب الوصیة بالخدمة والسکنی والثمرة ، کتاب الوصایا ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة)

خلاصہ یہ ہے کہ:......ان احادیث اور فقہاء کرام کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ قبر پختہ بنانا اور قبروں پر قبے بنانا جائز نہیں، اور ایسا کرنا آپ ﷺ کے ارشاد اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کے خلاف ہے۔ خود بھی اس سے احتراز کرنا چاہئے ، بلکہ علماء ومشائخ کو تو وصیت کرنی چاہئے کہ میری قبر کو نہ پختہ بنایا جائے ، اور نہ اس پر کسی طرح کی کوئی تعمیر کی جائے۔

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص۲۵۵ ج۵۔

بزرگوں کو مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ میں دفن کرنے میں غلو

اب یہ رسم بھی چل پڑی ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اہل علم اس رسم بد میں مبتلا ہورہے ہیں کہ مہتمم یا متولی یا شیخ اور پیر کو مدرسہ کی زمین میں یا مسجد کے احاطہ میں یا خانقاہ میں دفن کرنے لگے ہیں۔اگر یہ زمین وقف ہے تب تو ناجائز اور حرام ہے، بلکہ اس طرح بنی قبروں کو اکھاڑنا ضروری ہے یا برابر کردی جائیں۔اگر زمین مملوکہ ہو تب بھی یہ طریقہ بہتر نہیں، مردوں کو عام قبرستان میں دفن کرنا مطلوب ہے۔''شامی'' میں ہے:

(۱)......ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا ، لاختصاص هذه السنة بالانبیاء ، وفی الشامیة : (قوله فی الدار) کذا فی الحلیة عن منیة المفتی وغیرها ، وهو أعم من قول الفتح ، ولا یدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیه ، فان ذلک خاص بالانبیاء ، بل ینقل الی مقابر المسلیمن ، ومقتضاه انه لا یدفن فی مدفن خاص کما یفعله من یبنی مدرسة ونحوها ویبنی له بقربها مدفنا۔

(شامی ص۱۴۰ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی دفن المیت ،کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

(۲)......مسلمانوں کو عام قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے، اس کے خلاف کسی خاص مقام میں دفن کرنا مکروہ ہے۔عالم اور بزرگ کو کسی مدرسہ یا مسجد یا اور کسی خاص مقام میں دفن کرنے کی وبا عام ہوگئی ہے۔حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالی نے اس پر خصوصیت سے نکیر فرمائی ہے، ایسے مقتداء حضرات پر یہ وصیت کرنا واجب ہے کہ ان کو مرنے کے بعد عام قبرستان میں دفن کیا جائے۔(احسن الفتاوی ص۱۹۳/اور:۲۰۵ ج۴)

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص ۲۶۵ ج ۵۔

تقلید میں غلو

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے، بعض بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے، بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں، بعض فصد وقے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض خاص حصے کو چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں۔ باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے''۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کے شاگرد اورامام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ' ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی تھے۔ ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اوراعادہ نہیں کیا۔

احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے: کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیّب رحمہما اللہ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔''ایقاظ النیام'' میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اوراسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے، اوراسی کے موافق محققین مذہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں ۔بعض علماء نے مثل صاحب بحر الرائق و درمختار و ملا علی قاری وغیرہم کے اوراسی طرح بعض علماء شافعیہ نے بھی تیسرے قول (جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے) کو اختیار کیا ہے، مگر وہ صحیح نہیں، گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے، درحقیقت

یہ قول بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل، اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔

(علم الفقہ ص ۲۴۰ حصہ دوم، جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں)

مسلکی اختلاف کے باوجود ایثار کے عجیب واقعات

(۱)...... ہمارے اسلاف کا مسلکی اختلاف کے باوجود ایثار کا یہ عجیب واقعہ قابل رشک اور قابل اتباع ہے، ایک مرتبہ امام محمد بن علی حنفی دامغانی رحمہ اللہ مشہور شافعی فقیہ امام ابراہیم بن علی شیرازی رحمہ اللہ کی مسجد کے قریب گذرے اور نماز کا وقت قریب تھا، مسجد میں تشریف لائے، امام ابراہیم بن علی شیرازی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ حنفی فقیہ امام محمد بن علی دامغانی رحمہ اللہ تشریف لائے ہیں، تو اپنے مؤذن کو حکم فرمایا کہ: آج اذان میں ترجیع نہ کرنا، (حنفی مسلک اور اس کے فقیہ کی رعایت کرنا۔ شافعی مسلک میں اذان میں ترجیع بہتر ہے۔ ''شہادتین'' کو پست آواز میں کہہ کر پھر دو دفعہ بلند آواز میں دہرانے کو ترجیع کہتے ہیں) پھر امامت کے لئے امام محمد بن علی دامغانی رحمہ اللہ سے درخواست فرمائی، چنانچہ امام محمد بن علی دامغانی رحمہ اللہ نے نماز پڑھائی تو شافعی طریقہ سے پڑھائی، (مثلا: رفع یدین کیا، بسم اللہ زور سے کہی، آمین بالجہر پر عمل کیا، وغیرہ)۔

(معارف السنن ص۱۶۳ ج۱، باب فی التسمیۃ عند الوضوء، واقعۃ امامۃ الدامغانی)

(۲)...... ایسا ہی ایک واقعہ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے قاضی ابو عاصم عامری حنفی اور علامہ قفال شافعی رحمہما اللہ کا نقل کیا ہے کہ: قاضی ابو عاصم عامری حنفی رحمہ اللہ علامہ قفال شافعی رحمہ اللہ کی مسجد میں نماز مغرب کے لئے پہنچے تو انہوں نے مؤذن سے کہا: آج تم (حنفی فقیہ کی تعظیم و رعایت میں) تکبیر میں کلمۂ شہادتین اور کلمۂ حیعلتین دو دو مرتبہ کہنا، اور قاضی ابو

عاصم عامری حنفی رحمہ اللہ سے امامت کی درخواست کی، قاضی صاحب رحمہ اللہ نے (شافعی فقیہ کے رعایت اور تعظیم میں) نماز میں بسم اللہ زور سے پڑھی، اور بھی کئی افعال شافعی مسلک کے مطابق ادا کئے۔'' **للقاضی ابی عاصم العامری الحنفی حین دخل مسجد القفال و کان شافعیا لصلوة المغرب ' فلما رأه القفال امر المؤذن ان یثنی الاقامة ' و قدم القاضی ' فتقدم و جهر بالبسملة مع القراء ة ' واتی بشعار الشافعیة فی صلوته''**۔(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ص۵۰ ج۱ رمطبوعہ: مصر)

(۳)......ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بلا وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ان کو فتوی دیا تھا کہ فصد کھلوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا۔ حالانکہ ان کے نزدیک بدن سے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۴)......اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ نکسیر اور پچھنے لگوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر جب ان سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کے بدن سے خون نکلا، اور اس نے وضو کئے بغیر نماز پڑھائی تو کیا آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: امام مالک اور سعید بن مسیّب رحمہما اللہ کے پیچھے نماز کیسے نہیں پڑھوں گا۔

(۵)......امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ عیدین کی نمازیں پڑھاتے تھے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق بارہ تکبیریں کہتے تھے، کیونکہ خلیفہ ہارون رشید کو اپنے دادا کی تکبیریں پسند تھیں۔

(۶)......امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کا اہتمام کرتے تھے، اور فجر میں قنوت پڑھنے کو لازم قرار دیتے تھے، لیکن جب بغداد پہنچ کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت فرمائی اور

وہاں: ۲؍رکعت نماز پڑھی تو تکبیرات انتقالیہ میں رفع یدین نہیں فرمایا، اور فجر کی دو رکعت پڑھی اس میں قنوت نہیں پڑھی، لوگوں کے پوچھنے پر امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اس امام الاعظم کے سامنے ان کے مسلک کے خلاف میں اپنی رائے ظاہر کردوں یہ انتہائی بے ادبی ہوگی، اس لئے میرے لئے یہی مناسب ہے کہ ان کے علاقہ میں رہتے ہوئے ان کے مسلک پر نماز پڑھوں۔

(مرقاۃ المفاتیح ص ۳۰ ج ۱، ط: ملتان۔ امداد الفتاوی جدید ص ۴۹ ج ۱۔ فتاوی قاسمیہ ص ۶۲ ؍ ۶۳ ج ۱)

بعض لوگ اس قصہ پر بہت شور کرتے ہیں، کہتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی کی وجہ سے سنت پر عمل چھوڑ دیا جائے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی شان اس سے ارفع ہے کہ ایک مجتہد کی قبر کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دیں، حالانکہ اس کا تعلق سمجھ سے ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ادب سے سنت کو نہیں چھوڑا، بلکہ ان کے ادب سے ان کی تحقیق کو اپنی تحقیق پر مقدم سمجھا کہ ان کے نزدیک یہ چیزیں سنت نہیں ہیں، بلکہ سنت قنوت کا نہ پڑھنا ہے، اور بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا، ایک شخص اپنی تحقیق سے کسی چیز کو سنت سمجھنے کے باوجود دوسرے محقق عالم کی تحقیق پر عمل کرے تو کیا حرج ہے۔ (الاعتدال ص ۲۰۸۔ حدود اختلاف ص ۱۵۵)

(۷)...... ’’فتاوی بزازیہ‘‘ میں ہے کہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ حمام کے کنویں سے غسل کرکے جمعہ کی نماز پڑھائی اور لوگ منتشر ہوگئے، پھر آپ کو اطلاع دی گئی کہ حمام کے کنویں میں مرا ہوا چوہا پایا گیا ہے، آپ نے فرمایا: اب ہم اہل مدینہ کا قول لیتے ہیں کہ جب پانی دو مٹکے ہوجائے تو وہ ناپاکی کو نہیں اٹھاتا۔

(فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ص ۱۱۸ ج ۴، فصل فی الأکفاء، کتاب النکاح)

(رحمۃ اللہ الواسعۃ ص ۱۴۷ ج ۲، عنوان: مذہب میں تصلب کے ساتھ رواداری سے کام لینا چاہئے)

غلو کی حد: مستحب پر اصرار اور حرام کا ارتکاب

بعض لوگوں کا عجیب حال دیکھا کہ نفل و مستحب پر حد سے زیادہ اصرار اور حرام و مکروہ تحریمی تک کے ارتکاب میں بے باک، اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی رحمہ اللہ نے فرمایا:

علامہ شیخ یوسف قرضاوی حفظہ اللہ عرب کے بڑے عالم ہیں، انہوں نے ایک کتاب لکھی: ''الاسلام بین الجمود و التطرف'' انہوں نے لکھا کہ اسلام بہت جامد چیز نہیں ہے، اور بہت آگے آپ بڑھ جائیں ایسی بھی چیز نہیں، درمیانی راستہ کا نام ہے ﴿ و جعلنٰکم امۃ وسطا ﴾ اللہ تعالیٰ نے ہم کو امت وسط بنایا ہے، تو علامہ قرضاوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں لکھا ہے کہ: میں اپنے ایک دوست کے یہاں گیا، اور وہ ٹھنڈا ملک تھا، تو ہم نے کہا کہ: کرسی پر بیٹھ کر ہم کھالیں گے، تو انہوں نے کہا: بالکل نہیں، یہ سنت کے خلاف ہے نیچے بیٹھ کر کھائیں گے، ان کے اصرار پر میں نیچے بیٹھ گیا، پھر تیسرے دن مجھے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگوں کے قرضے اس کے ذمہ ہیں کسی کو یہ شخص پیسے نہیں دے رہے ہیں۔ (انتہی)

میرے دادا حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے کتنی عمدہ بات لکھی ہیں: آج کل ہمارے زمانہ میں عجیب تماشہ کا تقوی نظر آتا ہے کہ مباحات میں احتمالات بعیدہ پیدا کر کے حرام ٹھہرا دیتے ہیں، اور مال حرام کا بقچہ (چھوٹا بستہ) اگر ملتا ہو تو احتمالات قریبہ اور تاویلات رکیکہ پیدا کر کے حلال ٹھہرا لیتے ہیں۔ و لنعم ما قیل: ؎

عَجِبْتُ مِنْ شَیْخِیْ وَمِنْ زُهْدِه وَ ذِکْرِہِ النَّار وَ اَهْوَالِهَا

یَکْرَهُ اَنْ یَّشْرَبَ فِیْ فِضَّةٍ وَ یَسْرِقُ الْفِضَّةَ اِنْ نَالَهَا

میں اپنے شیخ اوران کی پارسائی پراوران کے جہنم اوراس کی ہولناکی کے تذکرے پر حیران ہوا۔

وہ چاندی کے برتن میں پینے کوتو ناپسند کرتے ہیں،اوراگر چاندی بذات خودمل جائے تو چرالے۔(جمع الاربعین۔تالیفات مرغوب ص۲۲۱)

آج بھی خشک صوفی اوربعض اہل علم تک اس معاملہ میں بڑی سختی کرتے ہیں کہ: ہم ٹیبل کرسی پر ہرگزنہیں کھاتے،ان کے لئے مستقل داعی کوعلیحدہ انتظام کی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے،اورغیبت وغیرہ دسیوں بڑے بڑے گناہ میں مبتلا ہیں۔

آپ کےتقوی کا یہ حال ہے کہ آپ ٹیبل پر کھانا حرام سمجھتے ہیں تو پھرایسی دعوتوں میں جانے سے احتیاط کیجئے، جہاں سنت کے خلاف دعوتیں ہورہی ہیں کیا وہاں جانا تقوی کے خلاف نہیں ہے؟

پیر مریدی، بیعت و خلافت اور غلو

کسی اللہ والے سے بیعت ہونا تو مستحب ہے، اصل اصلاح ہے، اب بیعت کی طرف زور خوب دیا جاتا ہے، مگر اصلاح کی قطعا توجہ نہیں، مشائخ کے خدام تک کے حالات دیکھ کر حیرانگی ہوتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اصلاح کی فکر نہیں، بس بیعت کو ضروری سمجھ لیا، اور شیخ کی خدمت کا موقع مل گیا اور قرب بڑھ گیا تو اور زیادہ غلط فہمی کے شکار ہوتے ہوئے مریدین اور خلفاء تک دیکھے گئے۔

آج کل یہ بھی ایک طریقہ چل پڑا ہے کہ چھوٹے چھوٹے پیر بڑے بڑے حضرات کو خلافت دے رہے ہیں۔ تاریخ میں ایسی شاذ اور گنی چنی چند مثالیں ضرور ملتی ہیں کہ شاگرد نے اپنے استاذ کو بیعت بھی فرمایا اور اجازت سے بھی نوازا، درحقیقت وہ صحیح معنی میں پیرو مرشد تھے، اور اکابر کہلائے جانے کے مستحق بھی تھے، مگر اس وقت کا یہ طریقہ کچھ غیر مناسب اور حساس طبیعت پر نا قابل قبول ہے۔ قطعا مناسب نہیں ہے کہ اصاغر اس طرح اکابر کو اجازت بیعت دیتے پھریں، اصاغر کی حیثیت کیا ہے؟ وقعت کیا ہے؟ میں تو حیران ہوں کہ کیا اس طرح اکابر کو اجازت دیتے ہوئے انہیں کوئی شرم و عار محسوس نہیں ہوتی؟ اس طرح کے اقدامات کی انہیں ہمت و جرأت کیسے ہوتی ہے؟ ؎

اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قباء دیکھ

آج ایک رسم اور بھی چل پڑی ہے، نہ کوئی اصلاحی تعلق اور نہ کوئی خط و کتابت، نہ صحبت، بس کہیں سفر میں، حرمین شریفین کی حاضری میں ایک دو ملاقات ہوئی اور اجازت و خلافت کی سند تھما دی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرید اپنے شیخ کی خدمت کو قابل فخر سمجھتا ہے مگر والدین کی خدمت کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔

افتاء کی سند اور غلو

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آج کل ہمارے ملک اور پڑوس کے ملک دونوں میں دارالافتاء کا جال بچھا ہوا ہے، بلکہ اب نئے مدارس دارالافتاء سے شروع ہوتے ہیں، اور داخلہ کے لئے کوئی استعداد ضروری نہیں، ہر فارغ داخلہ لے سکتا ہے، اور چند ماہ میں مفتی بن جائے گا، اور خوش فہمی میں مبتلا ہو جائے گا کہ اسے سب کچھ آ گیا۔ اور لوگ بھی اس سے مسائل پوچھنے لگیں گے اور وہ ''ضلَّ و اضلَّ'' کا مصداق بن جائے گا، مگر مدارس میں استعداد سازی پر محنت کرنے والا کوئی نہیں، اس مدرسہ کو چھوٹا مدرسہ سمجھا جاتا ہے (جس میں دارالافتاء نہیں ہوتا) چندہ بھی اس کو کم ملتا ہے، اس لئے ہر شخص دورہ یا دارالافتاء کھول کر بیٹھ جاتا ہے، یہ جو طریقہ تیزی سے چل پڑا ہے یہ بھی تباہی کا پیش خیمہ نظر آتا ہے۔ (علمی خطبات ص۲۷۰ ج۲)

خود بخود مفتی بن کر فتوی نویسی شروع نہ کر دے، بلکہ اساتذہ و اکابر کے حکم کے بعد ڈرتے ڈرتے یہ منصب قبول کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ: میں نے اس وقت تک فتوی کی جرأت نہیں کی جب تک ستر اکابر نے میری اہلیت کی شہادت نہیں دی۔

(اعلام الموقعین ص۲۵۷ ج۲۔ مقدمہ او جزص۱۳)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے اپنے کو فتوی کے لئے پیش کر دیا اس نے ایک امر عظیم کو اٹھالیا، جب تک ضرورت مجبور نہ کرے اس منصب پر فائز ہونے کی جرأت نہ کرے۔ (مقدمہ فتاوی دارالعلوم)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ: فقہاء اہل کوفہ نے انہیں مسند افتاء پر بٹھایا تھا۔ (عقود ۱۶۹۔ ''فقہ و فتوی''۔ مقدمہ مرغوب الفتاوی: جلد:۱۔ اور ''مرغوب الفقہ'' ج:۱۴)

نکاح کی مجلس میں قرآن کریم کی تلاوت اور غلو

فقہاء نے مستحب اور مندوب پر اصرار کو منع فرمایا، بلکہ اس کو مکروہ تک فرمایا۔

دیکھئے! ’’بخاری‘‘ (باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال ، رقم الحديث:۸۵۲)

احادیث کی کتابوں میں ’’کتاب النکاح ‘‘ کو قائم کر کے اس کے تحت مختلف ابواب میں نکاح کے بیشمار مسائل پر آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار جمع کئے گئے ہیں۔ اسی طرح حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فقہ کی کتابوں میں ’’کتاب النکاح ‘‘ کے تحت تفصیلی مسائل اور جزئیات تحریر فرمائے ہیں، مگر کہیں بھی نکاح کی مجلس میں اور اس کے آداب میں قرآن کریم کی تلاوت کو بیان نہیں کیا گیا، معلوم ہوا کہ شریعت میں نکاح کی مجلس میں تلاوت کا ثبوت نہیں۔

بعض اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت کو پسند نہیں کیا گیا، مثلاً: حالت رکوع وسجدہ میں۔ اسی طرح حالت طواف میں تلاوت کے بجائے تسبیح اور ذکر و دعا کو زیادہ پسند کیا گیا۔

اسی طرح نکاح کی مجلس میں آپ ﷺ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرات تابعین اور اسلاف امت رحمہم اللہ سے قرآن کریم کا پڑھنا ثابت نہیں، اس لئے اس کا اہتمام کرنا اور اس کی پابندی کرنا، اور مسئلہ کی وضاحت کے بعد ضد میں تلاوت کروانا نامناسب اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

مجلس نکاح میں خطبہ مسنونہ اور ایجاب وقبول ثابت ہے۔ نعت شریف اور تلاوت قرآن کریم اگر چہ عمدہ چیز ہے، مگر مجلس نکاح میں مستقلاً یہ ثابت نہیں، پھر اس کی پابندی کرنا غیر ثابت چیز کی پابندی کرنا ہے، جو شرعاً ناپسند ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۴۴۲ ج۱۷)

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص ۲۱۵ ج ۸۔

دعوت وتبلیغ میں غلو

(۱):......اس راستے میں ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ کے برابر ہے۔

جواب:......اول تو ایسی کوئی صریح حدیث نہیں ملی جس میں کسی عمل کا ثواب انچاس کروڑ بتلایا گیا ہو، البتہ ایک حدیث میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ اور دوسری حدیث میں اعمال کا ثواب سات سو گنا بتلایا گیا ہے، اس طرح سات لاکھ کو سات سو میں ضرب دینے سے انچاس کروڑ بن جاتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ دونوں حدیثیں سنداً ضعیف ہیں، اس لئے ان سے استدلال اور ان کے ضعف پر تنبیہ کئے بغیر ان کی تشہیر عام طور پر جائز نہیں۔ دوسرے اگر دونوں حدیثوں کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو ''فی سبیل اللہ'' کے مفہوم میں درس وتدریس، تحصیل علم، وعظ ونصیحت، اصلاح باطن، دعوت وتبلیغ، خواہ تبلیغی جماعت کے ذریعہ ہو یا کسی اور طریق سے، سب کے لئے یہ ثواب ثابت ہوگا۔

(۲):...... چھ نمبرات کو بیان کرتے وقت دوسرا کوئی عمل قابل قبول نہیں خواہ تلاوت ہو یا کوئی اور نیک عمل ہو۔

جواب:...... یہ جملے کہنا بدترین گمراہی اور سخت غلو اور جہالت کی بات ہے، جس سے توبہ واجب ہے، اور آئندہ ایسا طرز عمل اختیار کرنے سے گریز لازم ہے۔

(۳):...... بیت اللہ شریف پر رائے ونڈ کی فضیلت زیادہ ہے، کیونکہ رائے ونڈ میں ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ ہے اور بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ۔

جواب:...... یہ بھی بدترین غلو ہے، اگر دونوں حدیثوں کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو ''فی سبیل اللہ'' کے مفہوم میں حج وعمرہ کا سفر بھی شامل ہے، تو اس کو مذکورہ اجر کے علاوہ بیت اللہ شریف کی فضیلت یعنی ایک لاکھ گنا ثواب ملنے کی فضیلت بھی حاصل ہوگی، اور رائے ونڈ جانے پر

بیت اللہ شریف والی فضیلت حاصل نہیں ہوگی، اس طرح بیت اللہ کا ثواب انچاس کروڑ سے بے شمار گنا بڑھ جائے گا۔

(۴):......کئی حضرات پورے دین کا انحصار اسی ایک راستے میں کرتے ہیں کہ دنیا میں دین پھیلانا ہو یا ایمان بنانا ہو تو اس راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔

جواب:......اشاعت دین اور تبلیغ دین کسی بھی جائز طریقہ سے ہو' درست اور معتبر ہے، تبلیغی جماعت کے ساتھ مل کر تبلیغی جماعت کے اصول وقواعد کی روشنی میں تبلیغ کرنا کوئی فرض وواجب نہیں۔ نیز تبلیغ دین' تبلیغی جماعت کے ساتھ کام کرنے میں شرعا منحصر نہیں، جو کوئی ایسا سمجھتا ہے یہ اس کی جہالت ہے یا غلو ہے جو کھلی گمراہی ہے۔

(احسن الفتاوی از:ص ۱۶۷ تا ۱۷۴ ج ۹)

دین کے بقیہ شعبے بے کار ہیں' یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہنچتی ہے ایسوں کے لئے تبلیغ میں نکلنا حرام ہے

جو جاہل صرف تبلیغ میں نکلنے کو دین کا کام اور دین کی فکر سمجھے بیٹھے ہیں، اور ان کے خیال میں دین کے باقی سب شعبے بے کار ہیں۔ یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہنچتی ہے کہ دین کے تمام شعبوں کو لغو سمجھا جائے، اور دینی مدارس کے وجود کو فضول قرار دیا جائے۔ میں اپنی اس رائے کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ تبلیغ میں نکل کر جن لوگوں کا یہ ذہن بنتا ہو وہ گمراہ ہیں اور ان کے لئے تبلیغ میں نکلنا حرام ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۶ ج ۱۰)

اہل دعوت کا ایک بڑا طبقہ حج اور عمرہ کے سفر کو بھی اللہ کے راستہ کا سفر نہیں سمجھتا، صرف سہ روزہ، چلہ اور چار مہینے کے اسفار ہی اللہ کے راستہ کے مصداق ہیں، ان کی خدمت میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں:

(۱)......عَبَایة بن رِفاعة قال : ادرکنی ابو عبس وانا اذھب الی الجمعة فقال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : من اِغْبَرَّتْ قدماہ فی سبیل الله حرّمه الله علی النّار۔

(بخاری، باب المشی الی الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۹۰۷)

ترجمہ:......حضرت عبایہ بن رفاعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور اس وقت میں جمعہ کی نماز کے لئے جا رہا تھا، تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جس کے پیر اللہ تعالی کے راستہ میں غبار آلود ہوں گے اللہ تعالی اس کو دوزخ پر حرام فرما دیں گے۔

(۲)......عن ابن ھشام قال : أرسل مروان الی امّ معقل لیسألھا عن ھذا الحدیث ' فحدَّثَتْ انّ زوجھا جعل بکرا فی سبیل الله وانّھا ارادَتِ العمرة ' فسألت زوجھا البکر فأبی علیھا ، فأتت رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکرَتْ ذلک له ، فامرہ النبی صلی الله علیه وسلم ان یُعطِیَھا ' وقال : انّ الحجَّ والعمرة من سبیل الله ، وانّ عُمرةً فی رمضانَ تعدِل حجّة أو تُجزِئُ بحجَّةٍ۔

(مستدرک حاکم، کتاب مناسک الحج ، رقم الحدیث:۱۷۷۴)

ترجمہ:......حضرت ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مروان نے ان کو ام معقل رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کروں، میں نے جا کر ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: ان کے شوہر نے اللہ تعالی کے راستہ میں سفر کے لئے اونٹ تیار کر رکھا تھا، جبکہ ان (ام معقل رضی اللہ عنہا) کا ارادہ عمرہ کرنے کا تھا، انہوں نے اپنے شوہر سے اونٹ مانگا تو شوہر نے انکار کر دیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور

یہ معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے ان کے شوہر کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو اونٹ دے دیں، اور فرمایا: حج وعمرہ بھی تو سبیل اللہ ہیں، اور رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

(۳)......عن ابن عباس قال : أراد رسول الله صلى الله عليه وسلم الحج ، فقالت امراة لزوجها : حُجَّ بی مع رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال : ما عندى ما أُحجُّكِ عليه ، قالت :فحجَّ بی علی ناضحِک ، فقال : ذاک نَعْتَقِبُه انا وولدُکِ ، قالت : فحُجَّ بی علی جملِک فلان ، قال : ذلک حبيس فی سبيل الله ، قالت : فبِعْ تمرَ رِقِّک ، قال : ذاک قُوْتِی و قوتُکِ ، قال : فلمّا رجع النبی صلى الله عليه وسلم من مكة أرسلت اليه زوجَها ، فقالت : اقرء رسول الله صلى الله عليه وسلم منی السلام و سله ما يعدل حجّة معک ؟ فاتی زوجها النبی صلى الله عليه وسلم فقال : يا رسول الله ! ان اِمرأتی تُقْرِئک السلام ورحمة الله ، وانها قالت ان اَحُج بها معک ، فقلتُ لها : ليس عندی ، قالت : فحجَّ بی علی جملی فلان ، فقلت لها : ذلک حبيس فی سبيل الله ، قال النبی صلى الله عليه وسلم : أما انکِ لو کنتِ حججتِ بها کان فی سبيل الله ، فقال : فضحک النبی صلى الله عليه وسلم تعجبا من حِرصها علی الحج ، قال : وانها امرتنی ان اسألک ما تعدل حجّة معک ؟ قال : اقرئها منی السلام و رحمة الله ، واَخْبِرْها انّها تعدل حجّة معی عمرة فی رمضان۔(مستدرک حاکم، کتاب مناسک الحج ، رقم الحدیث:۱۷۷۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں

حج کرادو، شوہر نے کہا: میرے پاس (ایسی کوئی سواری) نہیں جس پر میں تمہیں حج کراؤں، بیوی نے کہا: تو پھر مجھے اپنے فلاں اونٹ پر حج کرادو، شوہر نے جواب دیا: اس کو میں نے راہ خدا کے لئے روک رکھا ہے، بیوی نے کہا: تو اپنی کھجوریں بیچ دیں، شوہر نے کہا: وہ میرے اور تیرے کھانے کے لئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم ﷺ حج سے واپس تشریف لائے تو اس عورت نے اپنے شوہر کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور کہا: رسول اللہ کو میرا سلام کہنا اور آپ ﷺ سے پوچھنا کہ: کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس کا ثواب آپ کے ہمراہ حج کے برابر ہو؟ ان کے شوہر نے نبی کریم ﷺ سے یہ بھی عرض کیا کہ: یارسول اللہ میری بیوی نے آپ کو سلام کہا ہے، اور اس نے مجھے کہا تھا کہ: میں اس کو آپ کے ساتھ حج پر بھیجوں، میں نے کہا کہ: میرے پاس گنجائش نہیں ہے، اس نے کہا کہ: پھر اپنے اونٹ پر حج کرادو، میں نے اس سے کہا: کہ: اس کو میں نے سبیل اللہ کے لئے روک رکھا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس کو حج کرا دیتا تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی ہوتا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس خاتون کے حج کے بارے میں حرص کو دیکھ آپ ﷺ مسکرا دیئے، شوہر نے مزید کہا کہ: میری بیوی نے مجھے یہ بھی کہہ کر بھیجا ہے کہ میں آپ سے کوئی ایسا عمل پوچھ کر آؤں جس کا ثواب آپ کے ہمراہ حج کرنے کے برابر ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے بھی اس کو سلام کہنا، اور بتانا کہ: رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

مشورہ میں غلو

مشورہ کے معاملہ میں بھی ہمارے معاشرہ میں بہت غلو ہو رہا ہے، یا تو صرف تائید کے لئے بڑوں سے مشورہ کیا جاتا ہے، اپنی رائے کے خلاف مشورہ ملے تو اس پر توجہ نہیں دی جاتی۔ پھر مشورہ ہر ایرے غیرے سے نہیں کرنا چاہئے، آپ ﷺ نے فقہاء اور علماء عابدین سے مشورہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

(۱)......عن علی رضی الله عنه قال : قلت : یا رسول الله ! ان نزل بنا امرٌ لیس فیه بیان امر ولا نهی فما تأمرنی ؟ قال : شاوِروا فیه الفقهاء و العابدین ولا تمضوا فیه رأی خاصة۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: اگر ہمیں کوئی معاملہ ایسا پیش آجائے جس کے بارے میں (قرآن وسنت میں) نہ کوئی حکم موجود ہو نہ ممانعت تو اس بارے میں آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: فقہاء اور عابدین سے مشورہ کرو، اور اپنی رائے سے فیصلہ نہ کرو۔

(طبرانی (اوسط) ص۴۴۱ ج۱، رقم الحدیث:۱۶۱۸۔ مجمع الزوائد ص۱۷۸ ج۱، باب الاجماع ، رقم الحدیث:۱۷۵۹)

بعض تبلیغی حضرات اپنے تمام کاموں میں مرکز سے مشورہ کرتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح بعض مرید اپنے سارے ہی کاموں میں پیر سے مشورہ کرتے ہیں، حتی کہ اہم امور میں والدین کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، بس مرکز یا پیر کی رہنمائی کو کافی سمجھتے ہیں، اس میں والدین کی ناراضگی ہے اور ایسے امور میں کبھی خیر نہیں ہو سکتی جن میں والدین کی خوشی نہ ہو۔

ہر کام کا مشورہ اس کے اہل سے کرنا چاہئے۔

(۲)......**عن طلحة قال : لا تشاور بخيلا في صلة ' ولا جبانا في حرب ' ولا شابا في جارية۔**(كنز العمال ، المشورة ، الاخلاق ، رقم الحديث:۸۷۷۳)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: صلہ رحمی میں بخیل سے، جہاد میں بزدل سے،اور (شادی کے معاملہ میں) لڑکی کے بارے میں کسی جوان سے مشورہ مت کرو۔

گھریلو معاملات میں ، بچوں کی شادی بیاہ میں، گھر کے سامان وغیرہ خریدنے کے بارے میں اپنی اہلیہ سے بھی مشورہ کرنا چاہئے ، کئی عورتوں کے شکایت ہے کہ ہمارے شوہر ہم سے مشورہ نہیں کرتے ، ہمارے گھر کے سارے کام مرکز کے یا پیر صاحب کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔

آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ میں جب کفار مکہ آپ ﷺ نے عمرہ کرنے سے منع کیا اور چند شرائط پر صلح ہوئی تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم دل شکستہ تھے،اس لئے قربانی اور حلق کے لئے آمدہ نہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ فرمایا، انہوں نے عرض کیا : آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر آکر خود قربانی فرمائیں ،اوراحرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں،آپ ﷺ نے ان کے مشورہ پر عمل فرمایا، اوراس میں کامیابی بھی ہوئی اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا۔(سیر الصحابہ ص۶۲ ج۶)

شادی میں لڑکی کی والدہ سے مشورہ کرنا چاہئے

آپ ﷺ نے شادی کے موقع پر بیوی سے مشورہ کا حکم فرمایا ہے۔

(۱۱)......**عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : آمِرُوا النِّساء في**

بناتِهنَّ۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: عورتوں (ماؤں) سے ان کی بیٹیوں کے (نکاح کے بارے میں) مشورہ کرو۔

(ابوداؤد، باب فی الاستئمار ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۲۰۹۵)

(۱۲)......ان عبد الله بن عمر قال لعمر بن الخطاب : اخطُب على ابنة صالح فقال : ان لـه يتامى ' ولم يكن ليؤثِرَنا عليهم ، فانطلق زيد الى صالح ، فقال : ان عبد الله بن عمر أرسلني اليک يخطُب ابنتک ، فقال : لی یتامی ' ولم أكن لأتُرِبَ لحمی وأرفَعَ لحمَكُم ، اُشهِدُكم أنی قد أنكحتُها فلانا ، وكان هوى اُمِّها الى عبد الله بن عمر ، فأتَتْ رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقالت : يا نبیّ الله ، خطب عبد الله بنُ عمر ابنتی ، فأنكحَها أبوها يتيماً فی حَجْره ، ولم يؤامرها ، فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم الى صالح ، فقال : أنكَحْت ابنتک ولم تُؤامِرْها ؟ فقال : نعم ، فقال : أشِيروا على النِّساء فی أنفُسِهنَّ ، فقال صالح : فانما فعلتُ هذا لما يُصْدِقُها ابن عمر ، فانَّ له فی مال مثل ما أعطاها۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ: حضرت صالح رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے میرے نکاح کا پیغام بھیجیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے یتیم بھتیجے ہیں وہ ہمیں ان پر ترجیح نہیں دیں گے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے چچا حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور ان سے بھی پیغام نکاح کی درخواست کی، چنانچہ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ خود ہی حضرت صالح رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ: مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کی

بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام لے کر بھیجا ہے، حضرت صالح رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے یتیم بھتیجے ہیں، میں اپنے گوشت کو نیچا کر کے آپ کے گوشت کو اونچا نہیں کر سکتا، میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے فلاں (میرے بھتیجے) سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا، لڑکی کی والدہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی شادی کرنا چاہتی تھیں، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے میری بیٹی کا اپنے لئے رشتہ مانگا تھا، لیکن اس کے والد نے اپنی پرورش میں یتیم بھتیجے سے اس کا نکاح کر دیا اور مجھ سے مشورہ تک نہیں کیا، نبی کریم ﷺ نے صالح کو بلایا، اور فرمایا: کیا تم نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی بیوی کے مشورے کے بغیر ہی طے کر دیا؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، ایسا ہی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے ان کے متعلق مشورہ کر لیا کرو جب کہ وہ کنواری بھی ہوں، صالح رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے یہ کام صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو مہر اسے دیں گے میرے پاس ان کا اتنا ہی مال پہلے سے موجود ہے (میں ان کا مقروض ہوں، اس لئے مجھے اس حال میں اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دینا گوارہ نہ ہوا)۔

(مسند احمد ص ۱۲ ج ۱۰، تتمة مسند عبد الله بن عمر رضی الله عنه ، رقم الحديث: ۷۴۶۷)

قرائت مسابقوں میں غلو

قرآن کریم کو صحت سے پڑھنا تو قرآن کریم کا بڑا حق ہے، اور غلط پڑھنے پر وعید بھی آئی ہے، لیکن اس زمانہ میں بعض پیشہ ور قراء حضرات نے جس طرح قرائت کا رواج شروع کیا ہے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف سے نہ تو اس کا کوئی ثبوت ہے، اور نہ اس طرح پڑھنا مطلوب و مستحسن ہے۔

قرآن کریم کو اتار چڑھاؤ کر کے پڑھنا، کبھی آواز میں حد سے زیادہ جہر کبھی اس قدر سر کے سن بھی نہ سکے، کبھی رخسار پر ایک ہاتھ رکھنا کبھی دوسرا کہ کوئی سلیم الفطرت انسان اسے گوارہ بھی نہیں کرسکتا، اور کئی کئی آیات کو ایک سانس میں کھینچنا جس میں مشقت ہوتی ہے، اور کبھی ایک سورت کو بلا مکمل کئے ہوئے دوسری کو ساتھ ملا کر پڑھنا، کیا اسے کوئی صاحب عقل درست کہہ سکتا ہے، اور کیا اسے قرآن کا ادب سمجھا جائے گا، ہرگز نہیں۔ یہ سب پیسے کمانے اور واہ واہ کرانے کے دھندے ہیں۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہ کرایہ کے قراء ہزاروں پاؤنڈ کا معاملہ طے کرتے ہیں۔ صرف آواز کا حسن مقصود نہیں، رضائے الٰہی اصل ہے۔ چند احادیث وآثار نقل کرتا ہوں:

(۱)......عن عمران بن حصين انه مرّ على قارئٍ يقرأ ثم سأل ، فاسترجع ثم قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من قرأ القرآن فلْيسأل الله به ، فانه سيجىء اقوام يقرأون القرآن يسألون به الناس۔

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وہ ایک قاری کے پاس سے گذرے جو قرآن پڑھ رہا تھا، پھر اس نے کچھ سوال کیا، تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ”انا لله وانا اليه راجعون“ پڑھا اور ایک حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: جو شخص قرآن پڑھے اسے چاہئے کہ اللہ تعالی سے سوال کرے، اس لئے کہ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔

(ترمذی، باب [من قرأ القرآن فلیسأل الله به] ، ابواب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۲۹۱۷)

(۲)......عن طاؤوس قال : كان يقال : أحسن الناس صوتا بالقرآن أخشاهم لله۔

ترجمہ:......حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں میں خوبصورت آواز سے قرآن پڑھنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالی سے سب سے زیادہ ڈرتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۲ ج ۱۵، فی حسن الصوت بالقرآن ،کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۳۰۵۶۴)

(۳)......عن الحسن : انه كان يكره أن يقرأ في سورتين حتى يختم آخرتها ، ثم يأخذ في الأخرى۔

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ: دو سورتوں کو ملا کر پڑھا جائے یہاں تک کہ پہلے ایک کو مکمل کرے پھر دوسری پڑھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵۱ ج ۱۵، فی الرجل یقرأ من هذه السورة و هذه السورة ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۳۰۸۹۱)

(۴)......قال عبد الله : انی قد تسمّعت الی القَرَأة فوجدتهم متقاربين ' فاقرأوا كما علِّمتم ، وایاکم وا لتنطعَ و الاختلاف۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶۸ ج ۱۵، التنطوع فی القراء ة ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث: ۳۰۶۵۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کچھ تلاوت کرنے

والوں کو غور سے سنا تو میں نے ان کو باہم قریب پایا، پس جیسے تمہیں سکھایا گیا ویسے ہی پڑھو، اور تکلف اور اختلاف سے بچو۔

(۵)......عن سعید بن جبیر قال : اقرؤوا القرآن صبیانیة ولا تنطعوا فیه۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم کو بچوں کے انداز میں پڑھو، (یعنی بغیر تصنع اور تکلف کے، بچوں میں تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی) اور اس میں تکلف اختیار مت کرو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۵ ج۱۵، التنطوع فی القراء ة ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث: ۳۰۶۵۲)

(۶)......قال حذیفة : ان اقرأ الناس المنافق الذی لا یدع واوًا ولا الفًا ' یَلْفِت کما تَلفِت البقر السنتها ' لا یجاوز تَرقُوَته۔

ترجمہ:...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: یقیناً لوگوں میں سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا وہ منافق ہے جو نہ کسی الف کو چھوڑتا ہے اور نہ ہی واؤ کو، وہ منہ کو ایسے موڑتا ہے جیسے گائے اپنی زبان کو موڑتی ہے، اور قرآن اس کے حلق سے تجاوز نہیں کرتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۶۹ ج۱۵، التنطوع فی القراء ة ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث: ۳۰۶۵۳)

(۷)......قال عمر : اقرؤوا القرآن واسألوا اللہ به قبل ان یقرأہ قوم یسألون الناس به۔

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم پڑھو اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو، قبل اس کے کہ (یعنی ایسا زمانہ آئے گا کہ) کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے

اوراس کے ذریعہ لوگوں سے سوال کریں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۵۸ ج۱۵، من کرہ ان یتأکل بالقرآن ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۳۰۶۲۲)

آج کل اکثر قراءتو ڈاڑھی منڈے ہوتے ہیں جنہیں اسٹیج پر بٹھا کران کی عزت افزائی اورحوصلہ افزائی کی جاتی ہے،اوروہ بھی مدارس دینیہ میں اہل علم اورارباب افتاء کے سامنے، اوراس پر اللہ اکبر کے نعرے۔ اس رسم کے خلاف ارباب اہتمام اور اہل علم کوغور کرنا چاہئے،جبکہ فاسق کی تعریف پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے:'' اذا مدح الفاسق غضب الرب ، فاھتز لذلک العرش''''ان اللہ یغضب اذا مدح الفاسق فی الارض''

(کنز العمال، الاخلاق (اقوال) الشعر والمدح المذمومان ، رقم الحدیث:۷۹۶۴/۷۹۶۶)

ترجمہ:...... جب فاسق کی تعریف کی جائے تو رب تعالی غصہ ہوتے ہیں،اوراس وجہ سے عرش کانپ جاتاہے۔اورزمین میں جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہےتو اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں۔

تعجب ہے کہ وہ ارباب افتاءاوراہل علم ایسے اجلاس کی رونق بڑھاتے ہیں،جبکہ تراویح کی اجرت کوحرام اورنا جائز کہتے ہیں۔کیا وہ حفاظ جوکوئی معاملہ بھی طےنہیں کرتے ، پورا رمضان بڑی قربانی سے اپنا وقت فارغ کرکے محنت سے تراویح پڑھاتے ہیں،اوروہ کوئی مالی وسعت بھی نہیں رکھتے ، ان کی تنخواہ تو حرام ، اوران قراء کے معمولی اوقات کا اجر ہزاروں۔

دعا میں غلو

(۴)......انّ عبد الله بن مُغفّل سمع ابنَه يقول : اللهم انِّى اسألك القَصرَ الابيض عن يمين الجنة اذا دخلتُها ، فقال : يا بُنيَّ ! سلِ الله الجنة ، وتعوَّذْ به من النّار ، فانِّى سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : انّه سيكون فى هذه الامة قوم يعتَدون فى الطُّهور والدّعاء۔

(ابوداؤد، باب الاسراف فى الماء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۹۶۔ابن ماجہ، باب كراهية الاعتداء فى الدعاء ، كتاب الدعاء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۳۸۶۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے سے سنا: وہ اللہ تعالی سے دعا مانگ رہے تھے کہ: اے میرے اللہ! میں آپ سے جنت میں داخلہ کے وقت جنت کی دائیں جانب سفید محل کا طلب گار ہوں، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بیٹے! اللہ تعالی سے جنت ملنے کی دعا کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو، کیونکہ میں نے آپ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: عنقریب اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جو پاکی حاصل کرنے میں اور دعا مانگنے میں حد سے تجاوز کریں گے۔

دعا میں غلو کئی طرح سے ہو رہا ہے، مثلا: تراویح کے ختم قرآن میں دور دور سے اپنی محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری جگہوں پر جانا، اور دعا کے بہانہ بقیہ مبارک رات کا جس طرح ضیاع ہو رہا ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔

تبلیغی اجتماعات کے آخر میں دعا کے لئے لمبے لمبے اسفار کا کیا اسلاف سے ثبوت ہے؟

ہر نماز کے بعد اجتماعی دعا کی پابندی کے نہ کرنے پر امام کا اخراج تک ہوا ہے، کیا اسے

غلو نہیں کہیں گے۔

ایک طرف دوسرا گروہ وہ ہے جو نماز کے بعد دعا کو بدعت کہتا ہے، اور نماز کے بعد فورا سنت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، یہ بھی غلط ہے، آپ ﷺ سے نماز کے بعد دعا مانگنا مختلف احادیث سے ثابت ہے، اسی طرح امام کے لئے اکیلے دعا کرنے پر وعید بھی وارد ہے، اس سے اجتماعی دعا کا ثبوت بھی ہوتا ہے، اور نماز کے بعد فورا سنت کے لئے کھڑے ہو جانے پر حدیث شریف میں یہ وعید بھی آئی ہے:

ایک صاحب (نماز کے بعد فورا) کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھنے لگے، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس شخص کے دونوں مونڈھے پکڑ کر زور سے ہلائے اور فرمایا کہ: بیٹھ جا، کیونکہ اہل کتاب اسی لئے برباد ہوئے کہ انہوں نے ایک نماز اور دوسری نماز کے درمیان فصل نہیں کیا، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! اللہ نے تجھے ٹھیک بات کہنے کی توفیق عطا فرمائی۔

(ابوداؤد، باب فی الرجل یتطوّع فی مکانه الذی صلّی فیه المکتوبة، کتاب الصلوة، رقم الحدیث: ۱۰۰۷)

اس لئے فرض نماز کے بعد دعا کا اہتمام کرنا چاہئے، گاہے گاہے اجتماعی طور پر دعا کی جائے، گاہے گاہے انفرادی طور پر کی جائے، اور کبھی کبھی ترک بھی مناسب ہے۔

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے! راقم کا رسالہ: ’’الرّسالة المرغوبة فی الدّعاء بعد الصلوة المکتوبة‘‘۔ مرغوب الادلہ ص ۳۰۹ ج ۲۔

عقیدے میں غلو

عقائد کی تصحیح انتہائی اہم اور ضروری چیز ہے، بغیر تصحیح عقائد کے ایمان کی حفاظت مشکل ترین امر ہے۔ یہ جملہ تو مشہور ہے کہ اعمال کی کمزوری معاف ہوسکتی ہے مگر عقیدہ کی کمزوری قابل عفو نہیں، اس لئے کتنے اعمال ہیں جن کے نہ کرنے سے گناہ تو ہے مگر کفر کا حکم نہیں لگتا، اس کے برخلاف ان باتوں کے بارے میں عقیدہ صحیح نہ ہوتو اس کا ایمان خطرہ میں ہے ۔

ان العقائد کلّها اُسٌّ لاسلام الفتی
ان ضاع امر واحد من بینهن فقد غوی

عقائد اسلام کی بنیاد میں ایک عقیدہ بھی خراب اور فاسد ہوگیا تو اسلام کی تمام عمارت خراب ہوگئی ۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

عقائد کے اعتبار سے اسلام اور مذہب اہل سنت افراط وتفریط سے پاک اور امر متوسط ہے، دہریے اس جہان کے خالق کا انکار کرتے ہیں، یہ تفریط ہے، اور مشرکین متعدد خدا کے قائل ہیں، یہ افراط ہے، اسلام ایک خالق کا قائل ہے، یہ امر متوسط ہے۔

جبریہ کے نزدیک انسان اپنے افعال میں مجبور ہے، یہ تفریط ہے، اور معتزلہ انسان کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں، یہ افراط ہے، اہل سنت کے نزدیک انسان کاسب ہے اور اللہ تعالی خالق ہے، یہ امر متوسط ہے۔

ایک گروہ نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین کی، یہ تفریط ہے، اور

ایک گروہ نے ان کی تعظیم میں خدا کے بیٹے تک کا عقیدہ بنالیا، یہ افراط ہے، اہل سنت کے نزدیک سارے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام معصوم اور قابل تعظیم ہیں، یہ امر متوسط ہے۔

کسی جماعت نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے وسیلہ کورد کر دیا، یہ تفریط ہے، اور دوسرے نے وسیلہ ہی کو سب کچھ سمجھ لیا، یہ افراط ہے، اہل سنت کے نزدیک وسیلہ جائز ہے، قبولیت دعا میں مؤثر ہے، واجب وضروری نہیں، یہ امر متوسط ہے۔

کسی نے آپ ﷺ کو عالم الغیب کہا، یہ تفریط ہے، اور کسی نے مطلق علم تک کا انکار کیا، یہ افراط ہے، اہل سنت کے نزدیک آپ ﷺ عالم الغیب نہیں، مگر اولین وآخرین کے علوم سے نوازے گئے ہیں، یہ امر متوسط ہے۔

کسی نے آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کیا، یہ تفریط ہے، اور کسی نے آپ ﷺ کو عام انسان جیسا کہہ دیا، یہ افراط ہے، اہل سنت کے نزدیک آپ ﷺ بشر ہیں، مگر سارے انسانوں سے افضل واعلی ہیں، یہ امر متوسط ہے۔

ایک طبقہ اہل بیت کی توہین کرتا ہے، یہ تفریط ہے، اور ایک گروہ اہل بیت کی محبت میں دوسرے صحابہ کی توہین کرتا ہے، یہ افراط ہے، اہل سنت اہل بیت سے بھی محبت رکھتے ہیں اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرتے ہیں، یہ امر متوسط ہے۔

کسی نے اولیاء کے مزارات کی زیارت کو شرک کہہ دیا، یہ تفریط ہے، اور کسی نے اولیاء کی مزارات پر ایسے ایسے رسوم کیئے کہ اللہ کی پناہ، یہ افراط ہے، اور اہل سنت کے نزدیک اولیاء کی مزارات کی زیارت جائز اور ان کے لئے ایصال ثواب درست اور ان کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز، یہ امر متوسط ہے۔

کسی نے تقلید کا انکار کیا بلکہ شرک تک کہا، یہ تفریط ہے، کسی نے اندھی تقلید کی، یہ افراط ہے، اہل سنت نے تقلید بھی کی اور صحیح احادیث کے مقابلہ میں ائمہ کے قول کو ترک بھی کیا، یہ امر متوسط ہے۔

تعلقات نہ توڑیئے

دوستی و دشمنی میں اعتدال اختیار کرنا، تعلق نبھانا اچھی خصلت ہے اور تعلق توڑنا کمینہ خصلت ہے، نئی دوستی کی وجہ سے پرانے دوست کو نہ چھوڑنا، دوستوں کی غلطیوں کو معاف کرنا، والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں سے تعلقات نبھانا، کبھی کبھی ملاقات کرتے رہنا وغیرہ امور اس مختصر رسالہ میں جمع کیے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

اسے ضرور پڑھئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین ، و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ، اما بعد

عوام کا کیا ذکر خواص کہے جانے والے حضرات میں بھی دوستی اور دشمنی میں جو بے احتیاطی ہورہی ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔ ایک دینی ادارہ میں جب اختلاف ہوتا ہے تو بعض مرتبہ پرانے تعلقات اور برسوں کی دوستی اچانک دشمنی اور ناچاکی میں بدل جاتی ہے۔ اجلاس صد سالہ کے بعد دارالعلوم دیوبند کے قضیہ نا مرضیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے وصال کے بعد مظاہر علوم سہارنپور کے دل خراش حادثہ میں جو حادثات نمودار ہوئے تاریخ کے اوراق ان کے شاہد ہیں، اور ماضی قریب میں دعوت وتبلیغ کے اخلاق سوز واقعات نے جو تأثر قائم کیا اور اکرام مسلم کا سبق سننے اور سنانے والوں نے جس قدر مسلمان کی نہیں اپنے احباب اور دعوت وتبلیغ کے قدیم کارکنوں کی توہین اور بے عزتی بلکہ مار دھاڑ تک کے وہ شرمناک مناظر پیش کئے کہ الامان والحفیظ۔ حقیقی بھائی بہن میں بیٹوں اور ماں باپ میں بول چال تک بند، العیاذ باللہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ان حوادثات میں ایک دوسرے سے ملنا جلنا تو تقریبا ختم یا کم ہو ہی جاتا ہے ۔

دیکھی جو بے رخی تو حیرت ہوئی مجھے
دنیا تو بے وفا تھی مگر تجھ کو کیا ہوا

بلکہ برائی اور اشتہار بازی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

یہ بھی دیکھا گیا کہ کسی سے دوستی میں کمی کے بعد پہلے کے کم تعلقات والے بلکہ قدرے

طبیعت کے میلان نہ رکھنے والوں سے بھی قصداً دوستی کی جاتی ہے تاکہ ایک گروہ کو اذیت دی جائے اور یہ ظاہر کیا جائے کہ ہمیں تمہاری دوستی کی ضرورت نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ ایسے ہی موقع کے لئے فرماتے ہیں ۔

صدیقُک من یُعادی مَن تُعادی بطول الدَّھر ما سجع الحمامُ
ویُوفِی الدَّینَ عنک بغیر مَطْلٍ ولا یَمُنُنْ بہ ابدًا دوامُ
فان صافی صدیقُک مَن تُعادی ویَفرح حین تَرْشُقُک السِّھامُ
فذاک ھو العدوُّ بغیر شَکٍّ تَجَنَّبُہ فَصُحْبَتُہ حرامُ
فانا قد سمعنا بیتَ شِعْرٍ شَبِیہَ الدُّرِّ زَیَّنَہُ النِّظَامُ
اذا وَافٰی صدیقُک مَن تُعادی فقد عاداک وَانْفَصل الکلامُ

تیرا دوست وہ ہے جو تیرے دشمن کو دشمن جانے، اس وقت تک جب تک کہ کبوتریاں گاتی رہیں۔

اور جو بلا پس وپیش تیرا قرض ادا کردے، اور اس پر کبھی بھی احسان نہ جتائے۔

اگر تیرا دوست تیرے دشمن سے محبت رکھتا ہو، اور تجھ پر دشمن کے تیر چلنے پر خوش ہوتا ہو، ایسا آدمی یقیناً تیرا دشمن ہے تو اس سے پرہیز کر اور اس کی صحبت کو حرام سمجھ۔

اس لئے کہ ہم نے ایک بہترین شعر سنا ہے، جو قافیہ بندی میں موتیوں کے بار سے مشابہ ہے۔

جب تیرا دوست تیرے دشمن سے وفاداری کرے تو بات ختم ہوگئی وہ تیرا دوست نہیں دشمن ہے۔ (دیوان الامام الشافعی ص ۲۱۶، اختیار الاصدقاء)

بعض مرتبہ تو معمولی معمولی بات پر قدیم رواسم بگڑتے دیکھے گئے، یقین نہیں آتا کہ ان

قدر خوش گوار تعلقات میں اتنی ذراسی بات پر دوری ہوسکتی ہے۔

بس ذراسی بات سے برسوں کے یارانے گئے
اور پھر بھی اتنا تو ہوا کہ لوگ پہچانے گئے

کسی کا تجزیہ ہے اور خوب ہے۔

یاد رکھنا کہ یہ آنکھوں پہ بٹھانے والے
ایک ہی لغزش سے نگاہوں سے گرادیتے ہیں

افسوس تو یہ ہے کہ پرائے تعلقات نہیں اپنوں سے سے ناراضگی نے ایسی مثالیں رقم کیں جس پر فالی اللہ المشتکی کا جملہ ہی کہا جاتا ہے۔

تم تو غیروں کی بات کرتے ہو ہم نے اپنے بھی آزمائے ہیں
لوگ کانٹوں سے بچ نکلتے ہیں ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں

سچی بات ہے کہ اس پرفتن درو میں مخلص دوست کا فقدان ہے، کس پر اعتماد کیا جائے، بعض اہل محبت کے ترک تعلق سے جو غم پہنچتا ہے وہ ناقابل بیان ہے، ایسے بھی دیکھے گئے کہ دوستی بعد نہ صرف ان کی برائی کرتے نظر آئے بلکہ ان کی مسرت غم کا باعث بنی، امام شافعی رحمہ اللہ نے ایسے جفا کار کی کتنی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

اِنّی صَحِبْتُ النّاسَ ما لهم عددٌ وكنتُ اَحْسبُ اَنِّی قد مَلَئتُ یدی
لمّا بلوتُ اَخِلّائِی فوجدتُّهم كالدَّهر فی الغَدْر لم یُبْقوا علی احدِ
ان غِبتُ عنهم فشرُ النّاسِ یَشْتِمُنی وان مَرِضْتُ فخیر النّاس لم یَعُدِ
وان رَاَوْنِی بخیرٍ ساء هُم فَرْحی وان رأونی بِشَرٍّ سَرَّهُم نَكِدِی

میں نے بیشمار لوگوں کی صحبت اختیار کی، اور میں یہ سمجھتا رہا کہ میں نے ان کا اعتماد

حاصل کرلیا۔

جب میں نے دوستوں کو آزمایا تو دھوکہ دہی میں مثل زمانہ پایا جنہوں نے کسی کو نہیں بخشا۔

میری عدم موجودگی میں شریروں نے مجھے برا بھلا کہا اور بیماری میں اچھے اچھے لوگوں نے بھی میری عیادت نہیں کی۔

جب انہوں نے مجھے خوش دیکھا تو وہ ناراض ہوئے، اور جب مجھے کوئی غم لاحق ہوا تو میرے غم نے انہیں خوش کردیا۔ (دیوان الامام الشافعی ص۱۱۵، اختیار الاصدقاء)

کوثر نے خوب کہا ہے ۔

بہت سادہ سا اصول دوستی کوثر اپنا
جوان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

بہتر ہے پرانے تعلقات کو خوب نبھایا جائے کہ یہ شریعت کی منشاء اور اسلام کا تقاضا ہے، اور اخلاقی فریضہ بھی، اور جو بے وفا دوری ہی اختیار کرنا چاہے اس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ۔

كُنْ سَائرا فی ذَا الزّمان بِسَيْرِه و عن الوَرٰى كُن رَاهِبا فی دَيْرِه
وَاغْسِل يدَيْک من الزّمان واَهْله واحْذَرْ مَودَّتَهُم تَنَلْ من خَيره
انّی اطّلعْتُ فلمْ اجدْ لِی صاحبًا اَصْحَبُه فی الدَّهر ولا فی غيره
فتركتُ اَسفَلَهُم لِكثرة شَرّه وتركتُ اَعْلاهُم لِقِلَّة خَيْرِه

زمانے کے ساتھ زمانہ کی رفتار سے چلو، اور شریروں سے دَیر کے ساکن راہبوں کی طرح الگ رہو۔

زمانہ اور اہل زمانہ سے امید لگانا چھوڑ دے، اور کثرت اختلاط سے بچ تو ان کی بھلائی پائے گا۔

میں تلاش کے باوجود نہیں پاسکا کوئی ایسا مخلص جس کو میں دائمی یا وقتی طور پر اپنا دوست بناسکوں۔

انجام کار میں نے اسفل کو کثرت شر کی وجہ سے اور اعلی کو قلت خیر کی باعث چھوڑ دیا۔

(دیوان الامام الشافعی ص ۱۴۳، لم اجد لی صاحبا)

اور ان سے کہہ دیا جائے۔

اچھا کیا جو مجھ کو فراموش کر دیا ہے
وابستہ میری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں

بعض واقعات ایسے لوگوں سے رونما ہوئے کہ دور دور تک اس کا گمان بھی نہ تھا ان میں بھی اس قدر جدائی ہوجائے گی؟۔

مہر کی تجھ سے توقع تھی سو ستمگر نکلا
اور موم سمجھا تھا تیرے دل کو پتھر نکلا

بعض ایسے دوست بھی دیکھے کہ زبان سے دوستی کا اظہار، مگر۔

ہم تو دشمن کو بھی انمول سزا دیتے ہیں
ہاتھ اٹھاتے نہیں نظروں سے گرا دیتے ہیں

بہت سوچ سمجھ کر دوستی کرنی چاہئے، حقیقی دوست اور محبت کرنے والے کم ہی رہ گئے۔

یوں تو دنیا میں سبھی پیر وجواں ملتے ہیں
جو محبت سے ملے ایسے کہاں ملتے ہیں

ہرایرے غیرے اورسلام ومصافحہ کرنے سے والے سے احتیاط کیا جانا چاہئے ؂

تم تکلیف کو بھی افلاس سمجھتے ہو
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

دوستی میں عزت ووقار کے گت گائے جاتیں ہیں، اور بڑے القاب اورآداب سے نوازا جاتا ہے، حضرت حضرت کے لفظ کے بغیر بات نہیں ہوتی، مگر جہاں ذرا کچھ ہوا تو پہلے حضرت چھوٹا، پھر مولانا سے مولوی ہوا، پھر آپ سے تم اور تم سے تو تک کی نوبت آگئی ؂

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی
آپ سے تم، تم سے تو ہونے لگی

اور ایسا بھی ہوا کہ ایک مرتبہ جو تعلق ٹوٹا تو معافی اور درگذر کا نام نہیں، اپنی انانیت کا کچھ بھوت ایسا سوار ہوجاتا ہے کہ قرآن واحادیث کی نصائح عبادت گذاروں سے بھی اوجھل ہوجاتے ہیں ؂

اب کے بچھڑے تو پھر خدا جانے
ہم تمہیں عمر بھر نہ ملیں

مگر سب اس قدر سخت دل نہیں ہوتے ایسے بھی دیکھے گئے کہ ذرا سی نصیحت پر یا ادنی سی توجہ پر گلے مل گئے اور ؂

گلے لگتے ہی جتنے تھے سب گِلے بھول گئے
وگرنہ یاد تھیں ہم کو شکایتیں کیا کیا

تو بہ ان اوراق کی تحریر کے وقت ذہن کہاں منتشر ہوگیا، اور کچھ اپنے ساتھ بیتی ہوئی یادیں بھی زخمی دل کے ساتھ قلم کی ترجمانی کرنے لگیں۔

اولا اپنے آپ سے پھر ناظرین سے مؤدبانہ وعاجزانہ درخواست ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اپنے پرانے تعلقات کو ختم نہ کیجئے، دل کو بڑا رکھئے، قلبی وسعت مردانہ صفت ہے، اور دل کی تنگی زنانہ اور بزدلانہ قباحت لئے ہوئے ہے۔ اور خصوصا مسائل دینیہ میں اختلاف کی وجہ سے قطع تعلق تو عقل سے ماوراء اور بہت ہی کم ظرفی کی دلیل ہے۔

بہترین دوست کون ہے؟

یہ بھی ضروری ہے کہ: اچھے دوست کا انتخاب کیا جائے، اور اچھا دوست کون ہے؟ حدیث شریف میں ہے:

''عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : خير الاصحاب عند الله خيرُهم لصاحبه، وخير الجِيران عند الله خيرُهم لجاره''۔ (ترمذی، باب ماجاء فی حق الجوار، كتاب البر و الصلة، رقم الحديث:۱۹۴۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کے نزدیک (ثواب وفضیلت کے اعتبار سے) دوستوں میں بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کا بہترین خیرخواہ ہو، اور اللہ تعالی کے نزدیک پڑوسیوں میں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کا بہترین خیرخواہ ہو۔

اللہ تعالی ان اوراق کو نافع بنائے، اور اللہ کرے راقم وناظرین کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۱۵؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق: ۱؍نومبر ۲۰۲۰ء

بروز اتوار

مقدمہ

قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے ہر کام میں اعتدال کی تعلیم دی ہے، اس لئے دوستی اور دشمنی میں بھی اعتدال کا دامن ہرگز چھوڑنا نہیں چاہئے۔ چند آیات اور احادیث کے ترجمے درج ہیں:

اعتدال اور میانہ روی......آیات کریمہ

اعتدال کے لفظی معنی ہیں برابر ہونا۔ (معارف القرآن ص۳۶۶ ج۱)

(۱)......اور (مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے۔

(پ:۲/ سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۴۳)

(۲)......حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری، اور ترازو بھی، تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

(پ:۲۷/ سورۂ حدید، آیت نمبر:۲۵)

اعتدال اور میانہ روی......احادیث نبویہ

(۱)......اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے، اور انسانوں سے دوستی عقل ہے، اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۸۶ ج۱۴، باب الاقتصاد فی النفقة، رقم الحدیث:۶۲۹۷)

(۲)......اعتدال نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی التأنی والعجلة، ابواب البر والصلة، رقم الحدیث:۲۰۱۰)

(۳)......اے لوگو! اعتدال اور میانہ روی کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر دینے سے)

نہیں اکتاتے یہاں تک کہ تم (عبادت کرنے سے) اکتا جاؤ۔

(ابن ماجہ، باب المداومة علی العمل ، کتاب الزهد ، رقم الحديث:۴۲۴۱)

(۴)......اعتدال کو لازم پکڑو تم منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

(بخاری، باب القصدِ والمُداومة علی العمل ، کتاب الرقاق ، رقم الحديث:۶۴۶۳)

(۵)......نیکی والا اعتدال پر رہے اور اعتدال کے قریب قریب رہے تو اس سے (خیر کی) امید رکھو۔(ترمذی، باب منه [ان لکل شیء شرة] ابواب صفة القيامة ، رقم الحديث:۲۴۵۳)

(۶)......حضرت ثابت بن مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بہتر امور میں درمیانہ پن ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۶۱ ج۵، باب الاقتصاد فی النفقة و تحريم اكل المال الباطل ، رقم الحديث:۶۶۰۱)

دوستی و دشمنی میں اعتدال اختیار کرو

(۱)......عن ابی هريرة –أراه رفعه– قال : اَحْبِب حبيبک هونًا ما ، عسی أن يکون بَغِيضک يوما ما ، و اَبْغِض بغيضک هونًا ما ، عسی أن يکون حبيبک يومًا ما۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الاقتصاد فی الحب والبغض، ابواب البر والصلة ، رقم الحديث:۱۹۹۷)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اگر کسی سے محبت کرے تو بہت زیادہ محبت نہ کر، ہوسکتا ہے کہ کسی دن تجھے اس سے بغض ہوجائے ،اور جس سے تجھے بغض ہوتو وہ بہت زیادہ نہ کر ہوسکتا ہے کہ کسی دن اس سے محبت ہوجائے۔

(۲)......عن زيد بن اسلم عن أبيه قال : قال لی عمر بن الخطاب : يا اسلم ! لا يکن حبک کَلَفا ، ولا يکن بغضک تلفًا ، قلت : و کيف ذلک ؟ قال : اذا أحببت فلا تکلف کما يکلف الصبیّ بالشیء يحبُّه ، و اذا ابغضت فلا تبغض بغضا تحب أن يتلف صاحبک و يهلک۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۸۱ ج۱۱، باب الحب والبغض ، رقم الحديث:۲۰۲۶۹)

ترجمہ:......حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے اسلم ! تیرا کسی سے دوستی کرنا دیوانگی کی حد تک نہ ہو، اور تیرا کسی سے بغض رکھنا بھی تلف کرنے کی حد تک نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جیسے بچہ کسی چیز سے محبت کرتا ہے،(تکلف سے زیادہ زبردستی کرتا ہے) تو ایسی محبت نہ کر(کہ سب کچھ اسی کو سمجھ لے)۔اور جب تو بغض کرے تو جس سے بغض ہو اسے تم (ایسا نہ چاہو کہ تیرا دشمن) ہلاک ہی ہوجائے۔

قومیں حد سے بڑھنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں

(۳)......الحسن يقول : أحبُّوا هونًا وأبغضوا هونًا ، فقد أفرط اقوام فى حبِّ اقوام فهلكوا ، وأفرط اقوام فى بغض اقوام فهلكوا ، لا تفرط فى حبّك ، ولا تفرط فى بغضك ، من وجد دون أخيه سترا فلا يكشف ، لا تجسس اخاك فقد نهيت ان تجسسه ، لا تحقر عليه ولا تنفر عنه۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۸۱ ج۱۱، باب الحب والبغض ، رقم الحديث:۲۰۲۷۰)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تم لوگ جب کسی سے محبت (اور دوستی کرو) تو ہلکی پھلکی کرو، اور اگر دشمنی کرو تو بھی اسی طرح، بیشک بہت سی اقوام نے محبت میں غلو کیا تو وہ ہلاک ہوگئیں، اور بہت سی اقوام بغض میں افراط سے بڑھیں تو وہ بھی ہلاک ہوگئیں، لہذا محبت اور بغض (دوستی و دشمنی) میں حد سے نہ بڑھو۔

(۴)......ابوالعباس يقول : يقال اذا سمعت كلمة من حاسد فكن كأنك لست بالشاهد ، ولا تزهد فى معروف ، فان الدهر ذو صروف ، واذا أحببت فلا تفرط واذا ابغضت فلا تشطط۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۶۱ ج۵، باب الاقتصاد فى النفقة وتحريم اكل المال الباطل ، رقم الحديث:۶۶۰۰)

ترجمہ:......حضرت ابوالعباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تم جب حاسد سے کوئی لفظ سنو تو یوں ہو جاؤ جیسے تم وہاں موجود ہی نہیں ہو۔ اور کسی نیکی کے کرنے سے بے رغبتی نہ کر، اس لئے کہ زمانہ بڑا گردش کر رہا ہے۔ اور جب تو محبت کرے تو محبت میں حد سے تجاوز نہ کر اور جب دشمنی کرے تو اپنی دشمنی میں حد سے نہ بڑھ۔

اللہ تعالی نے بھی ظلم کا بدلہ لینے میں بھی حد سے زیادتی کو منع فرمایا:

﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ط وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴾

(پ:۱۴/سورۂ نحل، آیت نمبر:۱۲۶)

ترجمہ:......اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔اور اگر صبر ہی کر لو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالی نے عداوت ودشمنی میں اعتدال کا حکم کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا ﴾۔(پ:۶/سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۸)

ترجمہ:......اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو۔

وابغض اذا ابغضت بغضا مباعدًا

(۵)......عن ابی اسحاق قال علی بن ابی طالب یتمثل بشیء من الشعر ؎

فکن معدنا للحلم واصفح عن الاذی — فـانک رائی ما علمت و سامع

فـأحـب اذا أحببـت حبـا مـقـاربا — فـانک لا تدری متی انت فارغ

وابـغـض اذا ابغضت بغضا مباعدًا — فانک لا تدری متی الود راجع

ترجمہ:......حضرت ابو اسحاق سے مروی ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض اشعار میں فرمایا:

حلم کی کان بن جاؤ اور ایذارسانی سے درگذر کرو،اس لئے کہ تمہیں جو سنایا جاتا ہے وہ تم دیکھ لو۔

جب تم محبت کرو تو درمیانی محبت کرو،اس لئے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارا دل محبت سے کب فارغ ہو جائے۔

اور جب دشمنی کرو تو دشمنی کی حد تک دشمنی کرو، اس لئے کہ نہ معلوم کب دشمنی محبت میں بدل جائے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۶۲ ج۵، باب الاقتصاد فی النفقة وتحریم اکل المال الباطل ، رقم الحدیث:۶۶۰۲)

تعلق نبھانا اچھی خصلت ہے اور تعلق توڑنا کمینہ خصلت ہے

(۶)......قال الشعبی : یا اعمش ! کرام الناس اسرعهم مودّة ، وابطأهم عداوة مثل الکوب من الفضة یبطیء الانکسار و یسرع الانجبار ، ولئام الناس ابطأهم مودّة واسرعهم عداوة مثل الکوب من الفجار سریع الانکسار و یبطی ء الانجبار۔

ترجمہ:......حضرت شعبی نے حضرت اعمش سے فرمایا: اے اعمش ! لوگوں میں اچھے لوگ وہ ہیں جو جلدی محبت اور دوستی کرتے ہیں اور دشمنی کرنے میں بڑی دیر کرتے ہیں، جیسے چاندی کے برتن ٹوٹنے میں دیر کرتا ہے اور جڑنے میں جلدی جڑ جاتا ہے۔ اور کمینہ خصلت وہ لوگ ہیں جو دوستی کرنے میں دیر کرتے ہیں، اور دشمنی میں جلدی کرتے ہیں، مٹی کے پیالے کی طرح جو ٹوٹتا تو جلدی ہے، مگر جڑتا جلدی نہیں ہے۔ (دوستی توڑنے میں کوئی خیر نہیں)

(شعب الایمان بیہقی ص۳۲۸ ج۶، باب فی حسن الخلق ، فصل فی ترک الغضب ، رقم الحدیث:۸۳۷۱)

کسی عربی شاعر نے کہا ہے۔

و لست اقطع اخوانی بزلتهم لا خیر فی قاطع الاخوان بالزلل

میں اپنے دوستوں کی غلطیوں کی وجہ سے ان کے ساتھ تعلق نہیں توڑتا، اس لئے کہ دوستوں کی غلطیوں پر تعلق توڑنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ (حوالۂ بالا ص۳۲۹)

سفر میں ایسے دوست کو نہ لیجائے جس سے تعلق منقطع ہو جائے

(۷)......عن مكحول الأزدی قال : قلت للحسن : انی أريد ان اخرج الی مكة ' قال : لا تصحبن رجلا يكرم عليك فينقطع الذی بينك و بينه۔

ترجمہ:......حضرت مکحول ازدی فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ: میں مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: ایسے شخص کے ساتھ نہ جانا جو تیرے اوپر مہربانی کرے جس کے نتیجہ میں وہ تعلق منقطع ہو جائے تو تیرے اور اس کے درمیان ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۲۷ ج۶، باب فی حسن الخلق ، فصل فی ترک الغضب ، رقم الحدیث:۸۳۶۶)

نئی دوستی کی وجہ سے پرانے دوستوں کو مت چھوڑنا

(۸)......قال سليمان بن داود لابنه : يا بنی ! عليك بخشية الله ، فانها غاية كل شیء ، يا بنی ! لا تقطع امرا حتی تشاور فيه مرشدا ، يا بنی ! عليك بالحبيب الاول فان الحبيب الأخير لا يعدله۔

ترجمہ:......حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت فرمائی: اے بیٹے ! اللہ تعالی کے خوف کو لازم پکڑو، بیشک وہ ہر چیز کی غرض ومقصد ہے، اے بیٹے ! کسی معاملہ کو پکا اور طے نہ کرو یہاں تک کہ اس بارے میں کسی رہبر سے مشورہ کرلے، اے بیٹے پہلے دوست کو لازم پکڑو، بیشک آخری (نیا) دوست پہلے (پرانے) دوست کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(۹)......الشعبی قال : لا تستبدلن صديقا قديما بصديق جديد ' فانه لا ينصحك۔

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نئی دوستی کی وجہ سے پرانے دوست کو مت چھوڑ، اس لئے کہ وہ تمہارا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۳۲ ج۶، باب فی حسن الخلق ، فصل فی ترک الغضب ، رقم الحدیث:۸۳۹۲/۸۳۹۳)

شریعت نے یہاں تک تعلقات کو نبھانے کی ترغیب دی کہ والدین کے انتقال کے بعد بھی ان کے دوستوں سے بھی تعلقات کو برقرار رکھا جائے۔

والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں سے تعلقات نبھانا

(۱۰)......عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اِن من أبَرِّ الْبِرِّ صلةَ الرجل اهل وُدِّ ابيه بعد ان يُّوَلِّيَ۔

(مسلم، باب فضل صلة اصدقاء الاب والام و نحوهما ، كتاب البر والصلة والادب ، رقم الحديث:۲۵۵۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے اعلیٰ نیکیوں میں سے ایک اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والد کے وصال کے بعد (یا ان کی غیر موجودگی میں) ان کے دوستوں کے ساتھ احسان وسلوک کرے۔

(۱۱)......عن ابی اُسيدٍ مالک بن ربيعة الساعدی قال : بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ جاء ه رجل من بنی سلِمة فقال : يا رسول الله ! هل بَقِيَ مِن بِرِّ أبویَّ شیء أبَرُّهُما به بعد موتهما ؟ قال : نعم ، الصلوة عليهما ' والاستغفار لهما ، واِنفاذُ عهدهما من بعدهما ' وصلة الرحم التی لا توصل اِلّا بهما ' واكرام صديقهما

ترجمہ:......حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ

کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنوسلمہ کے ایک صاحب نے آ کرعرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا کوئی حصہ ابھی باقی ہے جس کو میں ان کی وفات کے بعد پورا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ان کے لئے دعا کرو، استغفار کرو، ان کی وفات کے بعد ان کی (جائز) وصیت کو پورا کرو، اورصرف ان کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں سے سلوک کرو، اوران کے دوستوں کی عزت کرو۔

(ابوداوٗد، باب فی بر الوالدین ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۵۱۴۲۔ابن ماجہ، باب صلی من کان ابوک یصل ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۳۶۶۴)

آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے لئے ہدیہ بھیجنا

(۱۲)......عن عائشة قالت : ما غِرُتُ على احد من نساء النبى صلى الله عليه وسلم ما غِرُتُ على خديجة وما رأيتها ' ولكن كان النبى صلى الله عليه وسلم يكثر ذكرها و ربما ذبح الشأة ثم يقطعها اعضاء ثم يبعثها فى صدائق خديجة ' فربما قلتُ له : كأنه لم يكن فى الدنيا الا خديجة ' فيقول انّها كانت و كانت و كان لى منها ولد۔

(بخاری، باب تزويج النبى صلى الله عليه وسلم خديجة و فضلها ، كتاب مناقب الانصار ، رقم الحدیث:۳۸۱۸)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جتنی غیرت میں آپ ﷺ کی ازواج میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کرتی تھی اتنی کسی سے نہیں کرتی تھی، حالانکہ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن آپ ﷺ ان کا بہت ذکرفرمایا کرتے تھے، اوراکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کوئی بکری ذبح کرتے، پھراس کا عضوکاٹ کر بوٹیاں بناتے، پھراس گوشت کوان عورتوں کے ہاں بھیجتے جوحضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کی سہیلیاں تھیں، بعض اوقات میں آپ ﷺ سے عرض کرتی: گویا کہ دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور عورت اتنی خوبیوں والی ہے ہی نہیں، تو آپ ﷺ فرماتے: وہ تو واقعی ایسی ہی تھیں، اور پھر میری اولاد بھی تو انہیں کے بطن سے ہیں۔

آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی کا اکرام کرنا

(۱۳)......عن عائشة قالت : جاء ت عجوز الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال لها من انت ؟ قالت جثامة المزنية ، قال : بل انت حنانة المزنية ، كيف انتم ؟ كيف حالكم ؟ كيف كنتم بعدنا ؟ قالت : بخير بابى انت و امى يا رسول الله ! فلما خرجت قلت : يا رسول الله ! تقبل هذه العجوز هذا الاقبال ؟ فقال يا عائشة ! انها كانت تأتينا زمان خديجة ، وان حسن العهد من الايمان۔

(كنز العمال ، ام المؤمنين خديجة رضى الله عنها ، فضائل ازواجه صلى الله عليه وسلم مفصلة ، رقم الحديث:۳۷۷۶۵)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک بڑھیا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جثامہ مزنیہ ہوں، آپ نے فرمایا: بلکہ تم حنانہ مزنیہ ہیں، (پھر آپ ﷺ نے پوچھا:) تم کیسی ہو؟ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم کیسی رہی؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں خیریت سے ہوں، جب وہ چلی گئیں تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس بڑھیا کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ عورت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے زمانہ میں ہمارے پاس آتی تھیں بلا شبہ گزرے زمانے کی پاس داری ایمان کا حصہ ہے۔

کبھی کبھی ملاقات کرتے رہو تو تمہاری محبت زیادہ ہوگی

دوستی قائم رہے اور تعلقات کو نبھایا جائے اسی لئے آپ ﷺ نے یہ بھی تعلیم دی کہ دوست واحباب اور عزیز واقارب سے ملنے جلنے میں اعتدال اختیار کیا جائے، اور بار بار ملنے سے احتراز کرنا چاہئے اور وقفے وقفے سے ملا کریں تا کہ محبت قائم رہے، حدیث شریف میں ہے:

(۱۴)......عن ابی هريرة قال : قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم : یا ابا هريرة ! زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔

(مجمع الزوائد ص۲۲۶ ج۸، باب الزيارة و اكرام الزائرين ، كتاب البر والصلة ، رقم الحديث: ۱۳۶۰۴/۱۳۶۰۵/۱۳۶۰۶/۱۳۶۰۷/۱۳۶۰۸۔ معجم اوسط طبرانی، باب الالف : احمد بن ابراهيم رقم الحديث:۱۷۵۴۔ من اسمه ازهر ، رقم الحديث:۳۰۵۲۔ من باب الميم :من اسمه محمد ، رقم الحديث:۵۶۴۱)

ترجمہ:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! کبھی کبھی ملاقات کرتے رہو تو تمہاری محبت زیادہ ہوگی۔

(۱۵)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:..أين كنت أمس يا ابا هريرة ؟ قال : زرت ناسا من أهلی ، فقال : يا أبا هريرة : زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔

(شعب الایمان بیہقی ص۳۲۸ ج۶، باب فی حسن الخلق ، فصل فی ترک الغضب ، رقم الحديث:۸۳۷۱)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوہریرہ! کل کہاں تھے؟ انہوں نے عرض کیا: میں اپنے بعض رشتہ داروں سے

ملنے گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! کبھی کبھی ملاقات کرتے رہو تو تمہاری محبت میں اضافہ ہوگا۔

حسن بن علاء ہلالی نے اس حدیث کی صحیح ترجمانی کی ۔

لا تكثرن من الزيادة انها اذا كثرت كانت الى الهجر مسلكا

الم تر ان الغيث يسام دائما ويطلب بالأيدى اذا هو امسكا

ملنے اور زیارت کی کثرت نہ کیجئے، بیشک قصہ یہ ہے کہ جب اس کی کثرت ہو جائے گی تو جدائی کا سفر شروع ہو جائے گا۔

کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ بارش ہمیشہ برستی ہے تو تھکا دیتی ہے اور جب نہیں آتی تو ہاتھ اٹھا کر مانگی جاتی ہے۔

(شعب الایمان بیہقی ص ۳۲۷ ج ۶، باب فی حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب، رقم الحدیث: ۸۳۶۴)

دوستوں کی غلطیوں سے تغافل برتنا مروت ہے

(۱۶)......قال عمرو بن عثمان المكى : المروءة التغافل عن زلل الاخوان۔

ترجمہ:......عمرو بن عثمان مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مروت کہتے ہیں دوستوں کی غلطیوں سے تغافل برتنے اور صرف نظر کرنے کو۔

جو شخص بے عیب دوست تلاش کرتا ہے ہمیشہ بغیر دوست کے رہتا ہے

(۱۷)......قال الفضيل بن عياض : من طلب أخا بلا عيب بقى بلا أخ۔

(شعب الایمان بیہقی ص ۳۳۰ ج ۶، باب فی حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب، رقم الحدیث: ۸۳۸۱/۸۳۸۳)

ترجمہ:......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص بے عیب دوست تلاش کرتا ہے ہمیشہ بغیر دوست کے رہتا ہے۔

دوست کے عیب سے تیرا چشم پوشی کرنا

اذا مـا أخـي يـومـاً تولـى بوده وأنـكـرت منه بعض ما كنت أعرف

عـطـفـت عـلـيـه بـالـمودة أنني على مذنب الاخوان بالود أعطف

ولسـت أجـازيـه قبيـح الذى أتى ولا راكبـاً مـنـه الـذى يتـخوف

واغماضک العينين من عيب صاحب لـعـمـرک أبـقى للاخاء وأشرف

جب میں کسی دن بھائی چارہ کرتا ہوں تو اس کی دوستی کا دم بھرتا ہوں، اور اس کی بعض کمزوریاں جنہیں میں جانتا ہوں انکار کردیا کرتا ہوں۔

میں محبت کے ساتھ اس پر مائل ہوتا ہوں، کیونکہ میں گنہگار احباب پر زیادہ شفیق ہوں دوستی کی وجہ سے۔

نہ تو میں اس کو اجرت دے سکتا ہوں ہر برے کام کی جن کا وہ ارتکاب کرتا ہے، اور نہ ہی میں اس کا ارتکاب کرتا ہوں جس سے وہ فکرمند ہوتا ہے۔

دوست کے عیب سے تیرا چشم پوشی کرنا تیری بقا کی قسم! لمبا کرتا ہے دوستی کو اور شرف عطا کرتا ہے۔

اپنے احباب سے جدائی میرا شیوہ نہیں ہے

ما كنت مذ كنت الا طوع خلانى ليسـت مـفارقة الاحباب من شأنى

يـجـنـى و أصـفـح عـنه حانيا ابدا لا شيء احسن من حان على جانى

میں اپنے دوستوں کا سب سے زیادہ فرماں بردار ہوں، اپنے احباب سے جدائی میرا

شیوہ نہیں ہے۔

وہ غلطی کرتا ہے تو میں ہمیشہ اس سے ازراہ شفقت درگذر کرتا ہوں، اس چیز سے زیادہ کوئی چیز خوبصورت نہیں ہے جو شخص غلطی کرنے والے پر شفقت کرے اور ترس کھائے۔

(شعب الایمان بیہقی ص ۳۲۸/۳۲۹ ج ٦، باب فی حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب، رقم الحدیث: ۸۳۷۳/۸۳۷۹)

حلت وحرمت کی تحقیق میں غلو

اس رسالہ میں حلت وحرمت کی تحقیق میں افراط وتفریط کی اصلاح کے متعلق آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار جمع کئے گئے ہیں۔آخر میں اہل علم کے لئے اس موضوع کے متعلق حضرات فقہاء رحمہم اللہ کی چند عبارات بھی مع حوالہ نقل کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین ، و علی آلہ واصحابہ اجمعین ، اما بعد

غیر مسلم کی چیزوں میں حلت وحرمت کی تحقیق کی حد

مسئلہ:......غیر مسلموں کے مذہب کے اعتبار سے حلت وحرمت کو سمجھنے کے لئے ہم صرف اتنی بات کے مکلّف ہیں کہ جن چیزوں کے بارے میں ان کے یہاں حلال ہونے کی شہرت ہے، وہ ان کے لئے جائز اور حلال ہیں، اور جن چیزوں کے بارے میں ان کے یہاں حرام ہونے کی شہرت ہے وہی چیزیں ان کے لئے ناجائز اور حرام ہیں، مثلاً زنا ہر قوم و مذہب میں ناجائز ہے، لیکن خنزیر، شراب اور سود وغیرہ ان کے یہاں ناجائز نہیں، اور نہ ان کی تجارت ان کے یہاں ناجائز ہے، ان اصولوں کے ذریعہ جہاں تک ان کے مذہب کو پرکھا اور ناپا وتولا جا سکتا ہے وہ اتنا ہی ہے، اس سے زیادہ مسلمانوں کو ان کے مذہب کے متعلق کھود کرید کا مکلّف نہیں بنایا گیا ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ص ۲۴۴ ج ۲۴)

ان اوارق میں راقم نے ایسی روایتیں جمع کی ہیں جن میں بعض سے پتہ چلتا ہے کہ: مشتبہ اشیاء کے استعمال سے پہلے تحقیق کرنی چاہئے، اور بعض روایات میں صراحت ہے کہ ظاہر کا اعتبار کرنا چاہئے زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

شریعت میں حلال وحرام کے باب میں خاص حزم واحتیاط برتی گئی ہے، اور جہاں حلال وحرام دونوں پہلو جمع ہو جائیں تو وہاں حرام ہونے کو ترجیح دی گئی ہے۔

اسی اصل پر فقہاء نے مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ: دو حلال وحرام جانور کے اختلاط سے جو بچہ

پیدا ہو، اس کو احتیاطاً حرام ہی سمجھا جائے گا۔

شکار پر تیر پھینکا گیا اور وہ پہلے پہاڑ پر اور پھر اس سے زمین پر گرا تو احتمال اس کا بھی ہے موت تیر سے واقع ہوئی ہو، ایسی صورت میں اسے حلال ہونا چاہئے۔ امکان یہ بھی ہے کہ پہاڑ سے گرنا موت کا باعث بنا ہو، اگر ایسا ہو تو شکار حرام ہوگا۔ فقہاء نے دونوں احتمالات میں حرمت کے پہلو کو ترجیح دی اور ایسے شکار کو حرام کے زمرہ میں رکھا۔

چھری مسلمان کے ہاتھ میں ہو اور کوئی مشرک اس کا ہاتھ تھام کر جانور کے حلقوم پر چلائے تو ذبح میں اس مشرک کی شرکت کی وجہ سے احتیاطاً اسے حرام ہی قرار دیا جائے گا۔

(الاشباہ والنظائر، لابن نجیم ص ۱۱۰۔ حلال وحرام ص ۴۰)

حدیث شریف میں بھی مشتبہات سے بچنے کی تاکید بڑے بلیغ انداز میں کی گئی ہے۔

حلال وحرام ظاہر ہے، اوران کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں

(۱)......عن النعمان بن بشير رضى الله عنه قال : قال النبى صلى الله عليه وسلم : الحلال بيّن و الحرام بيّن ، و بينهما امور مشتبِهة ، فمن ترك ما شُبِّه عليه من الاثم كان لما استَبَان اَتْرَك ، ومنِ اجْتَرأ على ما يَشُكُّ فيه من الاثم أوشك ان يُواقعَ ما استبان ، والمعاصى حِمَى الله ، من يرْتَع حَوْل الحِمى يوشك ان يُواقِعَه۔

ترجمہ:......حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حلال (بھی) ظاہر ہے اور حرام (بھی) ظاہر ہے، اوران کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، پس جس نے اس چیز کو ترک کردیا جس میں گناہ کا شبہ ہو تو جس میں گناہ ظاہر ہو وہ اس کو زیادہ ترک کرنے والا ہوگا، اور جس نے اس چیز پر جرأت کی جس میں گناہ کا شک ہو تو عنقریب وہ اس چیز میں مبتلا ہو جائے گا جس میں گناہ ظاہر ہو، اور تمام ممنوعہ کام اللہ تعالیٰ کی

خاص چراگاہ ہیں اور جو (جانور) بھی چراگاہ کے گرد چرے گا تو اس کا چراگاہ میں چلے جانے کا خطرہ ہے۔

(بخاری، باب الحلال بین والحرام بین و بینهما مشتبهات ،کتاب البیوع ، رقم الحدیث:۲۰۵۱)

شک کو چھوڑ کر اس کو اختیار کرو جس میں تم کو شک نہ ہو

(۲)......عن ابی الحَوُراء السَّعدی ، قال : قلتُ للحسن بن علی رضی الله عنه : ماحفِظتَ من رسول الله صلی الله علیه وسلم ؟ قال : حفظت منه : دَعْ ما یَریبُک الی ما لا یَرِیبُک ، فانّ الصدقَ اطُمأنینةٌ وانّ الکَذِب رِیبة۔

ترجمہ:......حضرت حوراء سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کون سی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے آپ ﷺ کی یہ حدیث یاد ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: جس چیز میں تم کو شک ہو اس کو چھوڑ کر اس کو اختیار کرو جس میں تم کو شک نہ ہو، کیونکہ صدق میں طمانیت ہے اور کذب میں شک ہے۔

(ترمذی، باب ، ابواب صفة القیامة ، قبل ابواب صفة الجنة ، رقم الحدیث:۲۵۱۸۔نسائی، الحث علی ترک الشبهات ، کتاب الاشربة ، رقم الحدیث:۵۷۱۳)

اس لئے ہر کام میں احتیاط کا پہلو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، خصوصا علماء اور خواص کو مشتبہات سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، عوام کی اتنی ذمہ داری نہیں جتنی خواص کی ہے۔

ہمارے معاشرہ میں اس مسئلہ میں افراط اور تفریط پائی جاتی ہے، ایک گروہ وہ ہے کہ ہر چیز حلال، کوئی تحقیق کی ضرورت نہیں، ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں میں اگر آدمی مرغی اور

گوشت سے پرہیز کرلے تو کیا قیامت ٹوٹ جائے گی، عمرہ اور حج کا مبارک سفر ہے، اور ہوائی جہاز کے غیر محتاط کھانے میں ذرا بھی احتیاط نہیں، کسی بھی ریسٹورنٹ میں جا کر جو مل گیا سب حلال۔

اور ایک جماعت ہر چیز میں بال کی کھال نکالنے پر تلی ہوئی ہے، ہر چیز حرام، ہر چیز میں تحقیق، ہر ایک پر شک وشبہ یہ بھی غلو ہے، اللہ تعالی نے ہمیں اس کا مکلّف نہیں بنایا۔ ہاں کوئی فرد اپنی ذات میں احتیاط کرے اور پورا تقوی اختیار کرے اور ہر مشکوک چیز سے بچے تو ٹھیک ہے، مگر دوسروں پر اس نظریہ کو تھوپا نہیں جاسکتا۔

راقم نے اس مختصر رسالہ میں اس موضوع پر روایات اور فقہاء کی عبارتیں جمع کی ہیں، اس کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس معاملہ میں اعتدال کا راستہ اختیار کریں اور افراط وتفریط سے بچیں۔ نہ تو ہر چیز میں شک وشبہ پیدا کریں اور نہ ہی ہر چیز میں بے احتیاطی کریں۔

اللہ تعالی ان اوراق کو نافع بنائے، اللہ کرے راقم و ناظرین کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۱۶/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق: ۲ نومبر ۲۰۲۰ء

بروز پیر

تحقیق کی روایتیں

ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں کی جائے گی

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه : عن النبی صلی الله عليه وسلم قال : يأتی على الناس زمان لا يبالی المرء ما أخذ منه ، اَمِنَ الحلال أم مِن الحرام ؟۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی شخص یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال کہاں سے لیا ہے، آیا حلال ذریعہ سے حاصل کیا ہے یا حرام ذریعہ سے لیا ہے۔

(بخاری، باب من لم يبال من حيث كسب المال ، كتاب البيوع ، رقم الحديث:۲۰۵۹)

آپ ﷺ کا صدقہ کے خیال سے کھجور تناول نہ فرمانا

(۲)......عن انس رضی الله عنه قال : مرّ النبی صلی الله عليه وسلم بتَمْرةٍ فی الطَّريق قال : لولا أنِّی اخاف أن تكون من الصّدقة لأكلْتُها۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی کھجور ہوگی تو میں اسے کھالیتا۔

(بخاری، باب اذا وجد تمرة فی الطريق ، كتاب فی اللقطة ، رقم الحديث:۲۴۳۱)

(۳)......عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه و سلم قال : انی لانقلب الی اهلی ، فأجد التمْرة ساقطة على فراشی فأرفعها لأكُلَها ، ثم أخشی أن تكون صدقة فأُلْقِيَها۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کبھی میں اپنے گھر کی طرف لوٹتا ہوں تو کھجور اپنے بستر پر پڑی ہوئی پاتا ہوں، پس میں اس کو کھانے کے لئے اٹھاتا ہوں، پھر خیال آتا ہے کہ یہ صدقہ کی ہوگی تو واپس رکھ دیتا ہوں۔

(بخاری، باب اذا وجد تمرة فی الطریق ، کتاب فی اللقطة ، رقم الحدیث:۲۴۳۲)

شکار میں شبہ ہو جائے تو مت کھاؤ

(۴)......عن عدی بن حاتم رضی الله عنه قال : سألت النبی صلی الله علیه وسلم فقال : اذا أرسلت کلبک المُعَلَّم فقتل فکُلُ ، واذا أکل فلا تأکل ' فانّما امسک علی نفسه ، قلتُ اُرسِل کلبی فأجد معه کلبا آخر ؟ قال : فلا تأکل ، فانّما سمّیُتَ علی کلبک ولم تُسَمِّ علی کلب آخر۔

ترجمہ:......حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ سے (کتے کے شکار کے بارے میں) سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نے اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑا اور اس نے (شکار) کو قتل کر دیا تو تم کھالو، اور جب اس نے (اس میں سے کچھ) کھالیا تو تم اس کو مت کھاؤ، کیونکہ اس کتے نے اس کو اپنے لئے شکار کیا ہے، میں نے کہا: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں، پھر میں اس کے ساتھ ایک اور کتا پاتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم مت کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور تم نے دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

(بخاری، باب اذا شرب الکلب فی اناء أحدکم فلیغسله سبعا ، کتاب الوضوء ، رقم الحدیث: ۱۷۵)

اسی طرح ایک حدیث میں شکار کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(۵)......وان وجدته غَرِيقا فى الماء فلا تأكل......فانک لا تدرى الماء قتله أو سَهْمُک۔

ترجمہ:......اگر تم شکار کو پانی میں غرق پاؤ تو اس شکار کو مت کھاؤ، اس لئے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ وہ جانور پانی میں غرق ہونے کی وجہ سے مرا ہے یا تمہارے تیر سے مرا ہے۔

(مسلم، باب الصید بالکلاب المعلّمة والرمی ، کتاب الصید والذبائح ، رقم الحدیث:۱۹۲۹)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو احتیاطا پردہ کا حکم

(۶)......انّ عائشه رضى الله عنها قالت : ان عُتبة بن ابى وقّاص عَهِد الى أخيه سعد بن ابى وقّاص أن يقبِض اليه ابنَ وليدة زمعة ، قال : عُتبة : انه ابنى ، فلمّا قدِم رسول الله صلى الله عليه وسلم زمن الفتح أخذ سعد ابن وليدةِ زمعةَ فأقبل به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقبل معه بعبد بن زمعة : فقال سعد : يا رسول الله ! هذا ابن اخى عهِد الىَّ انه ابنه ، فقال عبد بن زمعة : يا رسول الله ! هذا اخى ابن وليدة زمعة وُلِد على فراشه ، فنظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ابن وليدة زمعة فاذا هو اشبهُ الناسِ به ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : هو لک يا عبد ابن زمعة ، من أجل أنّه ولد على فراش ابيه ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : احتجِبى منه يا سودةُ بنت زمعةَ ، مما رأى من شَبَهِه بعُتبة ، وكانت سودةُ زوجَ النبى صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی باندی کے بیٹے پر اس کی طرف سے قبضہ کرلیں، عتبہ نے کہا: کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے تو جب رسول اللہ ﷺ فتح

مکہ کے زمانہ میں آئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زمعہ کی باندی کے بیٹے کو پکڑا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور ان کے ساتھ ساتھ عبد بن زمعہ بھی گئے، پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، اس نے مجھ کو یہ وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے، پس عبد بن زمعہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے، زمعہ کی باندی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے زمعہ کی باندی کے بیٹے کی طرف دیکھا تو وہ تمام لوگوں سے زیادہ زمعہ کے مشابہ تھا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے، کیونکہ یہ تمہارے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سودہ بنت زمعہ! تم اس سے پردہ کیا کرو، کیونکہ آپ نے اس کی عتبہ کے ساتھ مشابہت دیکھی تھی، اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ (بخاری، باب ام الولد، کتاب العتق، رقم الحدیث: ۲۵۳۳)

تم کیسے اس کو اپنے نکاح میں رکھو گے؟

(۷)......عن عُقبة بن الحارث ' انه تزوّج ابنةً لابی اِهاب بن عزیز ' فأتَتْه امرأة فقالت : انّی قد أرضَعْتُ عُقبة ، والّتی تزوَّج بها ، فقال لها عُقبة : ما أعلم انَّكِ ارْضَعْتِنِی ' ولا أخْبَرْتِنِی ، فركب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم بالمدینة فسأله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : كیف وقد قیل ؟ ففارقها عُقْبة و نكحَتْ زوجا غیره۔

ترجمہ:......حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی پھر ان کے پاس ایک عورت نے آکر کہا: بے شک میں نے عقبہ کو اور اس کی بیوی کو دودھ پلایا ہے، حضرت عقبہ نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے

(پہلے) مجھے اس کی خبر دی تھی، پھر وہ سوار ہو کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ سے اس کے متعلق سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیسے (اس کو اپنے نکاح میں برقرار رکھو گے؟) حالانکہ اس کے متعلق کہا گیا ہے، پھر حضرت عقبہ اپنی بیوی سے الگ ہو گئے اور اس نے پھر کسی اور شخص سے نکاح کر لیا۔

(بخاری، باب الرّحلة فی المسالة النازلة و تعليم اهله ، كتاب العلم ، رقم الحديث:۸۸)

شک کی وجہ سے نماز نہ توڑے

(۸)......شكا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الرَّجلُ الذى يُخَيَّلُ اليه انّه يجد الشيء فى الصلوة ؟ فقال : لا ينفَتِلُ - أو لا ينصرف - حتى يسمع صوتا أو يجدَ ريحا۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ سے ایک صاحب نے یہ شکایت کی کہ: ان کو نماز میں یہ خیال آتا ہے کہ نماز میں کچھ ہو گیا ہے (ہوا خارج ہو گئی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز سے اس وقت تک نہ مڑے حتیٰ کہ وہ آواز سنے یا اس کو بدبو آئے۔

(بخاری، باب لا يتوضأ من الشک حتى يستيقن ، كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۱۳۷)

مجوس کے تہوار کا ہدیہ اور ان کے ذبح کی ممانعت

(۹)......اَنَّ امرأة سألت عائشة قالت : انّ لنا اظْآرا من المجوس ، وانه يكون لهم العيد فيُهدون لنا ؟ فقالت : أما ما ذُبح لذلك اليوم فلا تأكلوا ، ولكن كلوا من اشجارهم۔

ترجمہ:......ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ: ہماری کچھ مجوسی دائیاں ہیں، اور جب ان کی عید ہوتی ہے تو وہ ہمیں ہدیہ دیتے ہیں؟ تو حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں، اس دن کے لئے کچھ ذبح کیا جائے، تو تم اس کو نہ کھاؤ، لیکن تم ان کے درختوں سے کھا سکتے ہو۔

مجوس کے تہوار کے ہدیہ میں سے میوہ جات کھالیا کرو

(۱۰)......عن ابی برزة : أنه كان له سُكّان مجوس ، فكانوا يُهدُون له فی النَّيُروز و المِهُرجان ، فكان يقول لأهله : ما كان من فاكهةٍ فكُلوه ، وما كان من غير ذلك فرُدُّوُه۔

ترجمہ:......حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: کچھ مجوس ان کے پاس رہتے تھے، اور وہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو نیروز اور مہرجان کے موقع پر ہدیہ پیش کیا کرتے تھے، پس آپ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا: جو چیز میوہ جات کے قبیل سے ہوتو تم اس کو کھا لیا کرو اور جو چیز اس کے علاوہ ہوتو تم اس کو واپس کر دیا کرو۔

(۱۱)......عن مجاهد قال : لا تاكل من طعام المجوس الا الفاكهة۔

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تم مجوسیوں کے کھانے میں سے میوہ جات کے علاوہ کچھ نہ کھاؤ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۶/۳۶۷ ج۱۲، ما قالوا فيما يؤكل من طعام المجوس ، كتاب الاطعمة ، رقم الحديث:۲۴۸۵۶/۲۴۸۵۷/۲۴۸۶۱)

غیر مسلموں کے برتن کو دھو کر استعمال کرنا صحیح ہے

(۱)......عن ابی ثعلبة رضی الله عنه قال : سُئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن قُدور المجوس ؟ قال : انقوها غَسلا ، واطبخوا فیها ، الخ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الاکل فی آنیة الکفار ، ابواب الاطعمة ، رقم الحدیث:۱۷۹٦)

ترجمہ:......حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ سے مجوس (آتش پرستوں) کی (مٹی کی) ہانڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو خوب دھولو، اور ان میں کھانا پکاؤ۔

(۲)......عن ابی ثعلبة الخشنی رضی الله عنه انه قال : یا رسول الله ! انّا بأرض اهل الکتاب ، فنطبَخُ فی قدورهم ، و نشرب فی آنیتهم ؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان لم تجدوا غیرها فارحضوها بالماء ، الخ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الاکل فی آنیة الکفار ، ابواب الاطعمة ، رقم الحدیث:۱۷۹۷)

ترجمہ:......حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے علاقہ میں رہتے ہیں، پس ہم ان کی ہانڈیوں میں پکاتے ہیں، اور ان کے برتنوں میں پیتے ہیں (تو کیا یہ جائز ہے؟) پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر ان کے علاوہ برتن نہ پاؤ تو ان کو پانی سے دھوڈالو (پھر استعمال کرو)۔

(۳)......ان حذیفة استسقی ، فاتاه دهقان بباطیة فیها خمر ، فغسلها و شرب فیها ،

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا، تو ایک دہقان شراب پینے میں استعمال ہونے والا برتن لایا جس میں شراب تھی، آپ نے اس کو دھولیا اور اس میں پانی پی لیا۔

(۴)……عن ابن سيرين قال : كانوا يكرهون آنية الكفار ، فان لم يجدوا منها بُدّاً غسلوها و طبخوا فيها۔

ترجمہ:……حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم) کفار کے برتنون (کے استعمال) کو ناپسند کرتے تھے، لیکن اگر ان کو اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا پھر ان برتنوں کو دھو لیتے اور ان میں پکا لیتے۔

(۵)……عن الحسن قال : اذا احتجتم الى قدور المجوس و آنيتهم ، فاغسلوها و اطبخوا فيها۔

ترجمہ:……حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب تمہیں مجوسیوں کے برتن اور ہانڈیوں کی ضرورت پیش آئے، تو تم ان کو دھولو اور ان میں پکا لو۔

(۶)……عن عمر بن الوليد الشعبى قال : سألت سعيد بن جبير عن قدور المجوس ؟ فقال : اغسلها و اطبخ فيها۔

ترجمہ:……حضرت عمر بن الولید شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: تم ان کو دھولو اور ان میں پکا لو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۱ ج ۱۲، فى الاكل فى آنية الكفار ، كتاب الاطعمة ، رقم الحديث: ۲۴۸۷۳/۲۴۸۷۴/۲۴۸۷۵/۲۴۸۷۶)

عدم تحقیق کی روایتیں

مجوسیوں کی پنیر اور روٹیاں کھائیں اور کوئی تحقیق نہیں کی

(۱)......عن ابی وائل و ابراهیم قالا : لما قدم المسلمون أصابوا من اطعمة المجوس من جُبنهم وخبزهم ، فأكلوا ولم يسألوا عن شيء من ذلك ، و وصف الجبن لعمر ، فقال : اذكروا اسم الله عليه و كلوه۔

ترجمہ:......حضرت ابو وائل اور حضرت ابراہیم رحمہما اللہ دونوں حضرات نے فرمایا: جب مسلمان آئے اور انہوں نے مجوسیوں کا کھانا پایا، یعنی ان کا پنیر اور ان کی روٹیاں وغیرہ، تو انہوں نے یہ چیزیں کھالیں، اور ان کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں پنیر کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس پر اللہ کا نام لو اور اس کو کھالو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۸ ج ۱۲، فی الجبن و أكله ، كتاب الاطعمة ، رقم الحديث: ۲۴۹۰۵)

تشریح:......مسلمانوں کو ان کھانوں کے بارے میں حلت کا یقین ہوگا، اس لئے مزید کسی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی۔

مجوس کی مندرجہ ذیل اشیاء کھائی جاسکتی ہیں

(۲)......عن الحسن قال : كان يكره أن يأكلَ ممّا طبخ المجوس فى قدورهِم ، ولم يكن يرى بأسا ان يأكلَ من طعامهم ممّا سوى ذلك : خُبُزا ، أو سَمُنا ، أو كامِخا ، أو شيرازا ، أو لَبَنا۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ: مجوس اپنی ہانڈیوں میں جو کھانا پکائیں، اس میں سے کھایا جائے۔ اور وہ اس بات میں حرج نہیں خیال

کرتے تھے کہ ان کے کھانوں میں مندرجہ ذیل اشیاء کے علاوہ کچھ کھایا جائے: روٹی، گھی، سالن (کامخ: ایک قسم کا سالن)، شیراز (جما ہوا دودھ جس سے پانی نکال دیا جائے)، اور دودھ۔

مجوسیوں کی روٹی میں کوئی حرج نہیں

(۳)......عن عطاء قال : لا بأس بخبز المجوس۔

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجوسیوں کی روٹی میں کوئی حرج نہیں۔

(۴)......عن ابی برزة رضی الله عنه قال: كنّا فی غَزاة لنا فلقينا أُناسٌ من المشركين فأجْهَضْناهم عن مَلّة لهم ، فوقعنا فيها ' فجعلنا نأكل منها ، وكنّا نسمع فی الجاهليّة انه من أكل الخُبز سمِن ، فلمّا أكلنا تلك الخُبزة جعل احدُنا ينظُر فی عِطْفيه ، هل سمِنَ ؟۔

ترجمہ:......حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم ایک جہادی سفر میں تھے کہ ہمیں مشرکین میں سے کچھ لوگ ملے، پس ہم نے انہیں ان کی رماد (وہ گرم جگہ جہاں روٹی رکھی جاتی ہیں) سے پیچھے ہٹا دیا اور ہم اس میں چلے گئے اور ہم اس سے (تیار شدہ) کھانا کھانے لگے، اور ہم نے جاہلیت میں یہ بات سنی ہوئی تھی کہ جو (یہ) روٹی کھاتا ہے وہ موٹا ہو جاتا ہے، چنانچہ جب ہم نے یہ روٹیاں کھائیں تو ہم میں سے (ہر) ایک اپنے دائیں اور بائیں دیکھنے لگا کہ کیا وہ موٹا ہوا ہے؟۔

مشرکین کے برتنوں کے بارے میں ہم پوچھ گچھ نہیں کرتے تھے

(٦)......عن ابی عثمان قال : كنا نأكل السمن ، ولا نأكل الوَدَک ، ولا نسأل عن الظّروف۔

ترجمہ:......حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ گھی تو کھایا کرتے تھے، لیکن ہم چربی نہیں کھایا کرتے تھے، اور ہم برتنوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۶۷/۳۶۸/۳۶۹ ج ۱۲، ما قالوا فیما یؤکل من طعام المجوس ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث:۲۴۸۵۹/۲۴۸۶۰/۲۴۸۶۶)

مشرکین کے برتنوں کے گھی صحابہ رضی اللہ عنہم کھاتے تھے

(۵)......عن الحسن و محمد قالا : کان المشرکون یجیئون بالسمن فی ظروفهم فیشتریه اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم و المسلمون فیأکلونه و نحن نأکله۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۱۶ ج ۱۷، ما قالوا فی طعام المجوس و فواکههم ، کتاب السیر ، رقم الحدیث:۳۳۳۴۸)

ترجمہ:......حضرت حسن اور حضرت محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: مشرکین اپنے برتنوں میں گھی لایا کرتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور مسلمان اس کو خریدتے تھے، پھر وہ بھی اس کو کھاتے تھے اور ہم بھی اس کو کھاتے تھے۔

غیر مسلم کی پنیر کھانے کی روایتیں

(۱)......عن ابن عمر قال : أُتی النبی صلی الله علیه وسلم بجبنة فی تبوک ، فدعا بسکین فسمی و قطع۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں غزوۂ تبوک کے وقت پنیر لایا گیا، تو آپ نے چھری منگوائی، بسم اللہ پڑھی اور کاٹا۔

(ابوداوٗد، باب فی أکل الجبن ، اول کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث:۳۸۱۹)

(۲)......أُتی النبی صلی الله علیه وسلم فی غزوة تبوک بجبنة ، فقیل : انّ هذا طعام یصنعه المجوس ، فقال : اذکروا اسم الله علیه و کُلوه۔

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ کی خدمت میں غزوۂ تبوک کے موقع پر پنیر لایا گیا اور آپ ﷺ سے کہا گیا کہ: اس کو مجوسی نے بنایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اور کھالو۔

(۳)...... کتب عمر : اذکروا اسم الله علی الجبن و کُلُوا ، قال ابراهیم : فلمّا سافرنا الی هذه الجِبال ، فرأینا من صنیع الأعاجم ما رأینا کرهناه الا ان نسأل عنه۔

ترجمہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک تحریر میں فرمایا: پنیر پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اور اس کو کھالو۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب ہم نے پہاڑوں کی طرف سفر کیا تو ہم نے عجمی لوگوں کے مصنوعات میں جو کچھ دیکھا تو ہم نے اس کو ناپسند سمجھا، الا یہ کہ اس کے بارے میں سوال کریں۔

(۴)......قال عمر : کلُوا الجُبن فانه لَبأٌ و لبَنٌ۔

ترجمہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پنیر کھالیا کرو، کیونکہ یہ گھی اور دودھ ہے۔

(۵)......عن عمرو بن شرحبیل قال : ذکرنا الجبن عند عمر ، فقلنا له : انّه یُصنع فیه أنافِح المیتة ، فقال : سمُّوا علیه و کُلوه۔

ترجمہ:...... حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں پنیر کا ذکر کیا اور ہم نے ان سے کہا: یہ اس طرح تیار کی جاتی ہے کہ اس میں مردار کے اعضاء کی آمیزش ہوتی ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔

(۶)......قال عبد الله : لا تأكلُوا من الجُبْن الا ما صنع المُسلِمون واهل الكتاب۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف وہ پنیر کھاؤ جس کو مسلمان یا اہل کتاب تیار کریں۔

(۷)......عن ابن عباس سُئل عن الجُبْن ؟ قال : ضَعِ السِّكِّين فيه ، واذكر اسم الله و كُل۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پنیر کے بارے میں سوال کیا گیا؟ آپ نے فرمایا: اس میں چھری رکھو اور اللہ تعالی کا نام لو اور کھالو۔

(۸)......ابو المغيرة قال : سألتُ ابن عباس عن الجُبن ؟ فقال : ما يأتينا من العراق فاكهة اعجبُ الينا من الجبن۔

ترجمہ:......ابومغیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پنیر کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو فرمایا: عراق سے کوئی ایسا میوہ نہیں آتا جو ہمیں اس سے زیادہ پسند ہو۔

(۹)......عن ابی حيّان الازْدِی قال : سألتُ ابن عمر عن الجُبْن ؟ فقال : ما يأتِينَا من العِرَاق شيء هُو أعْجب اِلينا مِنه۔

ترجمہ:......حضرت ابوحیان ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پنیر کے بارے میں سوال کیا؟ آپ نے فرمایا: ہمیں عراق سے آنے والی اشیاء میں سے کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔

(۱۰)......سأل رجل ابن عمر عن الجبن ؟ فقال له ابن عمر : وما الجبن ؟ قال : من اللبن ، فقال له ابن عمر : كُلِ الجبن واشربه ، فقال : انّ فيه ميتةً ؟ فقال له ابن عمر :

فلا تأكل الميتة۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے پنیر کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا: پنیر کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: دودھ سے بنتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پنیر کھاؤ اور پیو بھی، اس نے کہا: اس میں مردار بھی ہوتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم مردار کو نہ کھاؤ۔

(۱۱)......عن ربيعة ، عن خالته ، قالت : جاء نا جبن من العراق ، فأرسلتُ الى عائشة فقالت : كلي وأطْعِمْنِي۔

ترجمہ:......حضرت ربیعہ اپنی خالہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا: ہمارے لئے عراق سے پنیر آیا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا: تم خود بھی کھاؤ اور مجھے بھی کھلاؤ۔

(۱۲)......قال تَمْلِك ، قالت : سألتُ امّ سلمة ؟ فقالت : ضع فيه سكِّينك ، واذكري اسم الله جلّ و عزّ و كُل۔

ترجمہ:......حضرت تملک سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: تو انہوں نے فرمایا: تم اس میں چھری رکھو اور اللہ جل شانہ کا نام لو اور کھالو۔

(۱۳)......عن سُويد –غلام كان لسلمان و أثنى عليه خيرا – قال : لمّا افتتحنا المدائنَ خرجَ الناسُ فى طلب العدُوّ ، قال : قال سلمان : وقد أصبنا سَلَّةً ، فقال : افتحوها فان كان طعاما أكلْناه ، وان كان مالا دفعناه الى هؤلاء ، قال : ففتحناها فاذا اَرْغِفَةٌ حُوّارى ، واذا جُبنة و سِكِّين ، قال : وكان اول ما رَأت العرب الحُوَّارى ،

فجعل سلمانُ یصف لھم ، کیف یُعمل ، ثم أخذ السِّکین و جعل یَقطع ، وقال بسم الله کُلُوا۔

ترجمہ:......حضرت سوید رحمہ اللہ- یہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، اوران کی اچھی تعریف کرتے تھے- سے روایت ہے کہ: جب ہم نے مدائن کو فتح کرلیا تو لوگ دشمن کی تلاش میں نکلے، اس دوران ہمیں ایک ٹوکری ملی، اسے دیکھ کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اس کوکھولو: اگراس میں کھانا ہےتو ہم اسے کھائیں گے، اوراگراس میں مال ہے تو ہم ان کی طرف واپس کردیں گے، جب ہم نے اسے کھولا تو اس میں خاص قسم کی کچھ روٹیاں، پنیر اور چھری تھیں۔ یہ چیزیں عربوں نے پہلی بار دیکھی تھیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بتایا کہ: یہ کیسے بنائی جاتی ہیں، پھرانہوں نے چھری سے اسے کاٹا اور فرمایا: اللہ تعالی کے نام کے ساتھ کھاؤ۔

(۱۴)......عن الحسن بن علی ' انه سُئل عن الجبن ؟ فقال : لا بأس به ، ضع السکین واذکر اسم الله علیه و کل۔

ترجمہ:......حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پنیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، تم اس پر چھری رکھواوراس پر اللہ کا نام لواور کھاؤ۔

(۱۵)......عن الحسن وابن سیرین قالا : لا بأس بما صنع اهل الکتاب من الجبن۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل کتاب جو پنیر بنائیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۶)......عن عبد الملک قال : سمعت سعید بن جبیر یقول : لا تأکل من الجُبن الا ما صنع المسلمون والیهود والنصارٰی ، فأما المجوس فلا تحل لنا ذبائحهم ،

فكيف يحل لنا جبنهم ؟۔

ترجمہ:......عبدالملک کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: تم صرف وہی پنیر کھاؤ جس کو مسلمان، یہود اور نصاری تیار کریں۔ رہے مجوسی تو ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال نہیں تو ان کا پنیر ہمارے لئے کیسے حلال ہوگا؟

(۱۷)......عن ابی رزین قال : لا بأس بالجبن۔

ترجمہ:......حضرت ابورزین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: پنیر میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۸)......عن سالم انه كان ياكل الجبن الكوفی۔

ترجمہ:......حضرت سالم رحمہ اللہ کوفہ کا پنیر کھایا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۵/۳۷۶/۳۷۷/۳۷۸/۳۷۹/۳۸۰ ج ۱۲، فی الجبن وأكله ، كتاب الاطعمة ، رقم الحديث :۲۴۹۱۱/۲۴۹۰۴/۲۴۹۰۲/۲۴۹۰۹/۲۴۹۰۱/۲۴۸۹۶/۲۴۸۹۸/ ۲۴۹۱۶/۲۴۸۹۴/۲۴۹۱۵/۲۴۹۰۰/۲۴۹۰۸/۲۴۸۹۵/۲۴۸۹۹/۲۴۹۱۳/۲۴۹۱۴)

ذبح پر بسم اللہ پڑھی گئی یا نہیں؟ آپ ﷺ کا تحقیق نہ فرمانا

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها : انّ قوما قالوا : یا رسول الله ! ان قوما یأتوننا باللحم لا ندری أذکَروا اسم الله علیه أم لا ؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: سَمُّوا الله علیه و کلوه۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: کچھ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں؟ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر بسم اللہ پڑھو اور اس کو کھالو۔

(بخاری، باب من لم یر الوساوس و نحوها من المشبهات ، کتاب البیوع ، رقم الحدیث:۲۰۵۷)

چرواہوں وغیرہ مسلمانوں کے ذبیحہ کے بارے میں تحقیق نہ کرو

(۲)......عن علی الازدیّ قال : قلتُ : لابن عمر انا نُسافر فنمُرُّ بِالرُّعبان والصَّبِیّ والمرأة ، فیُطعِمونا لحما ما ندری ما جنسه ؟ فقال : ما أطعمک المسلمون فکُلُ۔

ترجمہ:......حضرت علی ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم لوگ سفر کرتے ہیں اور اس دوران ہم چرواہوں، بچوں اور عورتوں کے پاس سے گذرتے ہیں تو وہ ہمیں گوشت کھلاتے ہیں جبکہ ہمیں اس گوشت کی جنس معلوم نہیں ہوتی؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسلمان جو کھانا تمہیں کھلائیں تو تم اس کو کھالو۔

مسلمان کوئی چیز کھلائے یا پلائے تو کھالو اور پی لو، تحقیق نہ کرو

(۳)......عن ابی هریرة قال : اذا دخلت علی أخیک المسلم فأطُعَمَک طعاما

فکل ولا تسأل ، فان سقاک شرابا فاشُرَبْ ولا تسأل ، فان رابک منه شیء فشُجَّهُ بالماء۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب تم اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاؤ اور وہ تمہیں کوئی چیز کھلائے تو تم سوال نہ کرو، پس اگر وہ تمہیں کوئی مشروب پلائے تو تم پی لو اور اس سے سوال نہ کرو، پھر اگر تمہیں اس میں سے کوئی چیز شک میں ڈالے تو تم اس میں پانی ملا لو۔

(۴)......عن انس بن مالک یقول : اذا دخلت علی رجل لا تتَّهِمه فی بطنه ، فکُل من طعامه ، واشرب من شرابه۔

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب تم کسی ایسے آدمی کے ہاں جاؤ جس کو تم اس کے پیٹ کے بارے میں قابل تہمت خیال نہ کرو، تو تم اس کے کھانے میں سے کھاؤ اور اس کے مشروب میں سے پی لو۔

مسلمان کے گھر میں جو چیز ملے اس کو کھالو

(۵)......عن جابر قال : ما وجدتَ فی بیت المسلم فَکُلْ۔

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تمہیں مسلمان کے گھر میں جو چیز ملے تو تم اس کو کھا سکتے ہو۔

(۶)......عن یزید بن ابی زیاد قال : دخلنا علی راعٍ دعانا لطعام ، وأتانا بنبیذ فکرهته ، فأخذه علی– قال ابو بکر : ینبغی ان یکون ابن الحسین بن علی– فشربه ، وقال : اذا دخلت علی اخیک المسلم فکل من طعامه ، واشرَب من شرابه۔

ترجمہ:......یزید بن ابی زیاد سے مروی ہے کہ: ہم ایک چرواہے کے پاس گئے جس نے

ہمیں دعوت پر بلایا تھا، وہ ہمارے پاس نبیذ لے کر آیا، میں نے تو اس کو ناپسند کیا، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو لے لیا اور پھر اس کو پی لیا- راوی ابوبکر کہتے ہیں کہ: ہوسکتا ہے کہ وہ حضرت ابن حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہوں- اور فرمایا: تم اپنے کسی مسلمان بھائی کے پاس جاؤ تو تم اس کے کھانے میں سے کھاؤ اور اس کے مشروب میں سے پیو۔

(۷)......عن الشعبی یقول : اذا دخلت بیت مسلم فکل من طعامه و اشرَب من شرابه۔

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب تم کسی مسلمان کے گھر جاؤ تو تم اس کے کھانے میں سے کھاؤ اور اس کے مشروب میں سے پیو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۰/۳۸۱ ج ۱۲، فی من قال : اذا دخلت علی اخیک المسلم فکل من طعامه ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث: ۲۴۹۱۷/۲۴۹۱۸/۲۴۹۱۹/۲۴۹۲۰/۲۴۹۲۱/۲۴۹۲۲)

سود کھانے والے کی دعوت کھانا

(۱)......عن ابن عمر انه سئل : ان لی جارا یأکل الربا وانّه یدعونی الی طعامه أفآتیه ؟ قال : نعم۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ: میرا ایک پڑوسی ہے جو سود (کا مال) کھاتا ہے اور وہ مجھے اپنے ساتھ کھانے کے لئے بلاتا ہے کیا میں اس کے پاس جاسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جاسکتے ہو۔

(کنز العمال ، رخص الورع ، الاخلاق ، رقم الحدیث:۸۷۹۸)

سودی معاملہ کرنے والے کی دعوت کا حکم اور گناہ داعی پر

(۲)......عن زر قال : جاء رجل الی ابن مسعود فقال : ان لی جارا یأکل الربا وانّه لا یزال یدعونی ، فقال : مهنأه لک ، واثمه علیه۔

ترجمہ:......حضرت زر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا، میرا ایک پڑوسی ہے جو سود کھاتا ہے، اور اکثر مجھے (کھانے کے لئے) بلاتا رہتا ہے، آپ نے فرمایا: تیرے لئے بہتر ہے، اور اس کا گناہ اس پر ہے۔

(کنز العمال ، رخص الورع ، الاخلاق ، رقم الحدیث:۸۷۹۹)

سودی معاملہ کرنے والے سے قرض لینا

(۳)......عن الحارث بن سوید قال : سأل رجل ابن مسعود ان لی جارا لا یتورع عن أکل الربا ولا من أخذه ما لا یصلح ، وهو یدعونا الی طعامه وتکون الحاجة فنستقرضه فما تری فی ذلک ؟ قال : اذا دعاک الی طعامه فأجِبْه ، واذا کانت

لک حاجة فاستقرضه ، فان اثمه علیه و مهنأه لک۔

ترجمہ:……حارث بن سوید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میرا ایک پڑوسی ہے جو سود کھانے سے نہیں بچتا، اور نہ اس کے لینے سے بچتا ہے جو صحیح نہیں، وہ مجھے اپنے کھانے پر بلاتا ہے، اور ہمیں ضرورت پڑتی ہے تو ہم اس سے قرض بھی لیتے ہیں، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جب تمہیں کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جب تمہیں ضرورت ہو تو اس سے قرض بھی لے لیا کرو، کیونکہ اس کا گناہ اس پر ہے اور اس کا فائدہ تیرے لئے ہے۔

(کنز العمال ، رخص الورع ، الاخلاق ، رقم الحدیث:۸۸۰۰)

تالاب پر مردے کی موجودگی میں پانی کے استعمال کا حکم

(۱)......انّ اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا فى مسير لهم فَانتهوا الى غَديرٍ فى ناحيةٍ منه جِيفة ، فأمسكوا عنه حتى أتاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا : يا رسول الله ! هذه الجيفة فى ناحيته ، فقال : اسقوا واستقوا ' فانّ الماء يُحِلُّ ولا يُحَرِّم۔

ترجمہ:......ایک مرتبہ سفر کے دوران نبی کریم ﷺ کے صحابہ ایک ایسے تالاب کے پاس پہنچے جس کے ایک کنارے مردار جانور پڑا تھا، لوگ آپ ﷺ کے انتظار میں رک گئے، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے ایک کنارے پر یہ مردار پڑا ہے، آپ نے فرمایا: پیو اور سیراب ہو کر پیو، پانی حلال کرتا ہے حرام نہیں کرتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۴ ج۲، من قال الماء طهور لا ينجسه شىء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۱۵۱۴)

تالاب سے درندے اور کتے کے پینے کے باوجود پانی کے استعمال کا حکم

(۲)......عن عِكرمة قال : مرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم بغدير فقالوا : يا رسول الله ! انّ الْكِلاب تَلَغ فيه و السِّباعُ ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : للسبع ما أخذ فى بَطْنه ، وللكلب ما أخذ فى بطنه ، فاشْربوا و توضؤوا قال : فشربوا وتوضَّؤوا۔

ترجمہ:......حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ایک تالاب کے پاس سے گذرے تو لوگوں نے کہا کہ: یا رسول اللہ! اس تالاب سے کتے اور درندے پانی پیتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ: درندے نے جو پیا اس کے پیٹ میں ہے، اور کتے

نے جو پیا اس کے پیٹ میں ہے، تم اس میں سے پیو اور وضو کرو، پس لوگوں نے اس میں سے پیا اور وضو کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۴ ج۲، من قال الماء طهور لا ينجسه شیء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۱۵۱۵)

(۳)......انّ عمر بن الخطاب مرّ بحوض مجَنَّة ، فقال : اسقونی منه ، فقالوا : انّه تَرِدُه السِّباع والكلاب والحَمير ، فقال : لها ما حملت فی بطونها ‘ وما بقی فهو لنا طهور و شراب۔

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام مجنہ کے ایک حوض کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ: مجھے اس سے پانی پلاؤ، لوگوں نے کہا کہ: اس سے درندے، کتے اور گدھے پانی پیتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کا وہ ہے جو انہوں نے پی لیا جو باقی بچا وہ ہمارے وضو کے لئے اور پینے کے لئے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۵ ج۲، من قال الماء طهور لا ينجسه شیء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۱۵۱۶)

(۴)......عن ابن عون قال : قلتُ : للقاسم بن محمد : الغدير نأتيه وقد ولغ فيه الكلاب وشرب منه الحمار ، نشرب منه ؟ قال ابن عون : أو قلتُ : نتوضأ منه ؟ فنظر الَیَّ فقال : اذا أتی احدُكم الغديرَ ينتظر حتی يسأل : أیُّ كلبٍ ولغ فيه ایُّ حمار شرب مِن هذا ؟۔

ترجمہ:......حضرت ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ: بعض اوقات ہم ایسے تالابوں پر جاتے ہیں جن میں کتوں نے منہ مارا ہوتا

ہے یا گدھوں نے پانی پیا ہوتا ہے، کیا ہم اس میں سے پی سکتے ہیں؟ یا اس میں سے وضو کر سکتے ہیں؟ حضرت قاسم رحمہ اللہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: جب تم کسی حوض پر جاؤ تو انتظار کروگے، اور سوال کروگے کہ کتوں نے اس منہ پر مارا ہے یا کسی گدھے نے اس میں سے پانی پیا؟۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۵ ج ۲، من قال الماء طهور لا ينجسه شيء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث: ۱۵۲۷)

کیڑے اور مینگنیاں والے حوض سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا وضو فرمانا

(۵)......عن منبوذ ، عن امّه ، انّها كانت تسافر مع ميمونة فتمُرُّ بالغدير فيه الجِعْلانُ والبعر فيُستقى لها منه ، فتتوضأ و تشرب۔

ترجمہ:......حضرت منبوذ کی والدہ فرماتی ہیں کہ: وہ ایک سفر میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھیں، انہوں نے ایک ایسے حوض سے پانی پیا جس میں جعلان نامی کیڑا اور مینگنیاں تھیں اور اس سے وضو کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۵ ج ۲، من قال الماء طهور لا ينجسه شيء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث: ۱۵۱۸)

چند فقہی عبارات

آخر میں اہل علم کے لئے چند فقہی عبارات نقل کی جاتی ہیں:

(۱)......ومن أرسل اجيرا له مجوسيا أوخادما ، فاشترى لحما ، فقال اشتريته من يهودى أو نصرانى أو مسلم و سعه أكله ، لان قول الكافر مقبول فى المعاملات ، لانه خبر صحيح لصدوره عن عقل و دين يعتقد فيه حرمة الكذب ، و لحاجة ماسة الى قبوله لكثرة وقوع المعاملات۔

(تاتارخانیہ ص۱۸ ج۱۸، باب الفصل: ١ ، العمل بخبر الواحد ، كتاب الكراهية ، رقم :۲۷۸۹۳)

(۲)......المسلم اذا ذبح فأمر المجوسى السكين بعد الذبح لم يحرم۔

(تاتارخانیہ ص۳۹۱ ج۱۷، الفصل: ١ / اهلية الذابح ، كتاب الذبائح ، رقم :۲۷۶۰۱)

مجوسی نے گوشت خریدا تو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

(۳)......ومفاده ان مجرد كون البائع مجوسيا يثبت الحرمة ، فانه بعد اخباره بالحل بقوله ذبحه مسلم كره أكله فكيف بدونه۔

(شامی ص۴۹۷ ج۹، كتاب الحظر و الاباحة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۴)......ولا يأكلون اطعمة الكفار ثلثة اشياء : اللحم ، والشحم ، والمرق ، ولا يظبخون فى قدورهم حتى يغسلوها۔

(النتف فى الفتاوى ص۴۳۵، باب ما لا يؤكل من اطعمة الكفار ، كتاب الجهاد۔ فتاوی محمودیہ ص۳۸ ج۱۸۔ فتاوی قاسمیہ ص۹۰ ج۲۴)

(۵)......قال قائل : ان المشبهات المباحات ، فانه اذا أصرّ على المباح يقع فى المكروه ، واذا أصر على المكروه صار حراما ، ونقلوا ان المتورع من تجنب من

المباحات ايضاـ

(العرف الشذى على الترمذى ص۲۳۱ ج۱، باب ما جاء فى ترک الشبهات ، ابواب البيوع)

(۶)......و اذا تعارض دليلان احدهما يقتضى التحريم والآخر الاباحة قدم التحريم القاعدة الثانية : اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام۔

(الاشباه والنظائر ص۳۲۰ ج۱، مطبوعہ: مکتبہ زکریا)

(۷)......قال محمد رحمه الله : ويكره الأكل والشرب فى أوانى المشركين قبل الغسل ، ومع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز ولا يكون آكلا ولا شاربا حراما ، وهذا اذا لم يعلم بنجاسة الأوانى ، فأما اذا علم فانه لا يجوز ان يشرب و يأكل منها قبل الغسل ولو شرب أو أكل كان شاربا و آكلا حراما۔

(فتاوى عالمگيری ص۳۴۷ ج۵، الباب الرابع عشر فى اهل الذمة والاحكام التى تعود اليهم ، كتاب الكراهية)

(۸)......الاصل فى الاشياء الاباحة۔(قواعد الفقہ ص۵۹)

(۹)......من شک فى انائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا ، فهو طاهر ما لم يستيقن ، وكذا الآبار والحياض والحباب الموضوعة فى الطرقات و يستقى منها الصغار والكبار والمسلمون والكفار ، وكذا ما يتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمين ، كالسمن والخبز والأطعمة والثياب۔

(شامی ص۲۸۳ ج۱، قبيل مطلب : فى ابحاث الغسل ، كتاب الطهارة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

رخصت پرعمل

رخصت کے لغوی و اصطلاحی معنی، رخصت کی قسمیں، رخصت کے اسباب، حالت اکراہ میں کلمۂ کفر کہنے کی رخصت، رخصت پرعمل کا حکم اور ترک عمل پر وعید، دین میں آسانی ہے، اور اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے، وغیرہ امور اس مختصر رسالہ میں مع حوالوں کے جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحیم

ہمارے معاشرہ میں رخصت اور عزیمت پر عمل کے سلسلہ میں افراط وتفریط اور غلو پایا جاتا ہے، رخصت پر عمل کو دین کا اہم شعبہ سمجھ کر غیر شرعی رخصتوں کو بھی زندگی کا عمل بنالیا جاتا ہے، اور عزیمت پر عمل کا جذبہ پیدا ہو جائے تو شریعت کی دی ہوئی رخصتوں کو بھی یکسر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، مثلا: ایک سفر میں راقم نے ایک صاحب کو ہوائی جہاز میں فجر کا اکراما امام بنایا، انہوں نے طوال مفصل کی سورت شروع کر دی اور برابر قرأت کے ساتھ، توبہ، اللہ کی پناہ بڑی مشکل سے نماز مکمل کی، یہ غلو ہے۔ پیدل حج کے شوق میں تھک تھکا کر چڑ چڑاہٹ میں وہ حالت ہوئی کہ ساتھیوں سے لڑائی شروع کر دی۔ مستحب وقت میں کنکریاں مارنے کے شوق میں چل پڑے، حالت یہ ہوئی کہ دو نمازیں قضا ہوگئیں۔ رخصت کے خیال نے سفر میں نماز قضا کروادی، اور عزیمت کے غلو نے نفل روزہ رکھوایا۔

اس لئے شریعت کے مزاج کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کن حالات میں رخصت پر عمل کرنا چاہئے اور کن حالات میں عزیمت کو اپنانا چاہئے۔

بعض حضرات کو دیکھا گیا کہ شریعت کی دی ہوئی رخصت وسہولت پر عمل کرنے میں انہیں طبعی گرانی محسوس ہوئی اور انہوں نے باوجود مشقت کے عزیمت پر نہ صرف عمل کیا، بلکہ اوروں کو بھی مشقت میں ڈالا۔ ایک صاحب کو دیکھا گیا کہ چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا ان کے لئے گویا کہ کوئی حرام عمل ہے۔ اس لئے خیال آیا کہ اللہ تعالی کی دی ہوئی سہولتوں پر چند احادیث اور کچھ ضروری باتیں ایک مختصر رسالہ میں مرتب کروں۔

رخصت کے معنی اوراس کی تعریف

رخصت کے معنی ہے: کسی کام سے منع کر دینے کے بعداس کی اجازت دینا۔

رخصت کے لفظ میں لغت کے اعتبار سے بنیادی طور پر سہولت اورآسانی کے معنی پائے جاتے ہیں۔

فقہ کی اصطلاح میں ممانعت کی دلیل کے موجود ہوتے ہوئے عذراور عجز کی بناء پراس چیز کی اجازت دے دی جائے، یہ رخصت ہے۔ بقول امام سرخسی رحمہ اللہ: ''ما استبیح للعذر مع بقاء الدلیل المحرم''۔

(اصول السرخسی ص۱۱۷ج۱، فصل فی بیان العزیمة والرخصة)

رخصت کی اصطلاحی تعریف امام غزالی رحمہ اللہ نے یہ کی ہے کہ: کسی امر کے حرام ہونے کے باوجود کسی عذر کی وجہ سے مکلّف کواس کی اجازت دے دی جائے تو یہ رخصت ہے: ''عبارة عما وسع للمکلف فی فعله لعذر و عجز عنه مع قیام السبب المحرم''

(المستصفی ص۶۳ ج۱۔ط:محمد مصطفیٰ:۱۳۵۶)

عزیمت کا لغوی معنی: پختہ ارادہ ہے۔(المصباح المنیر ۔کتاب التعریفات ص۱۷۲)

شریعت کی اصطلاح میں عزیمت اصل اور مستقل حکم کا نام ہے۔

(قاموس الفقہ ص۳۹۰ ج۴۔عنوان:عزیمت)

عزیمت اس کا نام ہے جو اللہ تعالی کے واجب کرنے کے سبب بندوں پر واجب۔

(المستصفی ص۹۸ ج۱)

اطلاق کے اعتبار سے رخصت کی چار قسمیں

رخصت کی کئی تقسیمیں کی گئی ہیں، لیکن بنیادی تقسیمیں دو ہیں: ایک رخصت کے اطلاق

کے اعتبار سے، دوسری رخصت کے احکام کے اعتبار سے۔

رخصت کے احکام کے اطلاق کے اعتبار سے امام سرخسی رحمہ اللہ نے اس کی چار قسمیں کی ہیں، اور وہ اس طرح کہ رخصت کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور مجازی۔ ایک اعلی درجہ کی، دوسری کم تر درجہ کی۔

اور مجازی کی بھی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ: جو مجاز ہونے میں مکمل درجہ کی حامل ہے، دوسری وہ: جو اس سے کم تر درجہ کی ہیں۔ ان چاروں اقسام کی مختصر توضیح اس طرح ہے۔

(۱)......اعلی درجہ کی حقیقی رخصت یہ ہے کہ: سبب حرمت بھی موجود ہو اور حکم حرمت بھی قائم ہو، پھر بھی اس حرام کی اجازت دے دی جائے، جیسے حالت اکراہ میں کلمۂ کفر کے تلفظ کا مباح ہونا یا حالت اکراہ میں روزۂ رمضان کے توڑنے کا جواز۔

(۲)......دوسرا درجہ یہ ہے کہ: سبب حرمت تو موجود ہو، لیکن حکم کا نفاذ سبب سے مؤخر ہو، جیسے مسافر اور مریض کے لئے رمضان میں افطار کی اجازت، کہ حرمت افطار کا سبب رمضان کا مہینہ موجود ہے لیکن اس حکم کو شریعت نے سفر کے اختتام اور بیماری سے صحت یابی تک مؤخر کر دیا ہے۔

(۳)......مجازی رخصت میں اعلی درجہ کی رخصت یہ ہے کہ: سابقہ شریعتوں میں جو بعض محرمات ہیں اللہ تعالی نے اس امت کے لئے ان کو جائز فرما دیا ہے۔ یہ اپنی اصل اور حقیقت کے اعتبار سے رخصت نہیں ہے کہ رخصت تو سبب حرمت کے قائم ہونے کے باوجود اس شئی کو جائز قرار دینے کا نام ہے، اور اس امت کے لئے ان محرمات کی حرمت کا سبب ہی باقی نہیں رہا کہ اب پہلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔

(۴)......رخصت مجازی کی دوسری قسم یہ ہے کہ: کسی بات کو شریعت فی الجملہ حرمت و ممانعت کا سبب مانتی ہو، لیکن کسی خاص صورت میں اس سبب کو غیر مؤثر قرار دیتی ہو، جیسے رسول اللہ ﷺ نے غیر موجود چیز کی خرید وفروخت کو منع فرمایا، لیکن بیع سلم کی اجازت دی جس میں بیچی جانے والی چیز ادھار ہوتی ہے اور فروختگی کے وقت بیچنے والے کے پاس موجود نہیں ہوتی۔ (اصول السرخسی ص ۱۱۷ تا ۱۲۱ ج ۱۔ نیز دیکھئے: المستصفی ص ۹۸ ج ۱)

احکام کے اعتبار سے رخصت کی قسمیں

رخصت کی دوسری قسم باعتبار احکام کے ہے، حکم کے اعتبار سے رخصت کی چار قسمیں کی گئی ہیں:

(۱)......اول یہ کہ: رخصت پر عمل کرنا واجب ہو کہ اگر وہ رخصت سے فائدہ نہ اٹھائے تو گنہگار ہو، جیسے حالت اضطرار میں خنزیر وغیرہ کے کھانے کی اجازت۔

(اصول السرخسی ص ۱۲۱ تا ۱۲۲ ج ۱)

(۲)......دوسری وہ رخصت ہے کہ: جس میں کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہے، لیکن رخصت سے فائدہ نہ اٹھانا بہتر ہے جیسے کلمۂ کفر کا تلفظ کہ اگر کوئی شخص اپنی جان دے دے اور کلمۂ کفر سے اپنی زبان کو محفوظ رکھے تو وہ عنداللہ مستحق اجر ہوگا۔

(اصول السرخسی ص ۱۱۸ ج ۱)

(۳)......تیسری وہ: جس میں رخصت سے فائدہ اٹھانا مستحب اور اولی طریقہ کے خلاف ہو، جیسے مسافر کے لئے رمضان میں افطار کی اجازت۔

(۴)...... چوتھی ایسی صورت جس سے فائدہ اٹھانا مستحب اور بہتر ہے مثلاً جس شخص کو سفر کی وجہ سے روزہ میں مشقت ہورہی ہے اس کے لئے روزہ افطار کرلینا۔

رخصت وتخفیف کی سات صورتیں

رخصت کا بنیادی مقصد احکام میں تخفیف اور سہولت بہم پہنچانا ہے۔اس تخفیف اور سہولت کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، پس تخفیف اور سہولت وآسانی کی مختلف نوعیّتوں کے لحاظ سے سات صورتیں ہیں۔

(۱)......کوئی حکم بالکل ہی ساقط اور معاف کردیا جائے، جیسے بیماری کی وجہ سے جماعت اور جمعہ کے وجوب کا ختم ہوجانا۔اس کو''تخفیف اسقاط'' کہا جاتا ہے۔

(۲)...... واجب کی مقدار میں کمی کردی جائے، جیسے چار رکعت نماز سفر میں دو رکعت ہوجاتی ہے،اس کو''تخفیف تنقیص'' کہتے ہیں۔

(۳)......تخفیف ابدال، جیسے وضواور غسل کی جگہ تیمّم۔مریض کے لئے نماز میں قیام کی جگہ بیٹھنے کی اجازت،یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرا آسان حکم دے دیا جائے۔

(۴)......تخفیف تقدیم: آسانی کے لئے کسی عمل کو مقررہ وقت سے پہلے جائز کردیا جائے، جیسے سال گذرنے سے پہلے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت،اور عرفات میں ظہر کے وقت نماز عصر کی ادائیگی۔

(۵)......تخفیف تاخیر: کسی کام کو مقررہ وقت کے بعد بھی کرنے کی اجازت دے دی جائے جیسے مزدلفہ میں مغرب کی نماز کی عشاء کے وقت ادائیگی۔مریض اور مسافر کے لئے رمضان کے بعد روزوں کی قضاء کرنے کی اجازت۔

(۶)......تخفیف ترخیص: یعنی سبب ممانعت موجود ہو پھر بھی از راہ سہولت ممانعت کا حکم نہ لگایا جائے، جیسے نجاست کی تھوڑی مقدار سے درگذر اور اس کے باوجود نماز کا صحیح ہوجانا۔

(۷)......تخفیف تغییر: یعنی اصل حکم کو باقی رکھتے ہوئے کیفیت میں تبدیلی پیدا کردی جائے

جیسے خوف کی حالت میں نماز پڑھی جائے گی، لیکن کیفیت بدل جائے گی۔

(الاشباہ والنظائر ، لابن نجیم)

رخصت کے اسباب

رخصت وسہولت کے اسباب کیا ہیں؟ ان کا قطعی طور پر متعین کیا جانا دشوار ہے، البتہ عام طور پر سات اسباب ہیں جو رخصت کا باعث بنتے ہیں۔ سفر' بیماری' اکراہ' بھول' جہالت' ضرورت و اضطرار اور عموم بلوی۔ فقہاء کے یہاں ان اسباب کے تحت پیدا ہونے والی رخصتوں کے سلسلہ میں بے شمار جزئیات موجود ہیں، اور یہ سب دراصل شریعت کے اس بنیادی مزاج پر مبنی ہے کہ وہ انسان کے لئے نا قابل برداشت اور تکلیف دہ حرج پر مبنی احکام نہیں دیتی کہ: ﴿ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ اور ﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾۔ (قاموس الفقہ ص ۴۷۷،۴۷۸،۴۷۹ ج ۳۔عنوان: رخصت)

علماء کے شاذ اقوال سے رخصتوں کی تلاش نا جائز ہے

شرعی رخصتیں جو قرآن کریم یا سنت نبوی سے ثابت ہوں ان کی تلاش وجستجو میں کوئی مضائقہ نہیں، (اس لئے کہ احادیث میں ان کی اجازت ہے)۔

لیکن اجتہادی مذاہب کی رخصتوں کو تلاش کرنا اور ان کے پیچھے دوڑنا جبکہ ضرورت و حاجت اور ان جیسے دیگر اسباب میں کوئی سبب بھی نہ ہو تو یہ شرعی احکام سے راہ فرار اختیار کرنا اور ذمہ داری سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے، اور اوامر ونواہی کی عزیمتوں کو ضائع کرنا ہے، اور یہ عبادت میں حق اللہ کا انکار کرنا اور بندوں کے حقوق کو ختم کرنا سمجھا جائے گا، جو شارع حکیم کے مقصد کے خلاف ہے، جس میں عام طور پر تخفیف اور خاص طور پر رخصت کی ترغیب دی گئی ہے... علماء کرام نے اس عمل کو فسق قرار دیا ہے جو حلال نہیں ہے۔ ابن حزم

نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، اور دوسرے سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: اگر تو ہر عالم کی دی ہوئی رخصت کو اختیار کرلے گا تو تیرے اندر تمام کا تمام شر جمع ہو جائے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی آدمی نبیذ میں اہل کوفہ کے قول پر، سماع میں اہل مدینہ کے قول پر، اور متعہ میں اہل مکہ کے قول پر عمل کرے تو وہ فاسق ہوگا۔

قاضی اسماعیل ایک روز معتضد عباسی کے پاس گئے تو خلیفہ نے ایک کتاب انہیں پیش کی اور ان سے کہا کہ: آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں، اس کے مؤلف نے اس میں علماء کی لغزشوں (اور شاذ اقوال) سے رخصتوں کو جمع کر رکھا تھا تو قاضی اسماعیل نے اس میں غور کرنے کے بعد فرمایا: اس کا مصنف زندیق ہے، خلیفہ نے کہا: کیا یہ احادیث صحیح نہیں، تو قاضی اسماعیل نے کہا: صحیح تو ہیں لیکن جس نے مسکر کو مباح کہا اس نے متعہ کو مباح نہیں کہا ہے، اور جس نے متعہ کو مباح کہا ہے اس نے غناء و مسکر کو مباح نہیں کہا، اور کوئی عالم ایسا نہیں جس کی کوئی لغزش نہ ہو، اور جو علماء کی لغزشوں کو جمع کرے پھر ان پر عمل کرے اس کا دین رخصت ہو جائے گا، تو معتضد نے اس کتاب کو جلا دینے کا حکم دیا۔

حاصل یہ کہ رخصتوں کو اختیار کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لئے ان کی تلاش و جستجو کی جائے، بلکہ کسی سبب شرعی کے پیش نظر سخت حکم سے آسان حکم کی طرف منتقل ہونا مراد ہے۔ (موسوعہ فقہیہ (اردو) ص۲۰۴ ج۲۲، عنوان: رخصت)

ان ضروری امور کے ساتھ اس مختصر رسالہ میں چند احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اللہ تعالی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذخیرۂ آخرت و ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲/رجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶/مارچ ۲۰۲۱ء، منگل

حالت اکراہ میں کلمۂ کفر کہنے کی رخصت

مکرہ کو اپنی جان یا کسی عضو کے ہلاک ہونے کا خوف ہوتو اس کو کسی ایسے قول یا عمل کے ذریعہ اظہار کفر کی اجازت اور رخصت ہے جو عرف میں کفر سمجھا جاتا ہو۔

(۱)......﴿ مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ وَلٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَیۡہِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴾۔

(پ:۱۴/سورۂ نحل، آیت نمبر:۱۰۶)

ترجمہ:......جو شخص اللہ تعالی پر ایمان لانے کے بعد اس کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے -- وہ نہیں جسے زبردستی (کفر کا کلمہ کہنے پر) مجبور کر دیا گیا ہو، جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، بلکہ وہ شخص جس نے اپنا سینہ کفر کے لئے کھول دیا ہو -- تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالی کی طرف سے غضب نازل ہوگا، اور ان کے لئے زبردست عذاب تیار ہے۔

تفسیر:......یعنی کسی شخص کو جان کا خوف ہو کہ اگر زبان سے کفر کا کلمہ نہیں کہے تو جان چلی جائے گی، تو ایسا شخص معذور ہے، جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، لیکن اللہ تعالی کا غضب اس پر نازل ہوگا جو اپنے اختیار سے کفر کی باتیں کرے۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

میری امت سے جبر کا حکم اٹھالیا گیا ہے

حدیث شریف میں بھی مجبور سے درگذر کا ذکر ہے:

(۱)......عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : اِنّ اللہ وضع عن امّتی الخطأ والنسیان ومَا اسۡتُکۡرِھُوا علیہ۔

(ابن ماجہ، باب طلاق المکرہ والناسی ، کتاب الطلاق ، رقم الحدیث:۲۰۴۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا، نسیان اور کام کے حکم کو اٹھا لیا ہے جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا رخصت پر عمل کرنا

(۲)......أخذ المشركون عمار بن ياسر فلم يتركوه حتى سبّ النبى صلى الله عليه وسلم و ذكر الهتهم بخير ثم تركوه ، فلما أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ما ورائك ؟ قال : شر يا رسول الله ! ما تركت حتى نلت منك و ذكرت الهتهم بخير ، قال : كيف تجد قلبك ؟ قال : مطمئن بالايمان ، قال : ان عادوا فَعُدْ۔

(مستدرک حاکم ص ۳۵۷ ج ۲، حكاية اسارة عمار بن ياسر بيد الكفار ، كتاب التفسير۔

الدر المنثور فى التفسير بالماثور ص ۱۲۰ ج ۹)

ترجمہ:......مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور ان کو اس وقت تک نہ چھوڑا یہاں تک کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو برا کہا اور ان کے معبودوں کو اچھا کہا، پھر ان کو چھوڑ دیا، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! بہت برا ہوا، انہوں نے مجھے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ میں آپ کو برا نہ کہوں اور ان کے بتوں کو اچھا کہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: میرا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں دوبارہ مجبور کریں تو دوبارہ کہہ دینا۔

مجبور پر کوئی گناہ نہیں

(۲)......﴿ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾۔

ترجمہ:......اور اپنی باندیوں کو دنیوی زندگی کا ساز وسامان حاصل کرنے کے لئے بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامنی چاہتی ہوں۔(۱) اور جو کوئی انہیں مجبور کرے گا تو ان کو مجبور کرنے کے بعد اللہ تعالی (ان باندیوں کو) بہت بخشنے والا، بڑے مہربان ہیں۔(۲)

(پ:۱۸/سورۂ نور، آیت نمبر:۳۳)

تشریح:(۱):......جاہلیت میں یہ بھی رواج تھا کہ لوگ اپنی کنیزوں سے عصمت فروشی کراتے، اور اس طرح ان کو بدکاری پر مجبور کر کے پیسہ کماتے تھے، اس آیت نے اس گھناؤنی رسم کو شدید گناہ قرار دے کر اسے ختم کیا۔

(۲)......یعنی جس کنیز کو اس کی مرضی کے خلاف بدکاری پر مجبور کیا گیا، اس کو مجبور ہونے کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں ہوگا، بشرطیکہ اس نے بدکاری سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی ہو، نیز اسے بدکاری کی شرعی سزا بھی نہیں دی جائے گی، البتہ بدکاری کی سزا اس کو ملے گی جس نے اس سے بدکاری کی، نیز اس آقا کو بھی تعزیری سزا ہوگی جس نے اسے عصمت فروشی پر مجبور کیا۔(آسان ترجمۂ قرآن)

رخصت پرعمل کولازم پکڑو

(۱)......قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : علیکم برخصۃ اللّٰہ الّذی رخّص لکم۔

(مسلم، باب جواز الصوم والفطر فی شہر رمضان ، الخ ، کتاب الصیام ، رقم الحدیث:۱۱۱۵)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے تمہیں جو رخصت دی ہے اس پرعمل کرنا تم پر لازم ہے۔

اللہ تعالی رخصت پرعمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں

(۲)......عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ یحب ان تُؤْتٰی رُخَصَہُ کما یکرہ ان تُؤتی معصیتہ۔

(مسند احمد ص۱۱۲ ج۱۰، تتمۃ مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ، رقم الحدیث:۵۸۷۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالی جس طرح اپنی معصیت کو ناپسند فرماتے ہیں، اسی طرح اپنی دی ہوئی رخصت پرعمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔

رخصت پرعمل فرائض کے انجام دہی کی طرح پسندیدہ ہے

(۳)......قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ یحب ان تقبل رخصتہ کما یحب ان تؤتی فریضتہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۷۷۴ ج۱۳، فی الاخذ بالرخص ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۷۰۰۵)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالی رخصتوں پرعمل کرنے کو محبوب رکھتے

ہیں جیسے فرائض کے انجام دینے کو محبوب رکھتے ہیں۔

(۴)......عن عبد الله رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله عز وجل یحب ان تقبل رخصه کما یحب ان تؤتی عزائمه۔

(معجم طبرانی کبیر ص۱۰۳ ج۱۰، ومن مسند عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ، رقم الحدیث: ۱۰۰۰۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ رخصتوں کے قبول کئے جانے کو پسند فرماتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں

(۵)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : ان الله یحب ان تؤتی میاسره کما یحب ان تؤتی عزائمه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷۶ ج۱۳، فی الاخذ بالرخص ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۷۰۰۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یقیناً اللہ تعالیٰ آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔

(۶)......قال ابن عباس رضی الله عنهما : ان الله یحب ان تُؤتی مَیَاسِرُه کما یحب أن تُوتی عزائمه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷۷ ج۱۳، فی الاخذ بالرخص ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۲۷۰۰۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یقیناً اللہ تعالیٰ آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔

عزیمت پر شہادت کی بشارت اور رخصت کا جواز

(۷)......عن الحسن : أن عيونًا لمسلِمة أخذوا رجلين من المسلمين فأتوه بهما ، فقال لأحدهما : أتشهد ان محمدا رسول الله ، قال : نعم ، فقال : أتشهد ان محمدا رسول الله ؟ قال : نعم ، قال : أتشهد انى رسول الله ؟ قال : فأهوى الى اُذُنيه فقال : اِنّي أصمّ ، قال : مالک اذا قلتُ لک : تشهد أني رسول الله قلتَ : اِنی أصم ؟ فأمر به فقتل ، وقال : للآخر : أتشهد أن محمدا رسول الله ؟ قال : نعم ، فقال : أتشهد انی رسول الله ؟ قال : نعم ، فأرسله ، فأتى النبی صلی الله علیه وسلم فقال : یا رسول الله ! هلکتُ ، قال : وما شأنک ، قال : فأخبره بقصته و قصة صاحبه ، فقال: أما صاحبک فمضى على ايمانه ، واما انت فأخذت بالرخصة۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مسیلمہ کذاب کے جاسوسوں نے مسلمانوں کے دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور وہ ان کو مسیلمہ کے پاس لے گئے، اس نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اس نے پھر پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ: محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اس نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ: میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ اس سوال پر صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: میں تو بہرہ ہوں، مسیلمہ کذاب نے کہا: تجھے کیا ہوا جب میں تجھے پوچھتا ہوں کہ: تو گواہی دیتا ہے کہ: میں اللہ کا رسول ہوں، تو تو کہتا ہے کہ: میں بہرا ہوں، اس نے حکم دیا اور ان صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ مسیلمہ نے دوسرے صاحب سے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ: محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، اس نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا

ہے کہ: میں اللہ کا رسول ہوں، انہوں نے فرمایا: جی ہاں، پس ان کو چھوڑ دیا، یہ صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو ہلاک ہو گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ہوا؟ انہوں نے اپنا اور اپنے ساتھی کا واقعہ بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بہر حال تمہارے ساتھی تو ایمان کی حالت میں شہید ہوئے، اور تم نے رخصت پر عمل کیا۔

مجبوری میں خنزیر کھانا اور شراب پینا رخصت ہے

(۸)......عن عطاء : فی رجلٍ أخذه العدوّ فأكرَهوه على شُرب الخمر و أكل الخنزير ، قال : ان أكل و شَرِب فرخصةٌ ، وان قُتِل أصاب خيرا۔

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو دشمن نے پکڑ لیا اور شراب پینے اور خنزیر کھانے پر مجبور کیا: اگر وہ خنزیر کھاتا ہے اور شراب پی لیتا ہے تو یہ رخصت ہے، اور اگر اسے شہید کر دیا جاتا ہے تو اس نے بھلائی کو پا لیا۔

بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے رخصت اختیار کرنا

(۹)......عن عبد الله قال :ما من كلام أتكلّم به بين يدى سلطانٍ يَدْرَأ عنِّى به ما بين سوطٍ الى سوطين الا كنتُ متكلِّمًا به۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: کوئی کلام ایسا نہیں جو میں کسی بادشاہ کے سامنے کروں اور وہ مجھے اس کے ایک دو کوڑوں سے بچا سکتا تو میں ضرور وہ کلام کروں گا

میں نے اپنے دین کے بعض حصے کو بعض حصے کے ساتھ خرید لیا

(۱۰)......دخل ابن مسعود و حذيفة على عثمان ، فقال عثمان لحذيفة : بلغنى

انّک قلت کذا و کذا ، قال : لا واللہ ما قلته ، فلمّا خرج ، قال له عبد اللہ ، سألک فلم تقر له ما سمعتک تقول ، فقال : انی أشتری دینی بعضه ببعضٍ مخافة ان یذهب کُلُّه۔

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اس طرح اور اس طرح کہا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم نہیں، میں نے ایسا نہیں کہا: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ سے سوال کیا اور میں نے جو آپ کو بات کرتے ہوئے سنا تھا آپ نے اس کا اقرار ہی نہیں کیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً میں نے اپنے دین کے بعض حصے کو بعض حصے کے ساتھ خرید لیا، اس خوف سے کہ دین سارا کا سارا ہی نہ چلا جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴۰ ج۱۷، ما قالوا فی المشرکین یدعون المسلمین الی غیر ما ینبغی ، أیجیبونهم ام لا ، ویُکرهون علیه ؟ کتاب السیر ، رقم الحدیث:۳۳۷۰۸/۳۳۷۱۰/۳۳۷۱۷/۳۳۷۲۱)

رخصت کو ناپسند کرنے پر آپ ﷺ کی ناراضگی

(۱۱)......عن عائشة رضی اللہ عنها قالت : صنع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم امرًا فترخَّص فیه ، فبلغ ذلک ناسا من أصحابه ، فکأنّهم کرِهوه و تنزَّهُوا عنه ، فبلغه ذلک ، فقام خطیبا فقال : ما بالُ رجالٍ بلغهم عنِّی امرٌ ترخَّصْتُ فیه ، فکرِهوه

و تنزَّهُوا عنه ، فو اللّه ! لأنا اعلمُهم باللّه و أشدّهُم له خَشيةً۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمل فرمایا اوراس کی رخصت عنایت فرمائی، آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو یہ خبر پہنچی، انہوں نے گویا کہ اس کام کو ناپسند کیا، اوراس کام سے پرہیز کیا، نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو یہ خبر ملی کہ میں نے ایک کام کی رخصت دی انہوں نے اس کو ناپسند کیا اوراس کام سے پرہیز کیا، اللہ کی قسم! میں ان سب سے زیادہ علم والا ہوں، اوران سب سے زیادہ اللہ تعالی سے ڈرتا ہوں۔

(مسلم، باب عِلمِه صلى الله عليه وسلم بالله تعالى وشِدّة خشيته ، كتاب الفضائل ، رقم الحديث:۲۳۵٦)

رخصت کوقبول نہ کرنا عرفات کے پہاڑوں کے برابر گناہ کے برابر ہے

(۱۲)......عن عقبة بن عامر الجهني رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : من لم يَقبَل رُخصة الله ، كان عليه من الذّنوب مثلَ جبال عرفة۔

(مسند احمد ص۶۵۳ ج۲۸، حديث عقبة بن عمار الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم ، رقم الحديث:۱۷۴۵۰، ص۲۹۰ ج۹، تتمة مسند عبد الله بن عمر ، رقم الحديث:۵۳۹۲)

ترجمہ:......حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالی کی دی ہوئی رخصت کو قبول نہیں کیا اس کو میدان عرفات کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوگا۔

نوٹ:......شریعت میں آسانی اور سہولت کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، یہ بھی رخصت ہی کا ایک حصہ ہے،اس لئے یہاں دین میں آسانی کے متعلق چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

دین میں آسانی ہے تنگی نہیں

قرآن وحدیث سے یہ امر مسلم ہے کہ دین میں آسانی اور سہولت کا پہلو مطلوب ہے، اور مشکلی اور سختی معیوب ہے، اور آسانی والی رخصت پر عمل مطلوب ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)......يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔(پ:۲،سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۱۸۵)

ترجمہ:......اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔

(۲)......وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ۔(پ:۱۷،سورۂ حج،آیت نمبر:۷۸)

ترجمہ:......اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

(۳)......مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ۔(پ:۶،سورۂ مائدہ،آیت نمبر:۶)

ترجمہ:......اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتے۔

(۴)......بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا موسى ومعاذ بن جبل الى اليمن، قال : وبعث كلّ واحد منهما على مِخْلاف، قال : واليمن مِخلافانِ، ثم قال : يسّرا ولا تعسّرا، وبشّرا ولا تنفّرا،الخ۔

(بخاری، باب بَعْثِ أبي موسى و معاذبن جبل الى اليمن قبل حجة الوداع ،كتاب المغازى ، رقم الحديث:۴۳۴۱/۴۳۴۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا، اور ان میں سے ہر ایک کو مختلف ضلعوں میں بھیجا، راوی فرماتے

ہیں کہ: یمن میں دو اضلاع ہیں، پھر ارشاد فرمایا: تم دونوں آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا، اور بشارت دینا اور لوگوں کو متنفر نہ کرنا۔

نوٹ:...... یہ روایت مختلف الفاظ سے کتب احادیث میں مروی ہے، ''مسلم شریف'' کی روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں:

(ا)......بشّروا ولا تنفّروا، و يسّرا ولا تعسّروا۔

(ب)......يسّرا ولا تعسّرا، وبشّرا ولا تنفّرا، و تطاوعا ولا تختلفا۔

(ج)......يسّرا ولا تعسّرا، وسكنوا ولا تنفّرا۔

(مسلم،باب فی الامر بالتیسیر و ترک التنفیر،کتاب الجهاد والسیر ، رقم الحدیث: ۱۷۳۲/۱۷۳۳/۱۷۳۴)

(۵)......انّ أبا هريرة قال : قام أعرابى ' فبال فى المسجد ' فتَناوَلَه النّاسُ ' فقال لهم النبى صلى الله عليه وسلم : دَعُوه و هَرِيقوا على بَوْله سَجْلا من ماءٍ ' أو ذَنوبا من ماءٍ فانّما بُعِثتم مُيَسِّرين و لم تُبعثوا مُعسِّرين ۔

(بخاری، باب صبِّ الماء على البول فى المسجد ، كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۲۲۰)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک اعرابی کھڑے ہوئے پھر انہوں نے مسجد میں پیشاب کر دیا، پس صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو ڈانٹنے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو اور ان کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا بھر کر ڈال دو،...اس لئے کہ تم آسانی کرنے کے لئے بھیجے گئے اور مشکل میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ان آیات اور احادیث سے یہ قواعد مستنبط کئے ہیں:

(ا)......والحرج مدفوع ۔(حرج کو ختم کیا گیا ہے)۔

(شامی ص۲۸۶ ج۱، مطلب : فى ابحاث الغسل ، كتاب الطهارة، ط: مکتبہ دار الباز، مکۃ المکرّمہ)

(۲)......والمشقة تجلب التیسیر۔(مشقت آسانی اورسہولت کولاتی ہے)۔

(الاشباہ والنظائر ص۶۴، القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التیسیر)

(۳)......اذا ضاق الامر اتسع حکمه۔جب معاملہ میں تنگی ہوتو کشادگی پیداہوتی ہے۔

(القواعدالفقہیہ ص۹۰، القاعدة الخامسة : الامر اذا ضاق اتسع)

(۴)......الضرورات تبیح المحظورات۔(ضرورتیں محظورات کومباح کردیتی ہیں)۔

(الاشباہ والنظائر ص۷۳، القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التیسیر۔القواعدالفقہیہ ص۷۳ ،

القاعدة الاولی : الضرورات تبیح المحظورات)

(۵)......الضّرر یُزَال۔(ضررکودفع کیاجائے گا)

(نورالبصائرشرح الاشباہ والنظائر ص۴۲۸ ج۱، القاعدة الخامسة : الضّرر یزال)

فقہاءکرام رحمہم اللہ نے ان آیات اوراحادیث سے یہ قواعد مستنبط کئے ہیں:

(۵)......والمشقة تجلب التیسیر۔

(الاشباہ والنظائر،القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التیسیر)

(۶)......والحرج مدفوع ۔(الاشباہ والنظائر،القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التیسیر)

تشریح:......ان قواعد کی مختصرتشریح مناسب ہے۔حضرت مولانامفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ تحریرفرماتے ہیں:

جان یاعضو کے تلف ہونے کا اندیشہ تو نہ ہو،صرف جسمانی یامالی نا قابل تحمل تلافی نقصان کا شدیدخطرہ ہو،لیکن اس کادفعیہ وازالہ بھی اسباب کےتحت قدرت واختیارمیں ہو، اس کومشقت کہتے ہیں،اورفقہاءکرام اس کے بارے میں’’المشقة تجلب التیسیر‘‘ فرماتے ہیں۔

انہی صورتوں میں جب نا قابل تلافی نقصان کا شدید خطرہ تو نہ ہو،مگراس کا تحمل یا تلافی کرنا بے حد دشوار ہو،جس سے بے حد تنگی رہتی ہو،معاش' معاشرہ دشوار وتنگ تر بنا ہوا ہوتو اس کوحرج کہتے ہیں۔اس کے بارے میں فقہاء کرام''الحرج مدفوع''فرماتے ہیں۔

ان دونوں (مشقت وحرج) میں محرمات منصوصہ کی مخالفت یاترک کی گنجائش نہ ہوگی، مشقت وحرج کے ازالہ کا دائرہ اثر وہیں تک ہوتا ہے جہاں تک کوئی نص اس کے خلاف میں موجود نہ ہو، چنانچہ''الاشباہ والنظائر مع الحموی''(ص۱۰۶) میں تصریح ہے کہ:''المشقة والحرج انما يعتبر فی موضع لا نص فيه واما مع النص بخلافه فلا''۔

(الاشباہ والنظائر،القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التيسير)

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ نص عسر سے نص یسر کی طرف منتقل ہوجائیں، جیسے نص غسل و وضو سے نص تیمّم کی طرف منتقل ہونا،اور جیسے اتمام صلوة کی نص سے قصر صلوة کی نص کی طرف منتقل ہونا۔

اسی طرح اگرکوئی دوسری نص جومتقاضی یسر ووسعت کا ہونہ ملے،مگر مشقت یا حرج کا باعث ایسا حکم ہوجس کی بناء محض کسی مجتہد کا قیاس واستنباط ہوتو اس میں بھی حدود شرع میں رہتے ہوئے یسر و وسعت کی جانب منتقل ہونے کی گنجائش ہوتی ہے،لیکن انتقال کی ان دونوں صورتوں میں''جواز انتقال من العسر الی اليسر''یا''انتقال من الضيق الی الوسعة''میں شرائط وقیود وہی ہوں گی جو پہلے گذرچکی ہیں،یعنی اپنا بار بار کا تجربہ صحیحہ شاہد ہو، یااس شعبہ کے ماہر وحاذق باشرع بادیانت مسلمان کی تشخیص حاکم ہو،خودرائی یا ہرکسی کی رائے معتبر نہ ہوگی۔

(نظام الفتاوی ص۳۶۲/۳۵۹ ج۱، كتاب الحظر والاباحة ،ط:اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

نوٹ:.......شریعت نے آسانی اور سہولت ہی کی وجہ سے حالت اضطرار میں حکم کی تبدیلی کو ملحوظ رکھا ہے، یہ بھی رخصت ہی کا ایک حصہ ہے، اس لئے یہاں حالت اضطرار میں حکم کی تبدیلی کے متعلق چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے

قرآن وحدیث اور فقہاء کے اقوال سے یہ امر مسلم ہے کہ اضطرار اور مجبوری میں حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے، اور عزیمت رخصت سے بدل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)......فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(پ:۲/، سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۷۳)

ترجمہ:...... ہاں اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو (اور ان چیزوں میں سے کچھ کھالے) جبکہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ وہ (ضرورت کی) حد سے آگے بڑھے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

(۲)......فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(پ:۶/، سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۳)

ترجمہ:...... ہاں جو شخص شدید بھوک کے عالم میں بالکل مجبور ہو جائے (اور اس مجبوری میں ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے) بشرطیکہ گناہ کی رغبت کی بنا پر ایسا نہ کیا ہو، تو بیشک اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

(۳)......وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ۔ (پ:۸/، سورۂ انعام آیت نمبر:۱۱۹)

ترجمہ:……اور تمہارے لئے کونسی رکاوٹ ہے جس کی بنا پر تم اس جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو؟ حالانکہ اس نے وہ چیزیں تمہیں تفصیل سے بتا دی ہیں جو اس نے تمہارے لئے (عام حالات میں) حرام قرار دی ہیں، البتہ جن کو کھانے پر تم بالکل مجبور ہی ہو جاؤ (تو ان حرام چیزوں کی بھی بقدر ضرورت اجازت ہو جاتی ہے)۔

(۴)……**فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔**

(پ:۸،ر،سورۂ انعام،آیت نمبر:۱۴۵۔اور:سورۂ نحل،آیت نمبر:۱۱۵)

ترجمہ:……ہاں جو شخص (ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے پر) انتہائی مجبور ہو جائے جبکہ وہ نہ لذت حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کر رہا ہو، اور نہ ضرورت کی حد سے آگے بڑھے، تو بیشک اللہ تعالی بہت بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

حدیث شریف سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے حرام سے انتفاع کا حکم دیا گیا۔

(۵)……**عن انس رضی الله عنه قال : قدِم اُناس من عُكْلٍ او عُرَيْنة فَاجتَوَوُا المدينة فامرهم النبی صلی الله عليه وسلم بلِقاح وأن يشربوا من ابوالها والبانها ، الخ۔**

(بخاری، باب ابوالِ الابل والدّوابِّ والغنم ومرابِضها ،كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۲۳۳)

ترجمہ:……حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عکل یا عرینہ سے کچھ لوگ آئے، انہیں مدینہ موافق نہیں آیا تو نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا کہ وہ دودھ والی اونٹنیوں کے باڑے میں چلے جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں۔

(۶)……**عن جابر بن سمرةَ رضی الله عنه انّ رجلا نزل الحَرَّة و معه أهلُه و ولدُه ، فقال رجل : انّ ناقةً لی ضَلَّتْ ، فان وجدتَها فأمْسِكْها ، فوجدها فلم يجِدْ صاحبَها ،**

فَمَرِضَتْ ، فقالت امرأتُه : انحَرْها ، فأبى ، فنفقَتْ ، فقالت : اسلُخْها حتى نُقَدِّدَ شَحْمَها ولَحْمَها و نأكُلَهُ ، فقال : حتّى أسال رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فأتاه فسأله ، فقال : هل عندک غِنًى يُغْنِيکَ ؟ قال : لا ، قال : فكُلوها ، قال : فجاء صاحِبُها ، فأخبره الخبرَ ، فقال : هلا كنتَ نحرْتَها ؟ قال : استَحيَيْتُ مِنک۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک (اجنبی) صاحب (مدینہ منورہ آکر) مقام حرہ میں ٹھہرے، ان کے ساتھ ان کے اہل وعیال بھی تھے، ایک مقامی صاحب نے ان سے کہا: میری اونٹنی گم ہوگئی ہے، اگر آپ کو ملے تو پکڑ لینا، چنانچہ ان کو ایک اونٹنی ملی تو اس کو پکڑ لیا مگر اونٹنی کے مالک کہیں نظر نہ آئے، اتفاق سے وہ اونٹنی بیمار ہوگئی، ان کی بیوی نے کہا: اس کو ذبح کر دو، مگر شوہر نے نہ مانا، پس وہ اونٹنی مرگئی، پھر ان کی بیوی نے کہا: اچھا اب اس کی کھال اتار لو تا کہ ہم اس کا گوشت اور چربی کاٹ لیں اور اس کو کھالیں، انہوں نے کہا: جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں، چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا، آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چیز کھانے کی ہے جو تجھ کو اس میتہ سے مستغنی کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کھالو، راوی فرماتے ہیں: اونٹنی کے مالک آئے تو انہوں نے پوارا واقعہ بناتا، تو مالک نے کہا: آپ نے مرنے سے پہلے اس کو ذبح کیوں نہ کرلیا؟ انہوں نے عرض کیا: مجھے آپ سے شرم آئی۔

(ابوداؤد، باب فيمن اضطر الى الميتة ، كتاب الاطعمة ، رقم الحديث:۳۸۱۵)

(۷)......عن عبد الرحمن بن طَرفة رحمه الله : انّ جَدَّه عَرفجة بن اسعدَ رضى الله عنه قُطِع انفُه يوم الكُلاب ، فاتخذ أنَفا من ورِقٍ ، فَأَنْتَنَ عليه ، فامره النبى صلى الله

علیه وسلم، فَاتَّخذ اَنُفا من ذهب۔

ترجمہ:……حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: ان کے دادا حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی کلاب (کی جنگ) کے دن میں ناک کاٹی گئی، انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، تو اس میں بدبو پیدا ہوگئی، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا، اس پر انہوں نے سونے کی ناک بنوائی۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی ربط الاسنان بالذهب ، کتاب الخاتم ، رقم الحدیث :۴۲۳۲۔ترمذی، باب ما جاء فی شد الأسنان بالذهب ، ابواب اللباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، رقم الحديث: ۱۷۷۰۔نسائی، من اصيب انفه هل يتخذ انفا من ذهب، كتاب الزينة ، رقم الحديث:۵۱۶۴)

مردوں کے لئے ریشم پہننا منع ہے۔

(بخاری، باب : لُبس الحرير وافتراشه للرّجال و قدر ما يجوز منه ، كتاب اللباس ، رقم الحديث: ۵۸۲۸/۵۸۲۹/۵۸۳۰/۵۸۳۱/۵۸۳۲/۵۸۳۳)

مگر آپ ﷺ نے بیماری میں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

(۸)……عن انس رضی الله عنه قال : رخَّص النبی صلى الله عليه وسلم للزبير وعبد الرحمن فی لُبس الحرير لِحِكَّةٍ بهما۔

(بخاری، باب ما يُرخّص للرّجال من الحرير للحِكّة ، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۵۸۳۹)

ترجمہ:……حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے خارش کی وجہ سے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی۔

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اضطرار کی حالت کے بارے میں یہاں تک منقول ہے

کہ:

(۹)......عن مسروق رحمه الله قال : من اضطُرّ الى الميتة والدّم ولحم الخنزير' فلم يأكل ولم يشرب حتى يموتَ دخل النّار۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۷۰ ج۱۹، باب مايحل من الميتة بالضرورة ، كتاب الضحايا ، رقم الحديث ۱۹۶۷۴۔مصنف عبدالرزاق ص۴۱۳ ج۱۰، باب الميتة ، كتاب الجامع ، رقم الحديث:۱۹۵۳۶)

ترجمہ:......جو شخص حالت اضطرار میں مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو نہ کھائے یا پیئے اور موت واقع ہو جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

''الاستشفاء بالمحرم انما لا يجوز اذا لم يعلم ان فيه شفاء ، اما اذا علم ان فيه شفاء وليس له دواء آخر غيره ، فيجوز الاستشفاء به''۔

(المحيط البرهانی ص۸۲ ج۸، الفصل التاسع عشر فی التداوی ، الاستحسان)

یعنی حرام دواء سے شفا حاصل کرنا جائز نہیں جب تک اس سے شفاء کا یقین نہ ہو، ہاں جب شفاء کا یقین ہو جائے اور اس بیماری کے لئے اور کوئی (حلال) دواء نہ ہو تو جائز ہے۔

جانور کا صدقہ

کسی پریشانی یا ضرورت پر جانور کا صدقہ کرنا یا جانور کے صدقہ کی منت ماننا درست ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اہل علم کی طرف سے دو مختلف آراء گردش کر رہی ہیں، اس مختصر رسالہ میں اسی موضوع پر چند باتیں لکھی گئی ہیں، اور ثابت کیا گیا ہے کہ جانور کا صدقہ کرنا بھی جائز ہے اور اس کی منت ماننا بھی درست ہے، اور جس مسئلہ میں غلط فہمی پیدا ہوئی، اس کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی ضرورت کی وجہ سے لوگ جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت غرباء کو کھلاتے ہیں، مدارس دینیہ میں جانور بھیج کر طلبہ کو کھلاتے ہیں، اور نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالی اس صدقہ کی برکت سے میری پریشانی دور فرمادیں، یا میری ضرورت پوری ہو جائے، اس میں کوئی حرج نہیں، شرعا اس طرح کا صدقہ جائز ہے۔آپ ﷺ سے بکری کے جلے ہوئے کھر کے صدقہ کی قبولیت اور مفید ہونے کا ارشاد منقول ہے، جب کھر کا فائدہ ہے تو جانور کے صدقہ میں کیا حرج ہے؟

بکری کے جلے ہوئے کھر کا صدقہ

(۱):......حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، انہوں نے نہ کوئی وصیت کی ہے نہ صدقہ، اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا وہ مقبول ہوگا؟ اور انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اگر چہ تم بکری کا جلا ہوا کھر ہی صدقہ کرو۔

(معجم طبرانی (اوسط۔مکتبۃ المعارف،ریاض)، رقم الحدیث:۷۴۸۶۔نعمۃ الباری ص۶۰۶ ج۵)

اور یہ جانور منت اور نذر کا نہ ہو تو صدقہ نافلہ میں اس کا شمار ہوگا، اس لئے اس کا کھانا سب کے لئے جائز ہے۔

صدقہ نافلہ کا جانور ناذر خود بھی کھا سکتا ہے اور دوستوں کو بھی کھلا سکتا ہے

مسئلہ:......جو جانور صدقۂ نافلہ میں ذبح کیا گیا ہو اس کا گوشت منت ماننے والا خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے اہل وعیال اور صاحب نصاب دوست واحباب وغیرہ کو بھی کھلا سکتا

ہے، کیونکہ یہ ان کے لئے ہبہ کے درجے میں ہوگا۔

(۱)......مصرف الزكوة والعشر : هو فقير وهو من له أدنى شيء (در مختار) وفى الشامى : وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة۔

(شامی ص۲۸۳ ج۳، باب المصرف ، كتاب الزكوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

جانور کے صدقہ کا ثبوت صحیح احادیث میں ہے

اور جانور کے صدقہ کا ثبوت صحیح احادیث میں ہے،

(۲)......عن ابى هريرة رضى الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : نِعم الصّدقة اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَالشّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدو بِاناءٍ و تَرُوحُ بآخر۔

(بخاری، باب شرب اللبن ، كتاب الاشربة ، رقم الحديث:۵۶۰۸)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ اونٹنی ہے جو چند دنوں کے لئے کسی کو بطور عطیہ دی گئی ہو، اور بہترین صدقہ وہ بکری ہے جو چند دنوں کے لئے کسی کو بطور عطیہ دی گئی ہو، جس سے صبح کو برتن میں دودھ نکالا جائے اور شام کو برتن میں دودھ نکالا جائے۔

(۳)......عن ابى هريرة رضى الله عنه : يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم : ألا رجل يَمْنَحُ اهل بيتٍ ناقةً ، تغدو بِعُسٍّ وتَروحُ بِعُسٍّ انّ أجرها لعظيم۔

(مسلم، باب فضل المنيحة ، كتاب الزكوة ، رقم الحديث:۱۰۱۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو جو آدمی کسی گھر والوں کو ایسی اونٹنی عطیہ کر دیتا ہے کہ جو صبح بھی برتن بھر کر دودھ دے

اور شام کو بھی تو اس کا ثواب بہت عظیم اور زیادہ ہے۔

تشریح:......حدیث شریف میں اونٹنی کا ذکر ہے، اس لئے کہ عرب میں اونٹنی کا رواج زیادہ تھا، کوئی بجائے اونٹنی کے گائے یا بھینس یا بکری وغیرہ دے تو بھی یہ فضیلت اس کو حاصل ہوگی۔

نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے پر جانور کے صدقہ کا ثواب

(۴)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال النبی صلی الله علیه وسلم : اذا كان يوم الجمعة وقفت الملائكة علی باب المسجد يكتبون الاوّل فالاوّل ، ومثل المُهَجِّرِ كمثل الذی يُهْدی بَدَنَةً ، ثم كالّذی يُهدی بقرة ، ثم كَبْشا ، ثم دجاجة ، ثم بيضة ، فاذا خرج الامام طَوَوْا صُحُفهم و يستمعون الذكر۔

(بخاری، باب الاستماع الی الخطبة ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۹۲۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں اور (آنے والوں کو) لکھتے ہیں، جو پہلے آئے اسے پہلے لکھتے ہیں، جو جلدی آئے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے، پھر جو اس کے بعد آئے وہ گائے کی قربانی کرنے والے کی مثل ہے، پھر مینڈھے کی مثل ہے، پھر مرغی کی، پھر انڈے کی، پھر جب امام (حجرے سے) نکل آئے تو فرشتے اپنے صحائف کو لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

تشریح:......اس حدیث سے جانور کے ذبح کرنے اور اس کے صدقہ کرنے پر استدلال کیا جاسکتا ہے، آپ ﷺ نے جلدی آنے والوں کی مثال میں اونٹ، گائے، بکری کے صدقہ کرنے کے برابر اجر بیان فرمایا ہے۔

ضرورت کے لئے جانور کا ذبح کرنا نص قطعی سے ثابت ہے

بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے بھائی کو اس کی میراث حاصل کرنے کی خاطر قتل کیا اور اس کی لاش سڑک پر ڈال دی، پھر خود ہی حضرت موسی علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچ گیا کہ قاتل کو سزا دی جائے۔ اس موقع پر حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم سے انہیں گائے ذبح کرنے کو کہا۔ جب گائے ذبح ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ: گائے کا کوئی عضو اٹھا کر مقتول کی لاش پر مارو تو وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتادے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس طرح قاتل کا پول کھل گیا، اور وہ پکڑا گیا۔ (آسان ترجمۂ قرآن ص ۷۱ ج ۱)

قرآن کریم نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا:

(۱)......﴿ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَۃً ......فَذَبَحُوۡھَا وَمَا کَادُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ، وَاِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِیۡھَا ؕ وَاللّٰہُ مُخۡرِجٌ مَّا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ ، فَقُلۡنَا اضۡرِبُوۡہُ بِبَعۡضِھَا ؕ کَذٰلِکَ یُحۡیِ اللّٰہُ الۡمَوۡتٰی ۙ وَ یُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴾۔

ترجمہ:......اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسی (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ: اللہ تعالی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ایک گائے ذبح کرو.....اس کے بعد انہوں نے اسے ذبح کیا، جبکہ لگتا نہیں تھا وہ کر پائیں گے۔ اور (یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، اور اس کے بعد اس کا الزام ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے، اور اللہ تعالی کو وہ راز نکال باہر کرنا تھا جو تم چھپائے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم نے کہا کہ اس (مقتول) کو اس (گائے) کے ایک حصے سے مارو۔ (پ:۱: سورۂ آل بقرہ، آیت نمبر: ۶۷/۷۱/۷۲/۷۳)

ذبح سے بلاؤں کا دور ہونا امر منصوص ہے

شریعت نے عقیقہ کو مسنون و مستحب قرار دیا ہے، اور عقیقہ میں جانور ذبح کیا جاتا ہے،

پورا جانور کسی کو ہدیہ نہیں کیا جاتا۔ اور عقیقہ کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ: اس سے بچے کی بلائیں دور ہوتی ہیں۔

(۵)...... حدثنا سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : مع الغلام عقیقۃ فأھریقوا عنہ دما وأمیطوا عنہ الاذی۔

(بخاری، باب اماطۃ الاذی عن الصبی فی العقیقۃ ، کتاب العقیقۃ ، رقم الحدیث:۵۴۷۲)

ترجمہ:...... حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، پس تم اس سے خون کو بہاؤ اور اس سے گھناؤنی چیز کو دور کرو۔

صدقہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں

حدیث شریف میں واضح طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: صدقہ سے مصیبتیں اور بلائیں دور ہو جاتی ہیں، اور حدیث میں صدقہ عام ہے، چاہے مال خرچ کیا جائے، چاہے کپڑے خیرات کئے جائیں، چاہے کھانا کھلایا جائے، چاہے جانور ذبح کیا جائے، جب مطلق صدقہ سے بلائیں ٹلتی ہیں تو اس میں جانور کے ذبح کئے جانے میں کیا اشکال ہے۔

(۶)...... عن علی قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : بادروا بالصدقۃ فان البلاء لا یتخطّاھا۔

(مشکوۃ ص۱۶۷، باب الانفاق و کراھیۃ الامساک ، کتاب الزکوۃ ، رقم الحدیث:۱۰۵)

ترجمہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو، اس لئے کہ بلائیں صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی ہے۔

(۷)...... عن علی قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : باکروا بالصدقۃ ‘

فان البلاء لا یتخطّاھا۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح سویرے صدقہ کیا کرو، اس لئے کہ بلاء صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی ہے۔

(معجم طبرانی اوسط ص ۹ ج ٦، باب المیم : من اسمه محمد ، رقم الحدیث: ۵٦۴۳)

اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو

(۸)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : حصِّنُوا اموالکم بالزّکوة ، و داوُوا مرضاکم بالصّدقة ، واستَقْبِلوا أمواج البلاء بالدّعاء والتّضرّع۔

(مراسیل ابی داؤد ص ۱۲۷، باب فی الزکوة ، رقم الحدیث: ۱۰۵)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مالوں کو زکوۃ کے ذریعہ سے محفوظ کرو، اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو، اور بلاؤں کی موجوں کا دعاء اور تضرع (اللہ تعالی کی بارگاہ میں گڑگڑانے) کے ذریعہ سے سامنا کرو۔

قربانی، عقیقہ، ہدی، دم کے علاوہ جانور کا ذبح کیا جانا ثابت نہیں

بعض حضرات نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ جانور کا ذبح کیا جانا صرف قربانی، عقیقہ، ہدی اور دم میں ثابت ہے، اس کے علاوہ مواقع میں اراقۃ دم (خون بہانا اور جانور ذبح کرنا) منقول نہیں۔

اس کو صحیح مان لیا جائے کہ ان مواقع کے علاوہ اراقۃ الدم منقول نہیں، مگر اور جگہوں کے لئے ممانعت بھی تو نہیں۔ اور بلا و مصائب کے لئے اراقہ دم منصوص ہے، تو اس کی اصل موجود ہے، اس لئے اس عمل کو بدعت کہنا درست نہیں ہے۔

ولیمہ میں جانور کا ذبح منصوص ہے

پھر ولیمہ میں جانور کا ذبح کیا جانا تو منصوص ہے، اس لئے یہ اصول ہی درست نہیں کہ قربانی ،عقیقہ ، ہدی اور دم کے علاوہ جانور کا ذبح کیا جانا ثابت نہیں۔اسی طرح ختنہ کی دعوت میں جانور ذبح کرنا بھی حدیث میں آیا ہے۔

(۹)......فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : أَوْلِمْ ولو بشاةٍ۔

(بخاری، باب الولیمة ولو بشاة ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۵۱۶۷)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۰)......عن انس قال : مَا أَوْلَمَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شیء من نسائه ما اولم علی زینبَ ، اولم بشاةٍ۔

(بخاری، باب الولیمة ولو بشاة ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۵۱۶۸)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں کسی کا اتنا ولیمہ نہیں کیا جتنا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا، آپ ﷺ نے ایک بکری سے ان کا ولیمہ کیا تھا۔

ختنہ کی دعوت میں ذبح

(۱۱)......سالم قال : خَتَنَنِی ابنُ عمر أنا و نَعیمًا ' فذبح علینا کَبشا ، فلقد رأیتنا و انّا لَنَجْذُلَ به علی الصِّبیان أن ذبح عنّا کَبشا۔

(ادب المفرد(مترجم)ص۵۳۷، باب الدعوة فی الخِتان ، رقم الحدیث:۱۲۴۶۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۱ج۹، باب من کان یقول : یُطعِم فی العُرس والخِتان ، رقم الحدیث:۱۷۴۵۵)

ترجمہ:......حضرت سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میرے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنہما نے میرا اور نعیم کا ختنہ کرایا، اور ہمارے لئے ایک مینڈھا ذبح کرایا، ہمیں یاد ہے کہ ہم بچوں کے مقابلہ میں فخر کیا کرتے تھے کہ ہماری طرف سے ایک مینڈھا ذبح کیا گیا۔

شریعت میں کھانا کھلانے کی بڑی فضیلت آئی ہے

شریعت میں کھانا کھلانے کی بڑی فضیلت آئی ہے، اور وہ بھی مطلق ہے، چاہے گھر میں پکا کر کے کھلائے، چاہے گوشت یا اور کوئی کھانے کی چیزیں تقسیم کر دی جائیں، چاہے جانور ذبح کر کے کھلایا جائے (اور دعوت ولیمہ میں تو ذبح شاۃ منصوص ہے) اب اگر کوئی جانور کا صدقہ کر کے کھلائے تو کیوں ناجائز ہو گیا؟

(۱)......﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴾۔

ترجمہ:......اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔

(پ:۲۹؍سورۂ دہر، آیت نمبر:۸)

(۲)......﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ، قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ، وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴾۔(پ:۲۹؍سورۂ مدثر، آیت نمبر:۴۲؍۴۳؍۴۴)

ترجمہ:......تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کر دیا۔ وہ کہیں گے کہ: ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

(۱۲)......عن معاذ بن جبل رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : من أطعم مؤمنا حتی یشبعه من سغب أدخلنه الله بابا من ابواب الجنة لا یدخله الا من کان مثله۔

ترجمہ:......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو کسی مؤمن کو پیٹ بھر کے کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ جنت کے جس دروازے سے چاہیں

اسے داخل فرمادیں گے۔

(معجم طبرانی کبیر ص۸۵ ج۲۰، ابو ادریس الخولانی عائذ الله بن عبد الله عن معاذ بن جبل ، رقم الحدیث:۱۶۱)

(۱۳)......عن علی رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : انّ فی الجنّة غُرفا تُری ظهورُها من بطونها ' وبطونُها من ظهورها ، فقام اعرابی فقال : لمن هی یا رسول الله ؟ فقال : لمن أطاب الکلام ' وأطعم الطّعام ' و أدام الصیام ، و صلّی باللیل والنّاس نیام۔

(ترمذی، باب ما جاء فی قول المعروف ، ابواب البر والصلة ، رقم الحدیث:۱۹۸۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جنت میں ایک ایسے بالاخانے ہیں جن کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے۔ایک اعرابی نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یہ کن کے لئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ان کے لئے ہیں جن کا طرز کلام اچھا ہے، لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اور روزہ پر مداومت کرتے ہیں، اور رات میں جب لوگ سور ہے ہوں تو وہ نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۴)......عن جابر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : من موجبات الرّحمة اِطعام المسلم المسکین۔

(الترغیب والترهیب ص۳۵ ج۳، الترغیب فی اطعام الطعام وسقی الماء والترهیب من منعه)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: رحمت کے اسباب غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا ہے۔

(۱۵)......عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قلت یا نبی الله ..... أنبئنی عن أمر اِذا

أخذت به دخلتُ الجنة ؟ قال : أفشِ السلام وأطعمِ الطعام ، الخ ۔

(مجمع الزوائد ص۳۰ ج۵، باب اطعام الطعام ،کتاب الاطعمة ، رقم الحديث:۷۸۶۵)

ترجمہ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ: وہ اعمال بتا دیجئے جن کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ۔

(۱۶)......حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ ہمارے پاس سے یہ فرماتے ہوئے گذریں: لوگوں کو کھانا کھلاؤ، سلام رائج کرو، جنت کے وارث بن جاؤ۔ (شمائل کبری ص۴۸۲ ج۴)

(۱۷)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کو ایک میٹھا لقمہ چکھایا، وہ قیامت کے دن کی سختی کو نہ چکھے گا۔

(کتاب البر ص۲۴۴۔شمائل کبری ص۴۸۳ ج۴)

(۱۸)......عن حمزة بن صهيب عن ابيه رضى الله عنه قال : قال عمر لصهيب : فيك سرف فى الطعام فقال : انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : خياركم من أطعم الطعام۔

(الترغيب والترهيب ص۳۴ ج۳، الترغيب فى اطعام الطعام وسقى الماء والترهيب من منعه)

ترجمہ......حضرت حمزہ بن صہیب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہارے اندر کھانے میں اسراف ہے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو کھانا کھلائے۔

تشریح:......حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اسی وجہ سے میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ کھانا کھلاتا ہوں، اور کھانے میں زائد خرچ کرتا ہوں۔

(مکارم خرائطی ص۳۲۹۔شمائل کبری ص۴۸۳ ج۴)

(۱۹)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ فرمایا: (لوگوں کے کھانے کے لئے) دسترخوان جب تک لگا رہتا ہے، فرشتوں کی جانب سے دعائے رحمت ہوتی رہتی ہے۔ (مکارم طبرانی ص۳۷۲۔شمائل کبری ص۴۸۵ ج۴)

پورا جانور غریب کو کیوں نہیں دیا جاتا؟

بعض حضرات کا اشکال یہ ہے کہ پورا جانور کیوں صدقہ نہیں کیا جاتا؟ یہ دلیل ہے کہ ان کا عقیدہ بگڑا ہوا ہے۔

جواب یہ ہے کہ: آج بھی بعض علاقوں میں پورا جانور صدقہ کرنے کا رواج ہے، مگر عامۃً اب غریب کے پاس جانور کو رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی، اور ہوتی بھی ہو تو اس کے کھلانے کا انتظام اس کے لئے مشکل ہے، اس مشکلی کی وجہ سے جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت غرباء کو کھلا دیا جاتا ہے، نہ کہ عقیدہ کی خرابی کی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہے۔

محبوب چیز کا صدقہ

لوگوں میں بعض وہ حضرات بھی ہیں جنہیں جانور کے ساتھ خاص لگاؤ اور محبت ہوتی ہے، جانوروں کو پالنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، اب ایسے لوگ اپنی محبوب چیز یعنی جانور صدقہ کریں تو کیا حرج ہے، یہ تو عین اللہ تعالی کے ارشاد کے مطابق ہے۔

(۱)......﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾۔

ترجمہ:......تم نیکی کے مقام کو اس وقت تک ہرگز نہیں پہنچو گے جب تک کہ ان چیزوں میں سے (اللہ تعالی کے لئے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔

(پ:۴: سورۂ آل عمران، آیت نمبر:۹۲)

اسلاف کا کنواں، گھوڑا اور شکر کے بورے صدقہ کرنا

(۱)......حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا پسندیدہ کنواں بیرحاء صدقہ کیا۔

(بخاری، باب الزکوۃ علی الاقارب ، کتاب الزکوۃ ، رقم الحدیث:۱۴۶۱)

(۲)......حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنا پسندیدہ گھوڑا ''سبل'' کا صدقہ کیا۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ص۲۶۳ ج ۳، سورۂ آل عمران، تحت آیت نمبر:۹۲)

(۳)......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ شکر کے بورے خرید کر ان کو صدقہ کرتے تھے، ان سے عرض کیا گیا: آپ اس کی قیمت ہی کیوں نہ صدقہ کر دیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ شکر مجھے بہت پسند ہے، لہذا میں چاہتا ہوں کہ اپنی پسند کی چیز صدقہ کروں۔

(تفسیر القرطبی ص۱۳۳ ج ۴۔ موسوعہ فقہیہ (اردو) ص۳۵۹ ج ۲۶، عنوان: صدقہ)

تشریح:......جو لوگ کہتے ہیں کہ اصل صدقہ مال کا ہے، دیکھئے! ان حضرات سلف نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ صرف مال کا ہی صدقہ نہیں ہوتا باغ، جانور اور شکر وغیرہ اشیاء کا بھی صدقہ کیا جا سکتا ہے۔

بعض اہل علم کا عدم جواز یا بدعت کہنا

بعض اہل علم نے جانور کے صدقہ کو بدعت تک کہہ دیا، اور بعض حضرات نے اس کے ثبوت کا انکار کیا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ: بدعت کہنا تو درست نہیں، کیونکہ صدقہ کی ترغیب منقول ہے، اور اس کے فضائل وارد ہیں، اور وہ عام ہیں، جیسا کہ ذکر کیا گیا۔

اور جن حضرات نے اس کے ثبوت کا انکار کیا تو یہ من وجہ صحیح ہے، مگر اس کی اصل موجود ہے، مثلاً قربانی، عقیقہ، ہدی، دم تمتع و دم قران وغیرہ میں ذبح منصوص ہے، اور ولیمہ میں جانور کے ذبح کرنے کا حکم وارد ہے، اور جانور کے صدقہ کی ترغیب بھی آئی ہے، اس لئے اس کے جواز میں تو اشکال نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اور بات ہے کہ ضرورت اور وقت کے تقاضوں کا خیال کیا جائے کہ اس وقت کونسا صدقہ مناسب اور فقراء کے لئے نافع ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن علماء نے جانور کے صدقہ پر نکیر کی ہے اس کی وجہ اور ہے، اور وہ یہ ہے کہ عوام کے ایک طبقہ کا خیال ہے کہ جان کے بدلے میں جان، اور وہ جانور کے ذبح کے علاوہ دوسرے صدقہ کو نافع نہیں سمجھتے، بلکہ اسی کو ضروری سمجھتے ہیں، بعض تو کالا بکرہ ہی ذبح کرتے ہیں، ظاہر ہے ان عقائد کے ہوتے ہوئے کون جائز کہے گا؟ مگر سب کا حال یہ نہیں ہے، اور بہت بڑا طبقہ صرف اس لئے جانور کو ذبح کرتا ہے کہ اس سے میری پریشانی دور ہو جائے گی، یا میرے بیمار کو شفا ہوگی، نہ وہ اس کو لازم و ضروری سمجھتے ہیں، نہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جان کے بدلے میں جان، نہ وہ دوسرے صدقہ کو غیر نافع سمجھتے ہیں، اس لئے عام حکم لگا دینا کہ ناجائز اور بدعت ہے، قابل غور ہے اور نظر ثانی کا محتاج ہے۔

خلاصۂ بحث

اس لئے درست بات یہ ہے کہ جو حضرات مصائب کے وقت یا کسی ضرورت کے لئے یا بیمار کی شفا کی نیت سے جانور کا صدقہ کرتے ہیں، جائز اور درست ہے، ہاں جن کے عقائد میں فطور ہے، اور وہ اسی کو لازم سمجھتے ہیں، تو یقیناً عدم جواز کا فتوی دیا جائے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس طرح جانور کے ذبح کے جواز کا فتوی تحریر فرمایا ہے: اگر بلا نذر بطور شکر کے ذبح کرے، اس میں دو صورتیں ہیں:

(ا)......ایک یہ کہ خود ذبح مقصود نہیں، بلکہ اعطاء یا اطعام مساکین ہے، اور ذبح محض اس کا ذریعہ ہے سہولت کے لئے، اور علامت اس تصدق کے مقصود ہونے اور ذبح کے مقصود نہ ہونے کی یہ ہے کہ اگر اتنا ہی اور ویسا ہی گوشت کسی دوکان سے مل جاوئے تو انشراحِ خاطر سے اس پر اکتفا کرے، ذبح کا اہتمام نہ کرے، تب تو یہ ذبح جائز ہے۔

(امداد الفتاوی ص ۲۹۵ ج ۸ (جدید)، کتاب الذبائح والاضحیة والصید والعقیقة)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے۔ (ترجمہ شیخ الہند، سورۂ بقرہ، تحت آیت نمبر: ۱۷۳)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے بھی جواز کا فتوی دیا ہے:

سوال:......عوام وخواص میں دستور ہے کہ بیمار کی صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرتے ہیں، اور بظاہر ان کی نیت فدیہ کی ہوتی ہے، یہ جائز ہے یا نہ؟

الجواب:......جائز ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیو بند مکمل و مدلل ص ۱۰۶ ج ۱۲، سوال نمبر: ۱۱۴، باب النذور، ط: دار الاشاعت کراچی)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے ﴿ ما اهل به لغير الله ﴾ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ایک جزئیہ لکھا ہے کہ: ”و على هذا فالذبح عند وضع الجدار أو عروض مرض أو شفاء منه لا شک فی حله ، لان القصد منه التصدق “۔

(شامی ص ۴۴۹ ج ۹، کتاب الذبائح ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

یعنی اگر غیر اللہ کی تعظیم کا قصد نہ ہو تو ذبیحہ جائز ہے، جیسے مکان کی بنیاد ڈالتے وقت جانور ذبح کیا جائے، یا کسی کے بیمار ہونے پر یا کسی کے بیماری سے شفا پانے پر تو اس ذبیحہ

کے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہ اس ذبیحہ سے مقصد اس کے گوشت کا صدقہ ہے۔

اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء نے بھی ضرورت کے لئے جانور کا ذبح کرنا جائز قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مفتیِ اعظم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے ایک فتوی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

سوال:......صدقہ کے بکرے کا حکم مثل قربانی کے ہے یا نہیں؟

الجواب:......صدقہ نفلی کے جانور میں شرائط قربانی کا ہونا ضروری نہیں۔

(مکمل و مدلل فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۵۶۶ ج ۱۵، قربانی کا بیان، سوال نمبر: ۲۱۸)

مرغوب احمد لاجپوری

۱۸ / رجب ۱۴۴۲ھ مطابق: ۲ / مارچ ۲۰۲۱ء

منگل

دین آسان ہے

دین میں آسانی ہے تنگی نہیں، قرآن کریم کی آیتیں اور احادیث نبویہ، سختی کی ممانعت کی احادیث، فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات، اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے، قرآن کریم کی آیات اور آپ ﷺ کی احادیث، یسر کی تعریف، تخفیف کی سات صورتیں، آپ ﷺ کی تسہیل کی گیارہ صورتیں، شریعت مطہرہ کی دی ہوئی آسانیوں کی: ۲۴ ر مثالیں وغیرہ امور اس مختصر رسالہ میں مع حوالہ جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین ، والصلوة والسلام علی سید المرسلین ، اما بعد

تیسیر: لغت میں ''یسر'' کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے ''یسر الامر'' سہل بنا دینا، مشکل نہ بنانا، دوسرے پر یا اپنے اوپر دشواری پیدا نہ کرنا۔قرآن کریم میں ہے:

(۱)......﴿ وَلَقَدُ يَسَّرُنَا الْقُرُآنَ لِلذِّكُرِ فَهَلُ مِنُ مُّدَّكِرٍ ﴾۔

(پ:۲۷ سورۂ قمر، آیت نمبر:۴۰)

ترجمہ:......اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے۔اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟۔

یعنی ہم نے اس کو سہل بنا دیا اور اس سے عبرت حاصل کرنا آسان بنا دیا۔

یسر و سہولت اور عدم حرج اسلام اور شریعت اسلامیہ کے دو بنیادی اوصاف ہیں، اور ''تیسیر'' شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔

یسر کی تین قسمیں ہیں

شریعت میں یسر کی تین قسمیں ہیں:

(۱)......شریعت کا علم و معرفت کو آسان بنانا، اور اس کے احکام و مقاصد کا بآسانی علم ہونا۔

(۲)......شرعی تکالیف کو اس لحاظ سے آسان بنانا کہ ان کا نفاذ اور ان پر عمل کرنا آسان ہے۔

(۳)......مکلفین کو اپنے اوپر اور دوسروں پر آسانی پیدا کرنے کے لئے شریعت کا حکم دینا۔

آپ ﷺ نے چودہ طریقوں سے دین کو آسان بنایا

اللہ تعالی کی ذات عالی رحمٰن اور رحیم ہیں۔ پھر اس امت کو رسول ﷺ بھی رحیم وشفیق عنایت فرمائے، آپ ﷺ نے اپنے جانشینوں کو بھی نرمی اور آسانی کی تعلیم دی، ان سب چیزوں نے اسلام کو آسانیوں کا مرقع بنا دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق اور مایہ ناز کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں ''باب التیسیر'' کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کر کے تحریر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے منشأ خداوندی کے مطابق چودہ طریقوں سے دین کو آسان بنایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......کسی دشوار امر کو عبادت کا جز نہیں بنایا۔

(۲)......عبادتوں پر مشتمل جشن مقرر کیے، انسان کی فطرت میں مسرت کے مواقع پر جمع ہونے اور خوشی منانے کا فطری جزبہ رکھا گیا ہے، اس کی تکمیل جمعہ وعیدین کی اجتماعات سے کی۔

(۳)......عبادتوں میں دل پسند باتیں شامل کیں، جیسے مساجد کو صاف اور خوشبو دار رکھنے، جمعہ کے لئے غسل، تلاوت میں حسن صوت وغیرہ کی ترغیب دی۔

(۴)...... بوجھ اور قابل نفرت چیزیں کم کر دیں، جیسے گنوار اور جس کے نسب میں شبہ ہو ان کی امامت سے لوگوں میں ایک طرح کی ناگواری پائی جاتی ہے، ان کی امامت کو پسند نہیں کیا۔

(۵)......اکثریت کی چاہت کا لحاظ رکھا، یعنی جن چیزوں کو لوگوں کی اکثریت چاہتی ہے ان کا لحاظ فرمایا، جیسے اکثریت جن کو چاہیں اس کو امام بنایا جائے، نکاح ثانی میں اگر کنواری عورت سے شادی کی تو مسلسل سات دن اس کے پاس رہے، اور بیوہ ہو تو تین دن رہے۔

(۶)......تعلیم وموعظت کا اہتمام،لوگوں کے لئے دین پر عمل کرنا اس وقت آسان ہوگا جبکہ دینی تعلیم کو عام کیا جائے،اور گاہے گاہے وعظ سے ذہن سازی ہو۔

(۷)......اوامر اور رخصتوں پر آپ ﷺ نے بنفس نفیس عمل فرمایا،جیسے سفر میں روزہ ترک فرمایا۔

(۸)......دشوار کاموں کو بتدریج مشروع کرنا،جیسے شروع میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل کی گئیں جن میں جنت وجہنم کا ذکر ہے۔شراب کو ایک دم حرام نہیں کیا۔

(۹)......ایسے کاموں کو ترک فرمایا جن سے لوگوں میں تشویش پیدا ہو،جیسے حطیم کو بیت اللہ میں داخل نہیں فرمایا۔

(۱۰)......عبادتوں کے اجزاء کو آخری حد تک منضبط نہیں کیا،جیسے نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کو ضروری قرار دیا،مگر ایسا کوئی قانون نہیں مقرر کیا جس کے ذریعہ کعبہ کی جہت معلوم کی جائے۔

(۱۱)......فطری عقل کے معیار سے گفتگو کرنا،جیسے اوقات نماز،جہت قبلہ وغیرہ میں سادہ طریقہ اپنانے کی تعلیم دی۔(مستفاد:رحمۃ اللہ الواسعۃ ص۲۹۰تا۳۰۲ج۲)

نوٹ:......ان چودہ طریقوں میں سے گیارہ طریقے یہاں بیان کئے گئے ہیں،بقیہ طریقے اوران تمام طریقوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے!رحمۃ اللہ الواسعۃ۔

شریعت نے دین کی آسانی کی تفصیل بھی خود کردی

شریعت مطہرہ نے دین میں آسانیوں کی تفصیل بھی خود کردی،اب ہرکسی کو یہ اختیار نہیں کہ دین میں آسانی کے عنوان سے تحریف کرے،مثلاً آپ ﷺ نے امام کو حکم دیا کہ نماز مختصر پڑھائے،اور خود سورتوں کی تعیین بھی فرمادی کہ پانچوں نمازوں میں مسنون

قرائت اس طرح ہوگی ، اب آسانی کی خاطر اس میں بلاضرورت ردو بدل کر کے سنیت کے مقام کوتبدیل کرنا درست نہیں ہوگا۔

دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں کوئی مشقت ہی نہ ہو

شریعت کے آسان ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ تمام احکام شرعیہ میں مشقت نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو، ہر شرعی حکم میں کچھ نہ کچھ تو مشقت ہوتی ہی ہے، اس لئے مشقت کے درجات سمجھ لینے چاہئے ، مشقت کے مختلف درجات ہیں:

(پہلا درجہ)......ایسی مشقت جس کو بندہ بالکل برداشت نہیں کرسکتا، اس طرح کی مشقت کا شریعت میں کوئی حکم نہیں ، جیسے کسی کے دونوں پاؤں کٹ گئے ہوں، اس کو کھڑے ہونے کا یا چلنے کا مکلّف بنایا جائے۔

(دوسرا درجہ)......کوئی کام قدرت میں ہو مگر اس میں بڑی مشقت ہو، مثلا جان یا عضو یا اس کے منافع وغیرہ کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ (جیسے وضو کرنے یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے سے بیماری کی شدت کا خطرہ ہو یا کسی عضو کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو)۔

(تیسرا درجہ)......ایسی مشقت جو طاقت کے اندر قابل تحمل ہو، لیکن اس میں اتنی مشقت ہو کہ اس کی انجام دہی میں طبیعت مضطرب ہو جائے ، جیسے صوم وصال انسان کر تو سکتا ہے، مگر اس کی پابندی میں بڑی مشقت ہے۔

احکام شرعیہ میں آسانی کے مقامات

احکام تکلیفیہ پانچ ہیں: اباحت، ندب، کراہت، ایجاب اور تحریم۔

مباحات میں شریعت کی طرف سے کوئی مشقت نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مکلّف کو ہے، اور اس جیسے امور میں شریعت کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ نہیں

کرتی۔

مندوبات ومکروہات اس لحاظ سے کہ ان کے کرنے یا نہ کرنے سے سزا کا استحقاق نہیں ہوتا۔

فرائض وواجبات میں اللہ تعالی نے ہم کو خلاف عادت مشقت کا مکلّف نہیں بنایا، بلکہ اس سلسلہ میں انتہائی اعتدال کا حکم دیا ہے، جیسے: نماز، روزہ، زکوۃ اور حج۔ بلکہ شریعت کے تمام احکام میں توسط اور اعتدال ہے نہ علی الاطلاق سختی ہے نہ علی الاطلاق تخفیف۔

(مستفاد: موسوعہ فقہیہ اردو ص ۲۴۸ ج ۱۴۔ الموسوعة الفقهية عربی ص ۲۱۴ ج ۱۴، العنوان : تيسير)

تخفیف اور اس کی سات صورتیں

تخفیف: لغت میں نرمی پیدا کرنے اور ہلکا کرنے کو کہتے ہیں۔ تخفیف کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱)......تخفیف اسقاط: کوئی حکم بالکل ہی ساقط کر دیا جائے، جیسے بیماری کی وجہ سے جماعت اور جمعہ کے وجوب کا ختم ہو جانا، اور حیض ونفاس میں نماز وغیرہ۔

(۲)......تخفیف تنقیص: واجب کی مقدار میں کمی کر دی جائے، جیسے چار رکعت نماز سفر میں دو رکعت ہو جاتی ہے۔

(۳)......تخفیف ابدال: یعنی ایک حکم کو دوسرے آسان حکم سے بدل دینا، جیسے وضو اور غسل کے بجائے تیمّم، نماز میں قیام کے بجائے بیٹھنا یا لیٹنا۔

(۴)......تخفیف تقدیم: آسانی کے لئے کوئی عمل مقررہ وقت سے پہلے جائز کر دیا جائے، جیسے عرفات میں ظہر وعصر کو جمع کرنا، اور سال گذرنے سے پہلے زکوۃ ادا کرنا۔

(۵)......تخفیف تاخیر: کوئی فریضہ مقررہ وقت سے مؤخر کر دیا جائے، جیسے مزدلفہ میں

مغرب وعشاء کو مغرب کے وقت کے بعد تاخیر سے ادا کرنا، اور مریض ومسافر کے لئے رمضان کے روزوں کی قضا۔

(۶)......تخفیف ترخیص: یعنی سبب ممانعت موجود ہو، پھر بھی سہولت کے لئے ممانعت کا حکم نہ لگایا جائے، جیسے نجاست کی تھوڑی مقدار سے درگذر اوراس کے باوجود نماز کا صحیح ہوجانا۔

(۷)......تخفیف تغیر: یعنی اصل حکم کو باقی رکھتے ہوئے کیفیت میں تبدیلی پیدا کردی جائے جیسے خوف کی حالت میں عمل کثیر کے ساتھ نماز پڑھی جائے گی، لیکن کیفیت بدل جائے گی۔

(قاموس الفقہ ص۴۳۵ ج۲ /عنوان: تخفیف۔ ص۴۷۸ ج۳ /عنوان: رخصت)

مفتی کو چاہئے کہ سہل پہلو پر فتوی دے

جو چیزیں بغیر کراہت جائز ہیں اور شریعت میں ان کے لئے رخصت ہے، مفتی کو چاہئے کہ عوام کے لئے ایسے سہل پہلو کو اختیار کرے اوراس پر فتوی دے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وفی عمدۃ الاحکام من کشف البزدوی : یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسیرا علی العوام مثل التوضی بماء الحمام' والصلوۃ فی الاماکن الطاھرۃ بدون المصلی'' الخ۔(عقد الجید ص۷۳)

''کشف البزدوی'' کے حوالہ سے ''عمدۃ الاحکام'' میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مفتی کے لئے مستحب ہے کہ عوام کی آسانی کی غرض سے رخصتوں پر فتوی دے، جیسے حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک جگہوں میں بغیر جائے نماز کے نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

مفتی کو یہ بھی چاہئے کہ لوگوں کو ایسی بات کا فتوی دے جو ان کے حق میں زیادہ آسان ہو بالخصوص کمزوروں کے لئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’ینبغی للمفتی ان یاخذ بالایسر فی حق غیرہ خصوصا فی حق الضعفاء ، لقوله علیه السلام لابی موسی الاشعری و معاذ حین بعثهما الی الیمن : یسرا ولا تعسرا‘‘۔(عقد الجید ص۴۷)

مناسب ہے کہ مفتی ایسا قول اختیار کرے جو دوسروں کے حق میں خصوصا کمزوروں کے حق میں آسان تر ہو،اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن روانہ کیا تو ارشادفرمایا:تم دونوں آسانی کرنا اور تنگی نہ کرنا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی بوقت ضرورت آسانی والے قول پرفتوی دینے کی صراحت کی ہیں:’’وفی المعراج عن فخر الائمة : لو افتی مفت بشئی من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة طلبا للتیسیر کان حسنا‘‘۔

(شامی،ص۴۸۲ج۱، باب الحیض ، مطلب : لو افتی مفت ، الخ ، کتاب الطهارة)

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ نے یہ قول ’’البحرالرائق‘‘میں نقل کیا ہے۔

(ص۱۹۳ج۳، باب الحیض)

اس مختصر رسالہ میں شریعت مطہرہ کے اس مقصد آسانی کے متعلق آیات واحادیث اور چند مفید اورضروری باتیں جمع کی گئی ہیں، اللہ تعالی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت عطافرمائے ،اورراقم کے لئے ذخیرۂ آخرت وذریعہ نجات بنائے ،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۵/ذی الحجہ۱۴۴۲ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۲۱ء

جمعرات

دین میں آسانی ہے تنگی نہیں

قرآن وحدیث سے یہ امر مسلم ہے کہ دین میں آسانی اور سہولت کا پہلو مطلوب ہے، اور مشکلی اور سختی معیوب ہے، اور آسانی والی رخصت پر عمل مطلوب ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

قرآن کریم کی پانچ آیتیں

(۱)......ذٰلِکَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ رَحۡمَةٌ۔ (پ:۲/، سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۷۸)

ترجمہ:...... یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک آسانی پیدا کی گئی ہے اور ایک رحمت ہے۔

(۲)......یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ۔ (پ:۲/، سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۸۵)

ترجمہ:......اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں، اور تمہارے لئے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتے۔

(۳)......یُرِیۡدُ اللّٰهُ اَنۡ یُّخَفِّفَ عَنۡکُمۡ ج وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا۔

ترجمہ:......اللہ تعالی چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں، اور انسان کمزور پیدا ہوا ہے۔ (پ:۵/، سورۂ نساء، آیت نمبر:۲۸)

(۴)......مَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیَجۡعَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ۔ (پ:۶/، سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۶)

ترجمہ:......اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتے۔

(۵)......وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ۔ (پ:۱۷/، سورۂ حج، آیت نمبر:۷۸)

ترجمہ:......اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

احادیث نبویہ......آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا

(۱)......بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا موسى ومعاذ بن جبل الى اليمن ، قال : وبعث كلّ واحد منهما على مِخْلاف ، قال : واليمن مِخلافانِ ، ثم قال : يسّرا ولا تعسّرا ، وبشّرا ولا تنفرا ، الخ۔

(بخاری، باب بَعْثِ أبي موسى ومعاذ بن جبل الى اليمن قبل حجة الوداع ، كتاب المغازي ، رقم الحديث:۴۳۴۱/۴۳۴۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا، اور ان میں سے ہر ایک کو مختلف ضلعوں میں بھیجا، راوی فرماتے ہیں کہ: یمن میں دو اضلاع ہیں، پھر ارشاد فرمایا: تم دونوں آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا، اور بشارت دینا اور لوگوں کو متنفر نہ کرنا۔

نوٹ:...... یہ روایت مختلف الفاظ سے کتب احادیث میں مروی ہے، ''مسلم شریف'' کی روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں:

(ا)......بشّروا ولا تنفّروا ، و يسّروا ولا تعسّروا۔

(ب)......يسّرا ولا تعسّرا ، وبشّرا ولا تنفّرا ، و تطاوعا ولا تختلفا۔

(ج)......يسّروا ولا تعسّرا ، وسكّنوا ولا تُنفّروا۔

(مسلم، باب في الامر بالتيسير وترک التنفير ، كتاب الجهاد والسير ، رقم الحديث: ۱۷۳۳/۱۷۳۴)

(۲)......انّ أبا هريرة قال : قام أعرابي ، فبال في المسجد ، فتَناوَلَه النّاسُ ، فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم : دَعُوه و هَرِيقوا على بَوْله سَجْلا من ماءٍ ، أو ذَنوبا من ماءٍ

فانّما بُعِثتم مُيَسِّرين و لم تُبعثوا مُعسِّرين ۔

(بخاری، باب صبِّ الماء على البول فى المسجد ، كتاب الوضوء ، رقم الحديث:۲۲۰۔

باب قول النبى صلى الله عليه وسلم : يسروا ولا تعسروا ، كتاب الادب ، رقم الحديث:۶۱۲۸)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک اعرابی کھڑے ہوئے پھر انہوں نے مسجد میں پیشاب کر دیا، پس صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو ڈانٹنے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو اور ان کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا بھر کر ڈال دو،...اس لئے کہ تم آسانی کرنے کے لئے بھیجے گئے اور مشکل میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

آپ ﷺ آسان امر کو اختیار فرماتے

(۳)......عن عائشة رضى الله عنها انّها قالت : ما خُيِّرَ رسول الله صلى الله عليه وسلم بين امرين الا اخذ ايسرهما ما لم يكن اثما ' فان كان اثما كان ابعد الناس منه ، الخ۔(بخاری، باب صفة النبى صلى الله عليه وسلم ، كتاب المناقب ، رقم الحديث:۳۵۶۰)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو اختیار فرمایا جو ان دونوں میں آسان تھی، جب کہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ چیز گناہ ہوتی تو آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ ہے جو آسان ہو

(۴)......قال النبى صلى الله عليه وسلم احبُّ الدّين الى الله الحَنِيفِيَّةُ السَّمُحَةُ۔

(بخاری، باب الدين يسر ، كتاب الايمان ، قبل رقم الحديث:۳۹)

ترجمہ:......نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ ہے جو باطل

ادیان سے الگ ہو اور آسان ہو۔

اللہ تعالی نے اس امت کے احکام میں میری وجہ سے تخفیف فرمادی

(۵)......عن علی رضی اللہ عنہ : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :....... فَبِی خَفَّفَ اللہ عن ھذہ الامۃ۔(ترمذی، سورۃ المجادلۃ ، ابواب التفسیر ، رقم الحدیث:۳۳۰۰)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے اس امت کے احکام میں میری وجہ سے تخفیف فرمادی ہے۔

تمہارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو

(۶)......عن بریدۃ رضی اللہ عنہ : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : انّ خیر دینکم ایسرہ ، انّ خیر دینکم أیسرہ ، انّ خیر دینکم أیسرہ۔

(مسند احمد ص ۴۵۸ ج ۳۳، حدیث محجن بن الادرع ، رقم الحدیث:۲۰۳۴۹)

ترجمہ:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو، تمہارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو، تمہارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو۔

تشریح:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ''الادب المفرد'' میں تفصیل سے آئی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت رجاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت محجن اسلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دن جا رہا تھا یہاں تک کہ ہم اہل بصرہ کی مسجد تک پہنچ گئے ، وہاں دیکھا کہ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک دروازہ پر بیٹھے ہیں اور مسجد میں ایک صاحب نماز پڑھ رہے ہیں جن کو سکبہ کہا جاتا تھا، یہ لمبی نماز پڑھتے تھے، جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے'ان کے مزاج میں مزاح اور دل لگی تھی، وہ کہنے لگے: اے محجن! تم نماز پڑھو گے جیسے سکبہ نماز پڑھتے ہیں؟ یہ سن کر حضرت محجن رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا اور واپس آ گئے، پھر حضرت محجن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) میرا ہاتھ پکڑا اور ہم چلتے رہے یہاں تک کہ احد پہاڑ پر چڑھ گئے (پھر) آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف رخ فرمایا اور فرمایا کہ: اس بستی کا برا حال ہوگا جب اس کے رہنے والے اسے اس وقت چھوڑ دیں گے جب (یہ بستی) خوب زیادہ آباد ہوگی (قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا تو بہت سارے لوگ جو مدینہ منورہ میں رہنے والے ہوں گے وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے جائیں گے) اس کے پاس دجال آئے گا، وہ ہر دروازے پر ایک فرشتہ پائے گا، لہذا دجال اس میں داخل نہ ہوگا، اس کے بعد آپ ﷺ پہاڑ سے اتر آئے یہاں تک کہ ہم مسجد میں پہنچ گئے، آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع' سجدہ (بھی) کر رہا ہے، مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ اس پر میں اس کی خوب تعریف کرنے لگا، اور عرض کیا کہ: رسول اللہ ﷺ یہ فلاں ہے اور فلاں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا اس کو نہ سناؤ، ورنہ اسے ہلاک کر دو گے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ حجروں کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ جھاڑ دیئے، پھر فرمایا کہ: تمہارے دین میں سب سے بہتر عمل وہ ہے جو آسان تر ہو، (اس کو آپ ﷺ نے) تین مرتبہ فرمایا۔ (الادب المفرد مترجم ص۲۵۲، باب يُحثى فى وجوه المدّاحين ، رقم الحديث:۳۴۱)

فیصلہ کرنے اور تقاضا کرنے میں آسانی پر جنت کا وعدہ

(۷): ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ایک شخص فیصلہ کرنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگیا۔ (مسند احمد ص۱۱۰ ج ۲، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت۔ تبیان القرآن ص ۶۸۸ ج۱)

اللہ تعالی آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں

(۸)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : ان الله يحب ان تؤتی میاسره کما یحب ان تؤتی عزائمه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۶ ج ۱۳، فی الاخذ بالرخص ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۷۰۰۳)

ترجمہ: ......حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یقیناً اللہ تعالی آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔

(۹)......قال ابن عباس رضی الله عنهما : ان الله يحب ان تُؤتی مَیَاسِرُه کما یحب أن تُوتی عزائمه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۷ ج ۱۳، فی الاخذ بالرخص ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۲۷۰۰۴)

ترجمہ: ......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یقیناً اللہ تعالی آسانیوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔

(۱۰)......قول ابراهيم النخعی : اذا تخالجک أمران فظن ان احبهما الی الله أيسرهما۔ (الموسوعة الفقهية ص ۲۱۴ ج ۱۴، العنوان : تیسیر)

ترجمہ: ......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے: جب دو چیزوں میں خلجان ہو تو یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ ان میں آسان تر ہے۔ (موسوعہ فقہیہ اردو ص ۲۴۸ ج ۱۴)

سختی کی ممانعت کی احادیث

بوڑھے شخص کے پیدل حج کی نذر پر ناراضگی

(۱)......عن انس رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم رأی شیخا یُهادٰی بین ابُنَیُه ' قال : ما بال هذا ؟ قالوا: نذر ان یمشیَ ، قال : ان الله عن تعذیب هذا نفسَه لغنیٌّ ، و أمَرَه ان یر کبَ۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ایک بوڑھے شخص اپنے دو بیٹوں کے (کندھوں پر) ٹیک لگا کر چل رہے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ان کو کیا ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ: انہوں نے پیدل چلنے کی نذر مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جو اپنے آپ کو عذاب دے رہے ہیں، اللہ تعالی اس سے مستغنی ہیں، اور آپ ﷺ نے ان کو سوار ہونے کا حکم فرمایا۔

(بخاری، باب من نذر المشی الی الکعبة ، کتاب جزاء الصید ، رقم الحدیث:۱۸۶۵)

پیدل حج کی نذر پر تنبیہ

(۲)......عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال : جاء رجل ' فقال : یا رسول الله ! اِن اُختی نذرَتُ ان تحُجّ ماشیةً ، (وفی روایة : انّه یشُقُّ علیها المَشیُ) فقال : ان الله لا یصُنع بشقَاء اُختِک شیئا ، لِتَحُجَّ راکِبة ' ثم لِتُکفِّر عن یمینها۔

(فتح الباری ص۲۲۹ ج۲۱، باب النذر فیما لا یملک ، کتاب الأیمان والنذور ، تحت رقم الحدیث:۶۷۰۱)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے (حجۃ

الوداع) میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن نے پیدل حج کی نذر مانی تھی اور اب اس کے لئے چلنا مشکل ہوگیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تیری بہن کے مشقت میں پڑنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اسے چاہئے کہ وہ سوار ہوکر حج ادا کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

ناک میں دھاگہ ڈال کر چلنے کی منت پر دھاگہ کاٹ دینا

(۳)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ النبی صلی الله علیه وسلم مرّ وهو یطوف بالکعبة بِانسان یقود انسانا بخزامة فی أنفه ، فقطعها النبی صلی الله علیه وسلم بیده ثم أمره ان یقودَه بیده۔

(بخاری، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة ،کتاب الأیمان والنذور، رقم الحدیث:۶۷۰۳)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جس وقت نبی کریم ﷺ کعبہ کا طواف فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ ایک صاحب کے پاس سے گذرے جن کی ناک میں دوسرے صاحب نے دھاگہ (یا ریشم کی مہار) ڈالا تھا اور اس کو چلا رہے تھے آپ ﷺ نے اس دھاگہ (یا ریشم) کو اپنے دست مبارک سے کاٹ دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس صاحب کو اپنے ہاتھ سے چلائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احرام میں سختی کرنے پر تنبیہ فرمانا

(۴)......ان عمر رضی الله عنه رأی رجلا قد احرم من قَطْرٍ ، سَیِّء الهَیْئة ، فقال : انظروا الی ما صنع هذا بنفسه وقد یسّر الله علیه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۱ ج۸، من کره تعجیل الاحرام ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۸۴۱)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بری ہیئت میں دیکھا کہ اس نے ''قطر''

سے احرام باندھا تھا، تو آپ نے فرمایا: اس کو دیکھو اس نے اپنے ساتھ کیا کیا ہوا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالی نے اس پر آسانی فرمائی تھی۔

تشریح:...... قَطَر: واسط اور بصرہ کا درمیانی علاقہ ہے۔

(معجم البلدان ص۴۲۳ ج ۴۔ حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ)

ایک اور روایت میں ذرا تفصیل ہے کہ: ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خستہ حالت میں دیکھا، تو اس کو بازو سے پکڑا اور لوگوں کی مجلسوں میں گھمایا، اور آپ فرما رہے تھے: اس کو دیکھو اس نے اپنے آپ کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالی نے اس پر وسعت فرمائی ہے۔

''ان رجلا قد احرم من الكوفة ، فرآه عمر رضی الله عنه سیء الهيئة ، فاخذ بيده وجعل يدور به فى الحِلَق ، ويقول : انظروا الى ما صنع هذا بنفسه وقد وسّع الله عليه''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲ ج ۸، من كره تعجيل الاحرام ، رقم الحديث:۱۲۸۴۳)

اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت واضح طور پر امت کو قولاً اور سختی کر کے عملاً بھی یہ تعلیم دی ہے کہ دین میں سختی معیوب اور غیر پسندیدہ ہے، اور یسر اور آسانی کا معاملہ اختیار کرنا چاہئے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات

فقہاءکرام رحمہم اللہ نے ان آیات اوراحادیث سے یہ قواعد مستنبط کئے ہیں:

(۱)......التاسع : ما اذا كان أحدهما أوفق لأهل الزمان كان أوفق لعرفهم أو أسهل عليهم أولى بالاعتماد عليه۔(شرح عقود رسم المفتی ص۸۹)

(۲)......والحرج مدفوع ۔(حرج کوختم کیا گیاہے)۔

(شامی ص۲۸۶ ج۱، مطلب : فی ابحاث الغسل ، كتاب الطهارة، ط: مکتبہ دارالباز،مکۃ المکرّمہ)

(۳)......والمشقة تجلب التيسير۔(مشقت آسانی اورسہولت کولاتی ہے)۔

(الاشباہ والنظائر ص۶۴، القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التيسير)

(۴)......اذا ضاق الامر اتسع حكمه ۔(جب معاملہ میں تنگی ہوتو کشادگی پیدا ہوتی ہے)۔(القواعدالفقہیہ ص۹۰، القاعدة الخامسة : الامر اذا ضاق اتسع)

(۵)......الضرورات تبيح المحظورات۔(ضرورتیں محظورات کومباح کردیتی ہیں)۔

(الاشباہ والنظائر ص۷۳، القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التيسير۔القواعدالفقہیہ ص۷۳ ، القاعدة الاولى : الضرورات تبيح المحظورات)

(۶)......الضّرر يُزَال۔(ضررکودفع کیاجائے گا)

(نورالبصائرشرح الاشباہ والنظائر ص۴۲۸ ج۱، القاعدة الخامسة : الضّرر يزال)

تشریح:......ان قواعد کی مختصرتشریح مناسب ہے۔حضرت مولانامفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ تحریرفرماتے ہیں:

جان یاعضو کے تلف ہونے کا اندیشہ تو نہ ہو،صرف جسمانی یامالی نا قابل تحمل تلافی نقصان کا شدید خطرہ ہو،لیکن اس کا دفعیہ وازالہ بھی اسباب کے تحت قدرت واختیارمیں ہو،

اس کومشقت کہتے ہیں،اور فقہاء کرام اس کے بارے میں ''المشقة تجلب التیسیر'' فرماتے ہیں۔

انہی صورتوں میں جب نا قابل تلافی نقصان کا شدید خطرہ تو نہ ہو،مگر اس کا تحمل یا تلافی کرنا بے حد دشوار ہو،جس سے بے حد تنگی رہتی ہو، معاش' معاشرہ دشوار و تنگ تر بنا ہوا ہو تو اس کو حرج کہتے ہیں۔اس کے بارے میں فقہاء کرام ''الحرج مدفوع''فرماتے ہیں۔

ان دونوں (مشقت وحرج) میں محرمات منصوصہ کی مخالفت یا ترک کی گنجائش نہ ہوگی، مشقت وحرج کے ازالہ کا دائرہ اثر وہیں تک ہوتا ہے جہاں تک کوئی نص اس کے خلاف میں موجود نہ ہو، چنانچہ ''الاشباہ والنظائر مع الحموی'' (ص۱۰۶) میں تصریح ہے کہ:''المشقة والحرج انما یعتبر فی موضع لا نص فیه واما مع النص بخلافه فلا''۔

(الاشباہ والنظائر،القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التیسیر)

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ نص عسر سے نص یسر کی طرف منتقل ہو جائیں، جیسے نص غسل و وضو سے نص تیمّم کی طرف منتقل ہونا،اور جیسے اتمام صلوۃ کی نص سے قصر صلوۃ کی نص کی طرف منتقل ہونا۔

اسی طرح اگر کوئی دوسری نص جو متقاضی یسر و وسعت کا ہو نہ ملے،مگر مشقت یا حرج کا باعث ایسا حکم ہو جس کی بناء محض کسی مجتہد کا قیاس و استنباط ہو تو اس میں بھی حدود شرع میں رہتے ہوئے یسر و وسعت کی جانب منتقل ہونے کی گنجائش ہوتی ہے،لیکن انتقال کی ان دونوں صورتوں میں ''جواز انتقال من العسر الی الیسر'' یا ''انتقال من الضیق الی الوسعة''میں شرائط و قیود وہی ہوں گی جو پہلے گذر چکی ہیں،یعنی اپنا بار بار کا تجربہ صحیحہ شاہد ہو، یا اس شعبہ کے ماہر وحاذق باشرع بادیانت مسلمان کی تشخیص حاکم ہو،خود رائی یا ہر کسی کی

رائے معتبر نہ ہوگی۔

(منتخبات نظام الفتاوی ص ۳۵۹/۳۶۲ ج۱، کتاب الحظر والاباحۃ، ط: اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

نوٹ:......شریعت نے آسانی اور سہولت ہی کی وجہ سے حالت اضطرار میں حکم کی تبدیلی کو ملحوظ رکھا ہے، یہ بھی رخصت ہی کا ایک حصہ ہے، اس لئے یہاں حالت اضطرار میں حکم کی تبدیلی کے متعلق چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

اضطرار میں حکم بدل جاتا ہے

قرآن وحدیث اور فقہاء کے اقوال سے یہ امر مسلم ہے کہ اضطرار اور مجبوری میں حکم میں تبدیلی آجاتی ہے، اور عزیمت رخصت سے بدل جاتی ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

قرآن کریم کی آیات

(۱)......فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(پ:۲/، سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۷۳)

ترجمہ:......ہاں اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو (اور ان چیزوں میں سے کچھ کھالے) جبکہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ وہ (ضرورت کی) حد سے آگے بڑھے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ تعالی بہت بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

(۲)......فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(پ:۶/، سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۳)

ترجمہ:......ہاں جو شخص شدید بھوک کے عالم میں بالکل مجبور ہو جائے (اور اس مجبوری میں ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے) بشرطیکہ گناہ کی رغبت کی بنا پر ایسا نہ کیا ہو، تو بیشک اللہ تعالی بہت معاف کرنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

(۳)......وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ۔(پ:۸ر،سورۂ انعام آیت نمبر:۱۱۹)

ترجمہ:……اورتمہارے لئے کونسی رکاوٹ ہے جس کی بنا پرتم اس جانور میں سے نہ کھاؤ جس پراللہ کا نام لے لیا گیا ہو؟ حالانکہ اس نے وہ چیزیں تمہیں تفصیل سے بتادی ہیں جواس نے تمہارے لئے (عام حالات میں) حرام قرار دی ہیں، البتہ جن کو کھانے پرتم بالکل مجبور ہی ہوجاؤ(توان حرام چیزوں کی بھی بقدرضرورت اجازت ہوجاتی ہے)۔

(۴)……فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(پ:۸ر،سورۂ انعام،آیت نمبر:۱۴۵۔اور:سورۂ نحل،آیت نمبر:۱۱۵)

ترجمہ:……ہاں جوشخص (ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے پر) انتہائی مجبور ہو جائے جبکہ وہ نہ لذت حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کررہا ہو،اور نہ ضرورت کی حد سے آگے بڑھے،تو بیشک اللہ تعالی بہت بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

احادیث…… بیماری میں اونٹنیوں کے دودھ اور پیشاب پینے کی اجازت

حدیث شریف سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے حرام سے انتفاع کا حکم دیا گیا۔

(۱)……عن انس رضی اللہ عنہ قال : قدِم اُناس من عُکْلٍ او عُرَیْنة فَاجتَوَوُا المدینة فأمرهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلِقاح وأن یشربوا من ابوالها وألبانها ، الخ۔

(بخاری، باب ابوالِ الابل والدّوابِّ والغنم ومرابِضها ،کتاب الوضوء ، رقم الحدیث:۲۳۳)

ترجمہ:……حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:عکل یا عرینہ سے کچھ لوگ آئے ، انہیں مدینہ موافق نہیں آیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ دودھ والی اونٹنیوں کے باڑے میں چلے جائیں اوران کا پیشاب اوردودھ پئیں۔

مجبوری میں مردہ اونٹنی کے گوشت کھانے کی اجازت

(۲)……عن جابر بن سمرةَ رضی اللہ عنہ انّ رجلا نزل الحَرَّة و معه أهلُه و ولدُه ' فقال رجل : اِنّ ناقةً لی ضَلَّتْ ' فان وجدْتَها فأمسِکْها ' فوجدها فلم یجِدْ صاحبَها ' فمَرِضَتْ ' فقالت امرأتُه : انحَرْها ' فأبی ' فنفقَتْ ' فقالت : اسلُخْها حتی نُقَدِّدَ شَحْمَها ولَحْمَهَا و نَأْکُلَهُ ' فقال : حتّی أسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فأتاه فسأله ' فقال : هل عندک غِنًی یُغْنِیکَ ؟ قال : لا ، قال : فکُلوها ' قال : فجاء صاحِبُها ' فأخبره الخبَرَ ، فقال : هلا کنتَ نحرْتَها ؟ قال : استَحیَیْتُ مِنک۔

(ابوداؤد، باب فیمن اضطر الی المیتة ، کتاب الاطعمة ، رقم الحدیث:۳۸۱۵)

ترجمہ:……حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:ایک (اجنبی) صاحب (مدینہ منورہ آکر) مقام حرہ میں ٹھہرے، ان کے ساتھ ان کے اہل وعیال بھی تھے،ایک مقامی

صاحب نے ان سے کہا: میری اونٹنی گم ہوگئی ہے، اگر آپ کو ملے تو پکڑ لینا، چنانچہ ان کو ایک اونٹنی ملی تو اس کو پکڑ لیا مگر اونٹنی کے مالک کہیں نظر نہ آئے، اتفاق سے وہ اونٹنی بیمار ہوگئی، ان کی بیوی نے کہا: اس کو ذبح کردو، مگر شوہر نے نہ مانا، پس وہ اونٹنی مرگئی، پھر ان کی بیوی نے کہا: اچھا اب اس کی کھال اتار لو تا کہ ہم اس کا گوشت اور چربی کاٹ لیں اور اس کو کھالیں، انہوں نے کہا: جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں، چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا، آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چیز کھانے کی ہے جو تجھ کو اس میتہ سے مستغنی کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کھالو، راوی فرماتے ہیں: اس کے بعد اونٹنی کے مالک آئے تو انہوں نے اس کو پورا واقعہ بتایا، تو مالک نے کہا: آپ نے مرنے سے پہلے اس کو ذبح کیوں نہ کرلیا؟ انہوں نے عرض کیا: مجھے آپ سے شرم آئی۔

بیماری میں سونے کی ناک لگوانے کی اجازت

(۳)......عن عبد الرحمن بن طَرفة رحمه الله : أنّ جَدَّه عَرُفجة بن اسعدَ رضی الله عنـه قُطِع انفُه يوم الكُلاب ، فاتخذ أنَفاً من ورِقٍ ، فَأَنْتَنَ عليه ، فأمره النبی صلی الله عليه وسلم، فَاتَّخذ اَنُفاً من ذهب۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی ربط الاسنان بالذهب ، كتاب الخاتم ، رقم الحديث :۴۲۳۲۔ترمذی، باب ما جاء فی شد الأسنان بالذهب ، ابواب اللباس عن رسول الله صلی الله عليه وسلم ، رقم الحديث: ۱۷۷۰۔نسائی، من اصيب انفه هل يتخذ انفا من ذهب ،كتاب الزينة ، رقم الحديث:۵۱۷۶)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: ان کے دادا حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی کلاب (کی جنگ) کے دن میں ناک کاٹی گئی، انہوں نے

چاندی کی ناک بنوائی، تو اس سے بدبو آنے لگی، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا، اس پر انہوں نے سونے کی ناک بنوائی۔

بیماری میں مردوں کے لئے ریشم پہننے کی اجازت

مردوں کے لئے ریشم پہننا منع ہے۔

(بخاری، باب : لُبس الحریر وافتراشه للرّجال و قدر ما یجوز منه ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث: ۵۸۲۸/۵۸۲۹/۵۸۳۰/۵۸۳۱/۵۸۳۲/۵۸۳۳)

مگر آپ ﷺ نے بیماری میں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

(۴)......عن انس رضی الله عنه قال : رخَّص النبی صلی الله علیه وسلم للزبیر وعبد الرحمن فی لُبس الحریر لِحِکَّةٍ بهما۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے خارش کی وجہ سے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی۔

(بخاری، باب ما یُرخّص للرّجال من الحریر للحِکّة ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۵۸۳۹)

اضطرار میں حرام اشیاء کے عدم استعمال پر جہنم کی وعید

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اضطرار کی حالت کے بارے میں یہاں تک منقول ہے کہ:

(۵)......عن مسروق رحمه الله قال : من اضطُرّ الی المیتة والدّم ولحم الخنزیر' فلم یأکل ولم یشرب حتی یموتَ دخل النّار۔

ترجمہ:......جو شخص حالت اضطرار میں مردار' خون اور خنزیر کے گوشت کو نہ کھائے یا پیئے اور

موت واقع ہوجائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۷۰ ج۱۹، باب مایحل من المیتة بالضرورة ، کتاب الضحایا ، رقم الحدیث ۱۹۶۷۴۔مصنف عبدالرزاق ص۴۱۳ ج۱۰، باب المیتة ، کتاب الجامع ، رقم الحدیث :۱۹۵۳۶)

''**الاستشفاء بالمحرم انما لا یجوز اذا لم یعلم ان فیه شفاء ، اما اذا علم ان فیه شفاء ولیس له دواء آخر غیره ، فیجوز الاستشفاء به**''۔

(المحیط البرهانی ص۸۲ ج۸، الفصل التاسع عشر فی التداوی ، الاستحسان)

یعنی حرام دواء سے شفا حاصل کرنا جائز نہیں جب تک اس سے شفاء کا یقین نہ ہو، ہاں جب شفاء کا یقین ہوجائے اور اس بیماری کے لئے اور کوئی (حلال) دواء نہ ہو تو جائز ہے۔

خاتمہ......شریعت کے آسان کردہ چند مسائل کی مثالیں

خاتمہ میں چند مثالیں لکھی جاتی ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ شریعت نے آسانی کا بکثرت معاملات واحکام میں خیال کیا، جیسے:

پانی نہ ہونے کی حالت میں تیمّم کا حکم ہے

(۱)...... پانی نہ ہونے کی حالت میں تیمّم کا حکم دیا گیا:

(۱)......﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ﴾۔(پ:۶/سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۶)

ترجمہ:......اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

بیمار کے لئے وضو کے بجائے تیمّم کی اجازت

(۲)...... بیمار کے لئے وضو کے بجائے تیمّم کی اجازت ہے۔

(۱)......عن الزهری فی المریض لا یستطیع ان یتوضأ ، قال : یتیمم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۸ ج ۲، فی المریض لایستطیع ان یتوضأ ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۲۱۲۹)

ترجمہ:......حضرت زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر بیمار وضو کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تیمّم کرے۔

(۱)...... ولو کان یجد الماء الا انه مریض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه یتیمم۔(ہدایہ ص ۴۸ ج ۱، فی باب التیمم ، کتاب الطهارة)

پٹی پر مسح کرنے کا جواز

(۳)......زخم کی وجہ سے پٹی پر مسح کی اجازت دی گئی ہے۔

(۱)......عن علی بن ابی طالب قال : اِنکسرتُ احدٰی زَنْدَیَّ ‘ فسألتُ النبی صلی الله علیه وسلم ‘ فأمرنی اَن امسحَ علی الجبائر۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرا ایک پہنچا ٹوٹ گیا (تو پلاستر لگایا گیا) تو میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے مجھے پٹیوں پر مسح کرنے کا حکم فرمایا۔

(ابن ماجہ، باب المسح علی الجبائر ، کتاب الطهارة و سننها ، رقم الحدیث:۶۵۷)

(۲)......عن ابی امامة ‘ عن النبی صلی الله علیه وسلم انه لما رماه ابن قمئة یوم احد ‘ رأیت النبی صلی الله علیه وسلم اذا توضأ حل عن عصابته و مسح علیها بالوضوء۔ (معجم طبرانی کبیر ص۱۵۴ ج۸، مکحول الشامی عن ابی امامة ، رقم الحدیث:۷۵۹۷، مجمع الزوائد ص۳۶۹ ج۱، باب فی المسح علی الجبیرة ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۱۴۳۰)

ترجمہ:......حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جنگ احد میں ابن قمئہ نے نبی کریم ﷺ کو تیر مارا تو میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وضو فرماتے ہوئے پٹی پر مسح فرما رہے ہیں۔

آپ ﷺ کا ہر وضو میں مسواک کا حکم نہ فرمانا

(۴)......امت کو دشواری سے بچانے کے خاطر آپ ﷺ نے ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم نہیں فرمایا۔

(۱)......قال ابو هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم : لولا ان اشق علی امتی‘ لأمرتهم بالسّواک عند کلّ وضوء۔

(بخاری، باب السواک الرطب والیابس للصائم ، کتاب الصوم ، قبل رقم الحدیث :۱۹۳۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر مجھے اپنی امت کی دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔

حائضہ سے نماز کی قضا معاف کر دی گئی

(۵)......شریعت مطہرہ نے آسانی ہی کے خاطر حائضہ سے نماز کی قضا معاف کر دی۔

(۱)......أنّ امرأة قالت لعائشة رضى الله عنها : أتَجْزِى اِحْدانا صلا تها اذا طَهُرت ؟ فقالت : أحَرُورِيَّةٌ انتِ ؟ كنّا نحيض مع النبى صلى الله عليه وسلم فلا يأمُرُنا به ، أو قالت فلا نَفْعَلُه۔

(بخاری، باب لا تقضى الحائض الصلوة ، كتاب الحيض ، رقم الحديث:۳۲۱)

ترجمہ......ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ: کیا ہم میں سے کسی کے لئے یہ کافی ہے کہ جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو وہ (قضا) نمازیں پڑھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو؟ ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ حیض آتا تھا تو آپ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیتے تھے یا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : ہم یہ نہیں کرتے تھے (یعنی نماز نہیں پڑھتے تھے)۔

تشریح:......حروریہ: حروراء کی طرف منسوب ہے، یہ ایک جگہ کا نام ہے جہاں خوارج جمع ہوئے تھے۔ خوارج اس بات کے قائل نہیں تھے کہ حائضہ سے نمازیں بالکل معاف ہوجاتی ہیں، بلکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ نماز اس وقت تو منع ہے لیکن جب پاک ہوجائے تو اس کے ذمہ قضا واجب ہے۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عورت کے اس سوال پر فرمایا: کیا تو حرروریہ ہے؟۔ (مستفاد: انعام الباری ص ۴۹۷ ج ۲)

امام کونماز مختصر پڑھانے کا حکم

(۶)......نمازیوں کی آسانی ہی کے خاطر شریعت کی تعلیم ہے کہ امام نماز مختصر پڑھائے۔

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه أنّ رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : اذا صلی احدُكم للناس فَلْيُخَفِّفْ ' فان فيهم الضعيف والسقيم والكبير ، واذا صلی احدكم لنفسه فَلْيُطَوِّلْ ما شاء۔

(بخاری، باب اذا صلی لنفسه فليطول ماشاء ، كتاب الاذان ، رقم الحديث:۷۰۳)

ترجمہ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے کہ اس میں مریض' ضعیف' بوڑھے لوگ بھی ہوتے ہیں' اور جب خود تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔

بیمار کے لئے بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی اجازت

(۷)......بیمار کے لئے بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

(۱)......عن عمران بن حصين رضی الله عنه قال : كانت بی بواسير فسألت النبی صلی الله عليه وسلم عن الصلوة ؟ فقال : صل قائما ' فان لم تستطع فقاعدا ' فان لم تستطع فعلی جنب۔

(بخاری، باب اذا لم يطق قاعدا صلی علی جنب ، كتاب تقصير الصلوة ، رقم الحديث:۱۱۱۷)

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے بواسیر کا مرض تھا، میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں سوال کیا (کہ اس بیماری میں کس طرح نماز ادا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو

تو بیٹھ کر پڑھو، اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بھی طاقت نہ ہوتو کروٹ کے بل نماز پڑھو۔

(۲)......عن جَبَلة بن سُحَيمٍ ' قال : سألت ابن عمر رضی الله عنهما عن صلوة المريض على العود ؟ فقال : لا آمركم ان تتخذوا من دون الله أوثانا ، اِن استطعت أن تصلی قائما ' والا فقاعدا ' والا فمضطجعا۔

ترجمہ:......حضرت جبلہ بن سحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ: کیا بیمار لکڑی پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو معبود بنالو، اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہوتو بیٹھ کر نماز پڑھ لو، اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہوتو لیٹ کر پڑھ لو۔

(۳)......عن المُختار بن فُلْفُل قال : سألت أنسا رضی الله عنه عن صلوة المريض كيف يصلّی ؟ قال : يصلّی جالسا ' ويسجد على الارض۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۲/۵۱۳ ج۲، باب من قال المريض يؤمیء ايماءً ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۸۳۴/۲۸۴۰)

ترجمہ:......حضرت مختار بن فلفل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیمار کی نماز کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیسے نماز پڑھے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ بیٹھ کر نماز پڑھے، اور زمین پر سجدہ کرے۔

بیمار زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو تکیہ پر سجدہ کرلے

(۸)......بیمار جو زمین پر سجدہ نہ کر سکے اس کے لئے تکیہ پر سجدہ کرنے کی اجازت ہے۔

(۱)......قال ابن عباس : يسجد المريض على المِرفَقَةِ والثوب الطيّب۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: بیمار تکیہ اور پاک کپڑے پر سجدہ کرسکتا ہے۔

(۲)......عن ام الحسن : انّها رأتُ ام سلمة رضی الله عنها رَمِدَتْ عینها ' فثنیت لها وِسادة من اَدَم ' فجعلت تسجد علیها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۰۹ ج ۲، فی المریض یسجد علی الوسادة والمرفقة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۸۱۶/۲۸۱۷)

ترجمہ:......حضرت ام حسن رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ: انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے ان کے لئے چمڑے کا ایک تکیہ رکھا گیا جس پر وہ سجدہ کرتی تھیں۔

بیمار بستر پر نماز پڑھ سکتا ہے

(۹)......وہ بیمار جس کو زمین پر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو، بستر پر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۱)......عن حمید ' عن انس : کان یصلی علی فراشه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۱۱ ج ۲، فی الصلوة علی الفراش ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۸۲۶)

ترجمہ:......حضرت حمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ (بیماری کی حالت میں) بستر پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۲)......عن طاووس ' انه کان یصلی علی الفراش الذی مرض علیه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۱۱ ج ۲، فی الصلوة علی الفراش ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۸۲۷)

ترجمہ:......حضرت طاوس رحمہ اللہ بیماری کی حالت میں اپنے بستر پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

بیماراشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے

(۱۰)......وہ بیمار جو کھڑے یا بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا اس کے لئے اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۱)......عن اسماعیل بن رجاء بن ربیعة ' عن أبیه ' قال : کنا عند أبی سعید الخدری فی مرضه الذی توفی فیه ، قال : فأغمیَ علیه ، فلما أفاق ' قال : قلنا له : الصلوة یا ابا سعید ! قال : کفانٍ ، قال ابو بکر : یرید کفان ، یعنی أومأ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۳ ج۲، فی صلوة المریض ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۸۴۳)

ترجمہ:......حضرت اسماعیل بن رجاء بن ربیعہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ: ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مرض وفات میں ان کے پاس تھے، ان پر بیہوشی طاری ہوئی، جب انہیں افاقہ ہوا تو ہم نے عرض کیا: اے ابوسعید! نماز کا وقت ہوگیا ہے، انہوں نے فرمایا: میرے لئے کافی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''کافی ہے'' سے مراد ہے: اشارہ۔

(۲)......عن عروة قال : المریض یومیء ' ولا یرفع الی وجهه شیئا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۳ ج۲، فی باب من قال المریض یومیء ایماء ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۸۴۱)

ترجمہ:......حضرت عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جو) بیمار (کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا ہو وہ) اشارہ سے نماز پڑھے، اور اپنے سر کی طرف کوئی چیز نہ اٹھائے۔

بارش کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کی اجازت

(۱۱)......شریعت نے بارش یا سردی کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کی اجازت دی۔

(۱)......انّ ابن عمر رضی الله عنهما اذّن بالصّلوة فی لیلةٍ ذاتِ بَرْد و ریح ' ثم قال: اَلا صلُّوا فی الرِّحال ' ثم قال : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یأمر المؤذِّن اذا کانت لیلةٌ ذاتُ بردٍ و مطرٍ یقول : اَلا صلُّوا فی الرِّحال۔

(بخاری، باب الرخصة فی المطر والعلة ان یصلی فی رحله ، کتاب الاذان ، رقم الحدیث:٦٦٦)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سردی کی رات میں جب ہوا چل رہی تھی اذان دی پھر فرمایا: سنو! گھروں میں نماز پڑھ لو، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ: جب رات کو سردی ہو یا بارش ہو تو وہ کہے: سنو! گھروں میں نماز پڑھ لو۔

نماز عشاء میں عدم تاخیر

(۱۲)......امت کو دشواری سے بچانے کے خاطر آپ ﷺ نے عشاء تاخیر سے پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا۔

(۱)......عن ابی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لولا أشق علی امّتی لأمرتُهم بتأخیر العشاء ، الخ۔

(نسائی، ما یستحب من تاخیر العشاء ، کتاب المواقیت ، رقم الحدیث:۵۳۵)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کی دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا۔

سفر میں نماز قصر

(۱۳)......سفر میں نماز قصر کا حکم دیا گیا تا کہ آسانی ہو۔

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : الصلوة أوّلُ ما فُرِضَتْ رکعتان ، فأُقِرَّت

صلوۃُ السفر و اُتِمَّتْ صلوۃ الحضر۔

(بخاری، باب یقصر اذا خرج من موضعه ، کتاب تقصیر الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۰۹۰)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نماز ابتداءً دو رکعتیں ہی فرض کی گئی تھیں، پس سفر کی نماز برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز پوری کردی گئی۔

آپ ﷺ کا فرض کے خوف سے تراویح کی جماعت کو ترک فرمانا

(۱۴)......آپ ﷺ نے فرض ہوجانے کے خوف سے تراویح کی جماعت ترک فرمائی۔

(۱)...... انّه صلّی اللّه علیه وسلم صلّی بالنّاس عشرین رکعة لیلتین ، فلمّا کان فی اللیلة الثالثة اجتمع النّاس فلم یخرج الیهم ثم قال : من الغد انّی خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقونها ، متفق علی صحته ۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافع الکبیر ص۱۹۹ ج۱، باب صلوۃ التطوع ، رقم الحدیث :۵۴۱)

ترجمہ......آپ ﷺ نے دو راتیں لوگوں کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھیں، پھر تیسری رات بھی لوگ جمع ہوئے، مگر آپ ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف نہ لائے اور فرمایا: کل اس لئے میں نہیں نکلا، کیونکہ مجھے یہ خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز (تراویح) فرض نہ ہوجائے اور تم اس کی طاقت نہ رکھ سکو۔

صوم وصال کے روزے کی ممانعت

(۱۵)......آسانی ہی کے خاطر شریعت مطہرہ نے صوم وصال کو ناپسند فرمایا۔

(۱)......عن ابی قتادة رضی الله عنه قال : قیل یا رسول الله ! کیف بمن صام الدهر؟ قال : لا صام ولا أفطَرَ – أو لم یصُمْ ولم یُفْطِر –۔

ترجمہ:......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا: جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی افطار کیا۔ (ترمذی، باب ما جاء فی صوم الدھر، ابواب الصوم، رقم الحدیث:۷۶۷)

بیمار کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت

(۱۶)......بیمار کو روزہ چھوڑنے کی اجازت دی گئی۔

(۱)......﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ﴾۔

ترجمہ:......پھر بھی اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے۔ (پ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۸۴)

مسافر کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت

(۱۷)......مسافر کو روزہ چھوڑنے کی اجازت دی گئی۔

(۱)......ان حمزة بن عمرو الأسلمی رضی الله عنه قال للنبی صلی الله علیه وسلم : أأصوم فی السفر ؟– وکان کثیر الصیام – فقال : ان شئتَ فَصُمْ وان شئت فَأَفْطِرْ۔

(بخاری، باب الصوم فی السفر والافطار ، کتاب الصوم ، رقم الحدیث:۱۹۴۳)

ترجمہ:......حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟ -اور وہ کثرت سے روزہ رکھنے والے تھے- آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو افطار کرو۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت

(۱۸)......شریعت مطہرہ نے آسانی ہی کے خاطر حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے

لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت دی ہے۔

(۱)......والحامل والمرضع اذا خافتا على انفسهما أو ولديهما افطرتا وقضتا۔

(ہدایہ ص۲۴۰ ج۱، فصل (ومن كان مريضا) ، كتاب الصوم)

بوڑھے کے لئے روزے کے بجائے فدیہ کا حکم

(۱۹)......اگر بہت بوڑھا شخص روزہ نہ رکھ سکے تو اس کے لئے فدیہ کا حکم ہے۔

(۱)......﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ﴾۔

ترجمہ:......اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا کر (روزے کا) فدیہ ادا کردیں۔(پ:۲ سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۸۴)

تفسیر:......شروع میں جب روزے فرض کئے گئے تو یہ آسانی بھی دی گئی تھی کہ اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ ادا کردے تو یہ بھی جائز ہے، بعد میں آیت نمبر: ۱۸۵ / نازل ہوئی، اس آیت نے اس سہولت کو واپس لے لیا، اور یہ حتمی حکم دے دیا گیا کہ جو شخص بھی رمضان کا مہینہ پائے وہ روزے ضرور رکھے۔ تاہم فدیہ کی سہولت ان لوگوں کے لئے اب بھی باقی رکھی گئی ہے جو نہایت بوڑھے ہوں اور ان میں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہ ہو، اور آئندہ ایسی طاقت پیدا ہونے کی امید بھی نہ ہو۔(آسان ترجمہ)

بیمار کے لئے حج بدل کا حکم

(۲۰)......آسانی ہی کی خاطر شریعت مطہرہ نے بیمار کی طرف سے حج بدل کی اجازت دی۔

(۱)......عن ابن عباس رضي الله عنهما : ان امرأة من جهينة جاء ت الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت : ان امّي نذرت ان تحج فلم تحج حتى ماتت ، افأحج عنها ؟ قال : نعم ، حُجّي عنها ، أرأيت لو كان على اُمُّكِ دين ' اكنتِ قاضية ؟ اقضوا الله'

فالله احق بالوفاء۔

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اورعرض کیا کہ: میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن حج ادانہ کرسکیں اوران کا انتقال ہوگیا،تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کی طرف سے تم حج کرلو، کیا اگرتمہاری والدہ پرقرض ہوتا تو تم اسے ادانہ کرتیں؟ اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے‘ تمہیں اللہ تعالی کا قرض ادا کرنا چاہئے۔

(بخاری، باب الحج والنذور عن الميت ، والرجل يحج عن المرأة ، رقم الحديث:۱۸۵۲)

مزدلفہ کے قیام اوررمی جمرات میں آسانی

(۲۱)......آسانی ہی کے خاطر شریعت نے مزدلفہ کے قیام اور رمی جمرات میں تخفیف فرمائی۔

(۱)...... وكان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما يقدم ضعفة اهله فيقفون عند المشعر الحرام بالمزدلفة بليل فيذكرون الله عز وجل ما بدا لهم ، ثم يرجعون قبل ان يقف الامام و قبل ان يدفع ، فمنهم من يَقْدَمُ منًى لصلوة الفجر ، ومنهم من يقدم بعد ذلک ، فَاِذَا قَدِموا رَمَوُا الجمرة ، وكان ابن عمر رضی الله عنهما يقول : اَرْخص فی اولٓئک رسول الله صلی الله عليه وسلم۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھرانہ کے کمزورافراد کو پہلے سے (منی میں) بھیج دیا کرتے تھے، (اورآپ خود) رات کومزدلفہ میں مسجد مشعرالحرام کے پاس آکر ٹھہرتے اورحسب خواہش اللہ تعالی کا ذکرکرتے تھے، پھرامام کے وقوف کرنے اورکوچ

کرنے سے پہلے ہی منی آجاتے تھے، پھر بعض تو ان میں سے نماز فجر کے وقت منی پہنچتے تھے اور بعض اس کے بعد پہنچتے تھے، پھر جب وہ منی پہنچے تو جمرہ کی رمی کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان سب چیزوں کی رخصت دے رکھی تھی۔

(بخاری، باب من قدم ضعفة اهله بليل فيقفون بالمزدلفة و يدعون و يقدم اذا غاب القمر ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۶۷۶)

قرآن کریم کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے آسان بنایا

(۲۲)......اللہ تعالی نے اکثر لوگوں کے لئے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا سمجھنا آسان بنادیا ہے۔

(۱)......﴿ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ ﴾۔(سورۂ مریم، آیت نمبر:۹۷)

ترجمہ:......چنانچہ (اے پیغمبر!) ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان بنادیا ہے تا کہ تم اس کے ذریعے متقی لوگوں کو خوشخبری دو۔

آپ ﷺ کا بیت اللہ میں داخل نہ ہونے کی تمنا کرنا

(۲۳)......آپ ﷺ کا امت کو مشقت سے بچانے کے خاطر بیت اللہ شریف میں داخل نہ ہونے کی تمنا کرنا۔

(۱)......عن عائشة رضى الله عنها : انّ النبى صلى الله عليه وسلم خرج من عندها وهو مسرور ' ثم رجع الىّ وهو كَئِيب ' فقال : اِنّى دخلت الكعبة ولو استَقبَلتُ من أمرى مَا اسْتَدْبَرْتُ ما دخلتُها ' اِنّى أخاف ان أكون قد شَقَقْتُ على اُمَّتى۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ ان کے پاس

سے خوشی خوشی تشریف لے گئے، لیکن جب واپس تشریف لائے تو غمگین (نظر آرہے) تھے۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ دریافت کی تو) آپ ﷺ نے فرمایا: میں بیت اللہ شریف میں داخل ہوا، اگر مجھ کو اس بات کا پہلے علم ہوتا کہ جو بات مجھے کعبہ شریف میں جانے کے بعد معلوم ہوئی کہ لوگوں کو بیت اللہ شریف میں داخلہ کی دشواری ہوگی تو میں کعبہ میں داخل نہ ہوتا، مجھے اندیشہ ہے کہ میری امت کو بیت اللہ شریف میں داخل ہونے میں دشواری نہ ہو۔

(ابوداؤد، باب فی دخول الکعبۃ ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۲۰۲۹۔ترمذی، باب ما جاء فی دخول الکعبۃ ، ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۷۳)

آپ ﷺ کا ہر لشکر میں شرکت نہ فرمانا

(۲۴)......امت کو مشقت سے بچانے کے خاطر آپ ﷺ نے ہر لشکر میں شرکت نہ فرمائی۔

(۱)......النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :...ولولا ان اشق علی أمَّتی ما قعدتُ خلف سریّۃ ' الخ۔(بخاری، باب الجہاد من الایمان ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث:۳۶)

ترجمہ:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو میں کسی لشکر کے پیچھے بیٹھا نہ رہتا۔

آپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ مسلمانوں پر فرائض میں تخفیف کردی جائے

(۲۵)......آپ ﷺ بعض اوقات اپنا محبوب عمل امت کی آسانی کی خاطر ترک فرمادیتے تھے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہوجائے۔

(۱)......عن عائشۃ رضی اللہ عنہا : انّ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یترُک

العملَ وهو يُحِبُّ ان يعملَه كراهية ان يستنّ الناسُ به ، فَيُفْرَضَ عليهم ' وكان يُحِبُّ ما خُفِّفَ عليهم من الفرائض۔

ترجمہ:.......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کسی عمل کو ترک فرمادیتے تھے، حالانکہ وہ عمل آپ ﷺ کو محبوب ہوتا تھا، آپ ﷺ کو یہ ناپسند ہوتا تھا لوگ اس عمل میں آپ کی اقتدا کریں، پھران پر وہ عمل فرض کردیا جائے، اورآپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ مسلمانوں پر فرائض میں تخفیف کردی جائے۔

(مسنداحمد ص۶۲ ج۴۰، مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضى الله عنهما ، رقم الحديث: ۲۴۰۵۶)

غیر مسلم کی تعریف کرنا

اس مختصر رسالہ میں: غیر مسلم کی تعریف کرنے' مثلا: اہل کتاب کی تعریف، غیر مسلموں کے معبودوں کی برائی کی ممانعت، آپ ﷺ کا حضرت لبید رضی اللہ عنہ، حاتم طائی اور شاہ حبشہ کی تعریف فرمانا، حلف الفضول اور حلف مطیبین کی مدح فرمانا، مطعم کی سفارش قبول کرنے کا اظہار فرمانا، غیر مسلم کی میت میں شرکت اور تعزیت، یہود ونصاری کی میت کے ساتھ قبرستان جانا اور غیر مسلم کی تعزیت، غیر مسلم کی تعزیت کا مضمون کیا ہو؟ غیر مسلم کو سلام کرنے کے متعلق چند مفید باتیں جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابھی قریب ہی زمانہ میں برطانیہ میں :۷۰ر سالہ حکومت کرنے والی ملکہ دنیا سے چل بسی تو یہ بحث چھڑ گئی کہ غیر مسلم کی تعزیت کرنا اور اس کے جنازہ میں جانا کیسا ہے؟ اور اس کے اچھے کاموں کی تعریف کرنے کا کیا حکم ہے، کچھ لوگوں نے اس میں شدت کی اور کچھ لوگوں نے حد سے تجاوز بھی کیا، گویا افراط وتفریط نظر آئی۔ بعض اہل علم کے حکم پر یہ چند باتیں لکھی گئی ہیں۔

الحمدللہ اسلام کامل ومکمل دین ہے، اس میں کوئی تشنگی نہیں، اس کا بانگ دہل اعلان ہے:

(۱)......﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾۔ (پ:۳ر سورۂ آل عمران، آیت نمبر:۱۹)

ترجمہ:...... بیشک (معتبر) دین تو اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

(۲)......﴿ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ ﴾۔ (پ:۶ر سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۳)

ترجمہ:...... آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

ہمیں اسلام کو مدنظر رکھ کر اپنی زندگی گذارنی چاہئے، اسلامی تعلیمات کو اپنایا جائے تو کوئی مشقت اور پریشانی نہ ہوگی، اگر اسلام کے احکامات سے روگردانی کی گئی اور اپنی عقل سے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی گئی تو بڑے مسائل پیدا ہوں گے۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت عطا فرمائے، اور ہمیں ہر وقت اللہ تعالی کی اطاعت اور آپ ﷺ کی سنت اور اسلام کے احکامات کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

۱۷ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق: ۱۴ر ستمبر ۲۰۲۲ء، بروز بدھ

قرآن کریم اور اہل کتاب کے امانت داری کی تعریف

قرآن کریم نے اہل کتاب کی اچھائی کی تعریف فرمائی، اور اس کے ضمن میں ان میں اچھے اوصاف ہوں تو ان کی تعریف کی اجازت دی۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)......﴿ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ﴾۔ (پارہ:۳/سورۂ آل عمران، آیت نمبر:۷۵)

ترجمہ:......اہل کتاب میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس دولت کا ایک ڈھیر بھی امانت کے طور پر رکھوا دو تو وہ تمہیں واپس کر دیں گے، اور انہی میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار کی امانت بھی ان کے پاس رکھواؤ تو وہ تمہیں واپس نہیں دیں گے، الا یہ کہ تم ان کے سر پر کھڑے رہو۔

تفسیر:......اس آیت میں بعض لوگوں کے امانت دار ہونے کی مدح کی گئی ہے، اگر اس بعض سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو ایمان لا چکے تھے تو ان کی تعریف کرنے میں کوئی اشکال نہیں، لیکن اگر خاص مؤمن مراد نہ ہوں بلکہ مطلقا اہل کتاب ہوں جن میں غیر مسلم بھی شامل ہیں تو اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کافر کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا تو پھر ان کی مدح سے کیا فائدہ؟

جواب یہ ہے کہ: کسی چیز کا مقبول ہونا اور چیز ہے اور اس کی مدح کرنا اور چیز ہے، مدح کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ تعالی کے ہاں مقبول بھی ہے، اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اچھی بات گو کافر کی ہو وہ بھی کسی درجہ میں اچھی ہی ہے، جس کا فائدہ اس کی دنیا میں ”نیک نامی“ ہے۔...

اس بیان سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام تعصب اور تنگ نظری سے کام

نہیں لیتا، بلکہ وہ کھلے دل سے اپنے مخالف کے ہنر کی بھی اس کے مرتبہ کے مطابق داد دیتا ہے۔(معارف القرآن ص۹۳ ج۲)

اس آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ: اہل کتاب کی دو قسمیں ہیں: بعض اہل کتاب وہ ہیں جو معاملات میں ایماندار ہیں، اور بعض خائن ہیں۔ گویا امانت دار اہل کتاب کی قرآن کریم نے تعریف فرمائی اور خائن کی مذمت کی۔

امام واحدی، ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بارہ سو اوقیہ سونا رکھا، انہوں نے وہ سونا اس کو ادا کردیا تو اللہ تعالی نے ان کی مدح فرمائی، اور ایک شخص نے فنحاس میں عازوراء نام کے ایک عالم کے پاس ایک دینار امانت رکھا تو اس نے اس میں خیانت کی۔(الوسیط ص۴۵۱ ج۱۔تبیان القرآن ص۲۰۳ ج۲)

غیر مسلموں کے معبودوں کی برائی کی ممانعت

(۱)......﴿ وَلاَ تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا م بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾۔

(پ:۷،سورۂ انعام،آیت نمبر:۱۰۸)

ترجمہ:......(مسلمانو!) جن (جھوٹے معبودوں) کو یہ لوگ اللہ کے بجائے پکارتے ہیں، تم ان کو برا نہ کہو، جس کے نتیجے میں یہ لوگ جہالت کے عالم میں حد سے آگے بڑھ کر اللہ تعالی کو برا کہنے لگیں۔

تفسیر:......اس آیت میں اللہ تعالی نے غیر مسلم کے معبودوں کو برا کہنے سے منع فرمایا، اور وجہ یہ ہے کہ وہ بھی تمہارے معبود کو برا کہیں گے، اسی طرح ہم غیر مسلم کی برائی کریں گے تو وہ بھی ہماری برائی کریں گے، اسی طرح ہم ان کے مذہب کی برائی کریں گے تو وہ بھی ہمارے مذہب اور دین کی برائی کریں گے۔

فقہاء نے تو یہاں تک مسئلہ لکھا ہے کہ قرآن کریم اس طرح کی آیتیں:

(۱)......﴿ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴾۔(پ:۱۷،سورۂ حج،آیت نمبر:۷۳)

ترجمہ:......ایسا دعا مانگنے والا بھی کمزور اور جس سے دعا مانگی جارہی ہے وہ بھی۔

(۲)......﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ﴾۔

(پ:۱۷،سورۂ انبیاء،آیت نمبر:۹۸)

ترجمہ:......(اے شرک کرنے والو!) یقین رکھو کہ تم اور جن کی تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔

اگر کوئی شخص مشرکین کو چڑانے کے سبب سے پڑھے تو اس وقت یہ تلاوت کرنا بھی سبِّ ممنوع میں داخل اور ناجائز ہے، جیسے مواضع مکروہہ میں تلاوت قرآن کا ناجائز ہونا سب کو

معلوم ہے۔(مستفاد: معارف القرآن ص۴۲۰ ج ۳)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت میں کفار کے خداؤں کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے۔علماء نے کہا ہے کہ: یہ حکم اس امت میں ہر حال میں باقی ہے، لہذا جب تک کافر اپنی حفاظت میں ہو اور یہ خدشہ ہو کہ وہ اسلام کا یا نبی کریم ﷺ کو یا اللہ عز وجل کو برا کہے گا تو کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کی صلیب کو یا ان کے دین کو یا ان کی عبادت گاہوں کو برا کہے، اور نہ کسی ایسے کام کے درپے ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالی یا رسول اللہ ﷺ کو برا کہیں، کیونکہ یہ معصیت پر ابھارنے کے قائم مقام ہے۔(تبیان القرآن ص۶۲۵ ج ۳)

آپ ﷺ کا حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنا

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال النبی صلی الله عليه وسلم : أصدقُ كلِمةٍ قالها الشاعر كلمة لبيد :

ألا كُلِّ شيءٍ ما خلا الله باطل

وكان امية بن الصلت ان يسلم۔

(بخاری، باب أيام الجاهلية ، كتاب مناقب الانصار ، رقم الحديث:۳۸۴۱)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی بات وہ ہے جو لبید شاعر نے کہی ہے: خبردار اللہ تعالی کے سوا ہر چیز باطل ہے، اور امیہ بن ابی الصلت اسلام لانے کے قریب تھا۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی، جبکہ ابھی تک وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

اس شعر کا دوسرا مصرعہ یہ ہے:

وكلُّ نعيمٍ لا محالة زائل

اور بلاشک وشبہ ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔

حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے فصیح اور مشہور شاعر تھے، مشہور ناقد شعر ابن سلام کے نزدیک یہ شعراء جاہلیت کے تیسرے طبقہ میں سے تھے۔ ''سبعہ معلقہ'' میں چوتھے نمبر پر جو قصیدہ ہے وہ ان ہی کا ہے، بڑے شہ سوار اور حکیم تھے، حکمت و دانش کے باتیں ان کے ذہن پر وارد ہوتی تھیں، کنیت ابو عقیل تھی، انہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا تھا، جس سال حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اس

سال انہوں نے اسلام قبول کیا، انہوں نے اسلام قبول کر کے بڑے عمدہ کام کئے تھے۔ بنی کلاب کے وفد کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کیا، اکثر مؤرخین کے نزدیک اسلام لانے کے بعد آپ نے کوئی شعر نہیں کہا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے اشعار کے بارے میں ان سے گفتگو کی (یا ایک عامل کو لکھا) تو فرمایا کہ: مجھے اللہ تعالی نے شعر کے بدلہ میں سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران دے دی ہے، اب شعر کہنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت نے شعر گوئی کی طرف سے دل بھر دیا۔ اس جواب پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ بڑھا کر دو ہزار کر دیا۔

آپ ابتداء سے ہی سلیم الفطرت تھے، اور اسلام سے پہلے بھی ان کی شاعری معارف و حقائق سے معمور ہوتی تھی، درج ذیل شعر بھی ان کا زمانہ جاہلیت کا بیان کیا جاتا ہے ؎

و کل امری یوما سیعلم سعید اذا کشفت عند الاله المحاصل

اور ہر انسان کو اپنی کوششوں کا نتیجہ اس وقت معلوم ہوگا، جب اس کے نتائج اللہ تعالی کے سامنے ظاہر ہوں گے۔ (یعنی اللہ تعالی ان کے سامنے ظاہر فرمائیں گے)۔

یہ بھی ان کا بہت معنی خیز شعر ہے ؎

ما عاتب المرء الکریم کنفسه والمرء یصلحه القرین الصالح

شریف آدمی کو خود اس کی ذات کی طرح دوسرا عتاب نہیں کر سکتا، اور انسان کی اصلاح اس کا صالح ہم جلیس کرتا ہے۔

عرب کا نامور شاعر فرزدق نے ان کا یہ شعر ؎

وجلا السیول عن الطلول کأنما زبد تحد متونها أقلامها

اور سیلاب نے ٹیلوں کو اس طرح صاف کردیا گویا وہ ٹیلے کتاب کے صفحات ہیں جن کے متن کو قلموں نے درست کیا۔

پڑھا تو سجدہ میں گر گیا، لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ اس نے کہا: جس طرح لوگ قرآن کریم کے مقامات سجدہ کو پہچانتے ہیں، میں شاعری کے مقام سجود کو پہچانتا ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کوفہ میں ان کی وفات ہوئی۔ ۱۴۰/ یا ۱۵۰/ یا: ۱۵۷ سال کی عمر پائی۔

امیہ بن الصلت کی کنیت ابوالحکم تھی، زمانہ جاہلیت سے پہلے دمشق آ گیا، زمانہ جاہلیت کے ابتدائی زمانہ میں اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا، اور اپنی اوائل عمر میں یہ ایمان پر تھا، پھر ایمان سے منحرف ہوگیا، اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴾۔

ترجمہ: ......اور (اے رسول!) ان کو اس شخص کا واقعہ پڑھ کر سناؤ جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا فرمائیں مگر وہ ان کو بالکل ہی چھوڑ نکلا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہوگیا۔ (پ:۹/ سورۂ اعراف، آیت نمبر: ۱۷۵)

یہ بھی بلند پایہ شاعر تھا، مگر اس نے نازل شدہ کتابیں پڑھیں تھیں، اس لئے یہ اپنے اشعار میں ایسے مضامین لاتا تھا جن کو عرب نہیں پہنچانتے تھے، اسی وجہ سے علماء اس کے اشعار سے استدلال نہیں کرتے۔ ابوالفرج نے کہا: جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو یہ اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر یمن کی طرف بھاگ گیا، پھر طائف کی طرف آیا، اور دو ہجری میں فوت ہوا۔ (مستفاد: نعمۃ الباری ص ۹۸۳ ج ۶۔ انعام الباری فی شرح اشعار البخاری ص ۹۸۔ سیر الصحابہ ص ۲۰۳ ج ۴، حصہ ہفتم)

اگر مطعم زندہ ہوتا تو اس کی سفارش قبول کرتا

(۲)......عن محمد بن جُبیر ، عن أبیه رضی الله عنه : أنّ النبی صلی الله علیه وسلم قال فی اُسارٰی بَدْرٍ : لو کان المُطْعِم بنُ عدی حیّا ثمّ کَلَّمَنِی فی هؤُلاء النَّتْنٰی لتَرکْتُهُم له۔

(بخاری، باب ما مَنَّ النبی صلی الله علیه وسلم علی الاُساری من غیر أن یُخَمِّسَ ، کتاب فرض الخمس ، رقم الحدیث:۳۱۳۹)

ترجمہ:......حضرت محمد بن جبیر اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا، اور مجھ سے ان بدبودار لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔

تشریح:......اس حدیث میں آپ ﷺ نے مطعم بن عدی کی سفارش قبول کرنے کا اظہار فرمایا، جو حالت کفر میں فوت ہوا تھا۔

مطعم بن عدی غزوۂ بدر سے سات ماہ پہلے صفر کے مہینہ میں کفر پر فوت ہوا تھا، جب آپ ﷺ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور تھے اور قریش نے وہاں ایک صحیفہ یہ لکھ کر لگا دیا تھا کہ: ہاشمیہ اور مطلبیہ سے کوئی نکاح کرے نہ خرید وفروخت کرے، تو اس نے کوشش کر کے اس کو ختم کرایا تھا۔

اسی طرح جب آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے اور اہل طائف نے آپ ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کی تو آپ ﷺ نے اس کے گھر میں پناہ لی تھی، اس کے اس حسن سلوک کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کی سفارش قبول کرنے کا ذکر فرمایا۔

(عمدۃ القاری ص ۸۶ ج ۱۵، تحت حدیث نمبر:۳۱۳۹، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

آپ ﷺ کا حاتم طائی کے مکارم اخلاق کی تعریف فرمانا

(۳)......قال علی بن أبی طالب رضی الله عنه : یا سبحان الله ! ما أزهد کثیرا من الناس فی خیر ، عجباً لرجل یجیئه أخوه المسلم فی الحاجة فلا یری نفسه للخیر أهلا ، فلو کان لا یرجو ثواباً ولا یخشی عقاباً لکان ینبغی له أن یسارع فی مکارم الأخلاق ، فانها تدل علی سبیل النجاح ، فقام الیه رجل فقال : فداک أبی و أمی یا أمیر المؤمنین ! أَسَمِعْتَ من رسول الله صلی الله علیه وسلم ؟ قال : نعم وما هو خیر ، فذکر حدیثا فی قدوم ابنة حاتم الطائی و ذکرها أخلاق أبیها وانه لم یرد طالب حاجة قط و ذکرها فی کتاب " دلائل النبوة " قال : فقال النبی صلی الله علیه وسلم : خَلُّوا عنها فان أباها کان یحب مکارم الأخلاق ، والله یحب مکارم الأخلاق ،

فقام ابو بردة بن نیاد فقال : یا رسول الله ! الله عز وجل یحب مکارم الأخلاق فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : والذی نفسی بیده لا یدخل الجنة أحد الا بحسن الخلق۔

(شعب الایمان بیہقی ص۲۴۱ ج۶ ، باب فی حسن الخلق ، الباب السابع والخمسون فی حسن الخلق ، رقم الحدیث:۸۰۱۳)

ترجمہ:......حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے سبحان اللہ! بعض لوگ خیر میں کس قدر دنیا سے بے رغبت ہیں، تعجب ہے اس آدمی کے لئے جس کے پاس کوئی اپنا مسلمان بھائی کسی حاجت کے لئے آیا اور وہ اپنے آپ کو خیر کا اہل نہیں سمجھتا، اگر وہ ثواب کی امید نہ رکھتا ہو اور نہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو تو اس کے لئے مناسب ہے کہ مکارم اخلاق میں جلدی کرے، اس لئے مکارم اخلاق کامیابی کا راستہ ہے، ایک صاحب آپ کی

طرف کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، اور ہر خیر کی بات، پھر آپ نے حاتم طائی کی بیٹی کی آمد کی بات فرمائی اور اس کے والد کے اخلاق کا ذکر فرمایا کہ اس نے کسی سائل اور ضرورمند کو خالی ہاتھ نہیں کیا، اور ہم نے اس روایت کو اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں ذکر کیا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو، اس لئے کہ اس کا والد مکارم اخلاق کو پسند کرتا تھا، اور اللہ تعالی بھی مکارم اخلاق کو پسند فرماتے ہیں۔

(یہ سلسلۂ کلام جاری تھا کہ) ابو بردہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالی مکارم اخلاق کو پسند فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! کوئی بھی جنت میں بغیر اخلاق کے داخل نہیں ہوگا۔

حلف الفضول میں شرکت اور اس کی مدح

(۴)......آپ ﷺ کی عمر شریف بیس سال کی ہوگی کہ مکہ مکرمہ میں ایک واقعہ پیش آیا، جس نے اشراف مکہ میں سے کئی افراد کو فکرمند بنا دیا، ہوا یوں کہ قبیلہ زبید کا ایک آدمی اپنا سامان لے کر مکہ مکرمہ آیا، ایک ذی اثر اور مالدار شخص عاص بن وائل نے سامان خریدا اور قیمت روک لی، زبیدی نے شہر میں اپنے حلیفوں سے مدد طلب کی، لیکن کوئی بھی عاص بن وائل کے اثر ورسوخ کی بنا پر مدد کو تیار نہ ہوا، یہ دیکھ کر زبیدی نے صبح سویرے ابوقبیس نامی پہاڑ پر چڑھ کر اپنی مظلومیت کا رونا رویا، اور قریش کی عزت وکرامت کی دہائی دی، صبح کے وقت تمام قبائل کعبہ کے گرد بیٹھا کرتے تھے، سب سے پہلے آپ ﷺ کے چچا زبیر نے اس کی مدد کا بیڑا اٹھایا، اور کئی افراد کو مظلوم کی حمایت کے لئے تیار کیا، یہ لوگ عبداللہ بن

جذعان نامی ایک سردار کے گھر جمع ہوئے، ایک تنظیم بنائی، اور معاہدہ کیا کہ مکہ مکرمہ میں کسی بھی مظلوم کا حق مارا نہ جائے گا، اور سب مل کر ظالم کو ظلم سے روکیں گے، اور مصیبت زدوں کی معاشی امداد بھی کریں گے، یہ لوگ اٹھ کر عاص بن وائل کے پاس گئے، اور اس سے بزور وقوت سامان واپس لے کر زبیدی کو دیا۔

(مستفاد: پیغمبر عالم ﷺ ص ۲۹۵، عنوان: غریبوں کے ساتھ سلوک)

حلف مطیبین میں شرکت اور اس کی مدح

(۵)......عن عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه قال: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: شَهِدتُ مع عُمُومَتِي حِلْفَ الْمَطَيَّبِين، فما أُحِبُّ أن أَنْكُثَه، وانّ لی حُمُرَ النَّعَمِ۔ (الادب المفرد، باب حلف الجاهلية، رقم الحديث: ۵۶۷)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے چچاؤں کے ساتھ مطیبین کے معاہدہ میں شرکت کی ہے، میں سرخ اونٹوں کے بدلہ میں بھی اسے توڑنا پسند نہیں کرتا۔

تشریح:......اہل عرب کا ایک طریقہ کا تھا ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے مل کر یا متعدد قبائل چند قبیلوں سے مل کر آپس میں معاہدہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بنو عبد مناف نے بنی عبد الدار سے ان کے عہدے چھیننے کی اور حاجیوں کی خدمت کی ذمہ داری کو اپنے قبضہ میں لینا چاہا، اس سلسلہ میں بہت سے لوگوں نے تو موافقت کر لی کہ قبیلہ بنو عبد الدار کے پاس سے جبرا حاجیوں کی خدمت کی ذمہ داری لے لی جائے، لیکن قریش کے نو خاندانوں (جن میں بنو ہاشم، بنو عبد المطلب، بنو تیم، بنو زہرہ اور بنو اسد شامل تھے) نے یہ معاہدہ کیا کہ ہم کبھی ظالم کا ساتھ نہیں دیں گے، بلکہ اس کے مقابلے میں مظلوم کی حمایت اور مدد کریں گے، چنانچہ

اس معاہدہ کی وجہ سے ایک آدمی یمن سے کپڑا اور دیگر مال فروخت کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آیا، تو قریش سے ایک آدمی ولید بن مغیرہ نے اس سے مال خریدا اور اس کے پیسے نہیں دیئے تو جن لوگوں نے یہ معاہدہ کیا تھا انہوں نے اس کی حمایت کرتے ہوئے ولید بن مغیرہ کو تنبیہ کی کہ تجھے اس کا حق ادا کرنا ہے، یہاں آپ ﷺ اسی معاہدہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس معاہدہ کے وقت ایسا ہوا تھا کہ جب یہ لوگ معاہدہ کرنے کے لئے بیٹھے تو ام حکیم بنت عبدالمطلب نے خوشبو سے بھرا ہوا ایک برتن ان کے پاس بھیجا، ان معاہدہ کرنے والوں نے اپنے ہاتھ اس خوشبو میں ڈبو کر کعبہ کی دیوار پر لگائے تھے، اس لئے اس معاہدہ کو ''حلف المطیبین'' کہا جاتا ہے۔ ''طیب'' عربی زبان خوشبو کو کہتے ہیں۔

(مستفاد: الادب المفرد مترجم ص ۳۸۶۔ فتح اللہ الاحد بتوضیح الادب المفرد ص ۳۱۱ ج ۲)

لوگ معادن ہیں

(۲)......عن أبی هریرة رضی الله عنه : سُئل رسول الله صلی الله علیه وسلم مَنْ أکرم الناس ؟ قال : أتقاهم لله ، قالوا : لیس عن هذا نسألک ، قال : فأکرمُ النّاس یوسف نبی الله ابنُ نبی الله ابن نبی الله ابن خلیل الله ، قالوا : لیس عن هذا نسالک ، قال : فعن معادن العرب تسألوننیی ؟ النّاس معادن : خِیارُهُم فی الجاهلیة خِیارهم فی الاسلام اذا فَقُهُوا۔

(بخاری، باب قول الله تعالی : ﴿لقد کان فی یوسف واخوته آیت للسائلین﴾ ، کتاب أحادیث الانبیاء ، رقم الحدیث:۳۳۸۳)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو سب سے زیادہ

اللہ تعالی سے ڈرنے والا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم آپ سے اس کے متعلق سوال نہیں کررہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر سب لوگوں سے زیادہ مکرم یوسف نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ ہیں، (علیہم الصلوۃ والسلام) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم ان کے متعلق آپ سے سوال نہیں کررہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم عرب کے معادن کے متعلق سوال کررہے ہو، لوگ معادن ہیں، جو زمانہ جاہلیت میں سب سے بہتر تھے وہ زمانہ اسلام مں سب سے بہتر ہیں، جب وہ دین میں سمجھ حاصل کرلیں۔

تشریح:......معادن عرب سے مراد ہے: عرب کے وہ اجداد جن پر وہ فخر کرتے تھے، ان کو معادن جمع کے صیغہ سے اس لئے تعبیر فرمایا ہے، کیونکہ ان کی صلاحیتیں مختلف ہیں، ان کو معادن سے اس لئے تعبیر فرمایا ہے کہ جس طرح معادن جواہر نفیسہ کا ظرف ہوتے ہیں، اسی طرح وہ اجداد علوم کا ظرف ہوتے ہیں۔ پھر اس میں یہ قید لگائی کہ جب وہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں، کیونکہ جو شخص زمانہ جاہلیت میں شریف ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو زمانہ جاہلیت میں شریف نہیں تھا۔ فقہ سے مراد علم ہے اور عرف میں اس سے مراد علم شریعت ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۳۳۸ ج ۱۵، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ نعمۃ الباری ص ۳۷۵ ج ٦)

آپ ﷺ کا بادشاہ حبشہ کی تعریف فرمانا

(۷)......وقال محمد بن اسحاق : فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يصيب أصحابه من البلاء ، وما هو فيه من العافية ، بمكانه من الله عز وجل ومن عمه أبى طالب ، وانه لا يقدر على ان يمنعهم مما هم فيه من البلاء ، قال لهم : لو خرجتم الى أرض الحبشة ، فان بها ملكا لا يظلم عنده أحد ، وهى أرض صدق ، حتى يجعل

الله لكم فرجا مما انتم فيه۔

(البدایہ والنہایہ ص٦٦ ج ٣، باب هجرة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة الى ارض الحبشه ، ط : مكتبة المعارف ، بيروت)

ترجمہ:......محمد بن اسحاق راوی ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مصیبت اور آزمائش میں دیکھا اور یہ کہ وہ عافیت سے محروم ہیں، اوران کے چچا ابو طالب بھی ان کی حفاظت سے بے بس ہو چکے ہیں (تو آپ ﷺ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی، اورفرمایا:) اگرتم حبشہ چلو جاؤ (تو وہاں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا) اس لئے کہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور وہ حق وصداقت کی زمین ہے، یہاں تک اللہ تعالی تمہارے لئے اس مصیبت سے نجات کا کوئی راستہ نکال لیں۔

(مستفاد: البدایہ النہایہ اردو ص۹۸ ج۳)

غیر مسلم کی میت میں شرکت اور تعزیت

مسئلہ:......غیر مسلم دوست کے گھر موت کے موقع پر تعزیت کی جا سکتی ہے۔جلانے کے لئے جانا جائز نہیں۔

(۱)......عن علی قال :قلتُ للنبیّ صلی الله علیه وسلم : انّ عمّک الشیخَ الضّالَّ قد مات ، قال : اذهب فَوَارِ أباک ، ثم لا تُحدِثَنَّ شیئا حتی تأتِیَنی ، فذهبتُ فواریْتُه وجئتُه ، فأمرنی فاغتسلتُ ، ودعا لی۔

(ابوداؤد، باب الرجل یموت له قرابة مشرک ، اول کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۱۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:(جب میرے باپ ابو طالب کا انتقال ہوا تو) میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے بوڑھے اور گمراہ چچا کا انتقال ہوگیا ہے،آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ،اور اپنے باپ کو دفن کرآؤ،اور اس کے علاوہ کوئی اور کام نہ کرنا یہاں تک کہ تو میرے پاس واپس آؤ،لہذا میں گیا اور ان کو دفن کر کے آگیا،پس آپ ﷺ نے مجھے غسل کرنے کا حکم فرمایا، میں نے غسل کیا،اور آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

تشریح:......''مصنف ابن ابی شیبہ'' کی روایت کے آخر میں ہے کہ:''ما یسرنی ان لی بهن ما علی الارض من شیء''۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے میرے لئے کچھ دعائیں کیں جو میرے نزدیک زمین کی ساری چیزوں کے مل جانے سے زیادہ قابل مسرت ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۱ ج۷، فی المسلم یغسِّل المشرک ، یغتسل ام لا ؟ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۲۶۷)

یہود ونصاری کی میت کے ساتھ قبرستان جانا

مسئلہ:...... یہود ونصاری کی میت کے ساتھ قبرستان جانا بہ ضرورت جائز ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۳۸۲ ج ۱۶، سوال نمبر:۴۵۷۔ کفار اور مرتدین سے میل جول رکھنے کا بیان)

غیر مسلم کی تعزیت

مسئلہ:...... غیر مسلم کے وارثوں کی تعزیت کرنا جائز ہے۔

''امداد المفتین'' میں ہے:

کافر کی عیادت جائز ہے اور جب مر جائے تو اس کے وارثوں کی تعزیت بھی جائز ہے۔

(امداد المفتین اول ودوم، ص ۳۶۶، امدادیہ، دیوبند۔ فتاوی دار العلوم زکریا ص ۱۷۷ ج ۲)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وفي النوادر : جار يهودي او مجوسي مات ابن له او قريب ينبغي ان يعزيه''۔

(شامی ص ۵۵۷ ج ۹، باب الاستبراء وغيره ، فصل في البيع ، كتاب الحظر والاباحة ، ط : مكتبة الباز ، مكة المكرمة)

غیر مسلم کی تعزیت کا مضمون کیا ہو؟

غیر مسلم کی تعزیت اس مضمون سے کی جائے کہ: اللہ تعالی تمہیں اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔'' ويقول : اخلف الله عليك خيرا منه ، واصلحك وكان معناه اصلحك الله بالاسلام يعني رزقك الاسلام و رزقك ولدا مسلما ''۔

(شامی ص ۵۵۷ ج ۹، باب الاستبراء وغيره ، فصل في البيع ، كتاب الحظر والاباحة ، ط : مكتبة الباز ، مكة المكرمة)

خاتمہ:.......غیر مسلم کوسلام کرنے کے متعلق

غیر مسلم کی تعریف کے ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ غیر مسلم کوسلام کرنا اوران کے سلام کا جواب دینا بھی جائز ہے،تعریف سے بڑھ کر دعا دینااور سلام کرنا ہے۔

(۱)......آپ ﷺ نے ہرقل کے نام جومکتوب تحریر فرمایااس میں تحریر فرمایا:''سلام علی من اتبع الھدی''۔(بخاری، کتاب بدء الوحی الوحی، رقم الحدیث:۷)

ترجمہ:......محمد اللہ تعالی کے بندے اوراس کے رسول کی طرف سے ہرقل عظیم الروم کی طرف، جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو۔

(۲)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اہل کتاب کے ایک شخص کو(خط لکھا) تو لکھا : " السلام علیک "۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۷ ج۱۳، رقم الحدیث:۲۶۲۶۲)

(۳)......حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک غیر مسلم چودھری کواس کے خط میں سلام لکھا،ان سے کہا گیا: آپ اس کوسلام کرتے ہیں، حالانکہ وہ کافر ہے،انہوں نے فرمایا: کیونکہ اس نے مجھے اپنے خط میں سلام لکھا تھا،اس لئے میں نے اس کا جواب دیا ہے۔

(ادب المفرد، باب اذا کتب الذمی فسلم ، یُردّ علیہ ، رقم الحدیث:۱۱۰۱)

(۴)......حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ نے ایک ذمی کوخط میں سلام لکھا،تو آپ سے کہا گیا کہ: آپ نے اسے سلام کیوں لکھا؟ آپ نے فرمایا: بیشک اس نے سلام میں ابتدا کی تھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۸ ج۱۳، رقم الحدیث:۲۶۲۶۸)

(۵)......حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ سَیلَحین مقام سے آرہا تھا کہ مقام حراء کے کچھ(غیر مسلم) تاجر بھی آپ کے ساتھ ہولئے ،جب یہ لوگ کوفہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا

راستہ پکڑ لیا، تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے دیکھا کہ وہ راستہ سے ہٹ گئے ہیں تو آپ نے ان کو سلام کیا، میں نے پوچھا کہ: آپ نے ان کافروں کو سلام کیا؟ آپ نے فرمایا: بیشک انہوں نے میرا ساتھ اختیار کیا، اور ساتھی کا بھی کچھ حق ہوتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج ۱۳، رقم الحدیث:۲۶۳۸۵)

(۶)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلام کا جواب دو، اگر چہ سلام کرنے والا یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مجوسی ہو، اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو، یا ویسے الفاظ کہہ دو۔ (نساء:۸۶)

(الادب المفرد، باب کیف الرد علی اھل الذّمۃ، رقم الحدیث:۱۱۰۷)

(۷)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر فرعون بھی مجھ سے یہ کہے: ’’اللہ تعالی تجھے برکت دے‘‘ تو میں (جواب میں) کہوں گا: اور تجھے بھی اللہ برکت دے۔

(الادب المفرد، رقم الحدیث:۱۱۱۳۔ معجم کبیر طبرانی ص۳۱۹ ج ۱۰، رقم الحدیث:۱۰۶۰۹)

(۸)......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر فرعون بھی مجھ سے یہ کہے: ’’اللہ تعالی تجھے برکت دیں‘‘ تو میں (جواب میں) کہوں گا: اور تجھے بھی اللہ تعالی برکت دیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۰ ج ۱۳، رقم الحدیث:۲۶۳۴۳)

یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علماء فرماتے ہیں کہ: کفار کو ابتداء سلام کرنا جائز نہیں۔

(عمدۃ القاری ص۹۹ ج ۱۔ شرح نووی علی مسلم ص۲۱۴ ج ۲، باب النھی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام و کیفیۃ الرد علیھم، کتاب السلام)

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حنفیہ کے ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حضرات صاحبین

رحمہما اللہ سے یہی نقل کیا ہے۔

(طحاوی ص۳۳۲ ج۲ (۴۰۷اج۴،ط:لبنان) باب السلام علی اھل الکفر، کتاب الکراھیة)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ: کافر کو مطلقا سلام کرنا جائز ہے۔

صاحب درمختار نے لکھا ہے کہ: ضرورت اور حاجت کے وقت سلام کرنے کی گنجائش ہے۔(شامی ص۲۹۲ ج۵، کتاب الحظر والاباحة)

بعض سلف کی رائے یہ ہے کہ تالیف قلب کی غرض سے ابتداءً سلام کرنا مباح ہے۔

(عمدۃ القاری ص۹۹ ج۱۔کشف الباری ص۵۲۶ ج۱)

نوٹ:......آخری تینوں عنوانات کی تفصیل کے لئے دیکھئے! راقم کا رسالہ ''غیر مسلم سے تعلقات''۔مرغوب الفقہ ص۷۶/تا:۹۰ ج۱۲۔

مقالہ:

غیر مسلم کو حرام چیز کا ہدیہ دینا

اس مقالہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ: حرام اشیاء غیر مسلم کو دی جاسکتی ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

غیر مسلم کو حرام چیز کا ہدیہ دینا

مسئلہ:......مسلمان کا کسی حرام چیز کو غیر مسلم کو ہدیہ کرنا جائز ہے۔

(مستفاد: فتاوی دار العلوم دیوبند ص۴۳۲ ج۱۵، ذبح وشکار کرنے کا بیان۔ فتاوی قاسمیہ ص۱۰۳ ج۲۴، باب حلال وحرام اشیاء کا بیان)

(۱)......عن ابن عمر رضى الله عنهما قال : رأى عمر حُلّة على رجل تُباع ، فقال للنّبى صلى الله عليه وسلم : اِبتعُ هذه الحلّة تلبسها يوم الجمعة و اذا جاءک الوفد، فقال : انّما يلبس هذه من لا خلاق له فى الاخرة ، فأُتى رسول الله صلى الله عليه وسلم منها بِحُللٍ، فارسل الى عمر منها بحُلةٍ ، فقال عمر : كيف البسها وقد قلتَ ما قلتَ فيها ؟ قال : انِّى لم اكسكها لتلبسها ، تبيعها أو تكسوها ، فارسل بها عمر الى اخٍ لّه من اهل مكة قبل ان يُّسلم۔

(بخاری، باب الهدية للمشركين ، كتاب الهبة وفضلها ، رقم الحديث:۲۶۱۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس ایک حلہ دیکھا جو فروخت کیا جا رہا تھا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ یہ حلہ خرید لیں اور جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب آپ کے پاس کوئی وفد (ملنے کے لئے) آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس حلہ کو وہ (مرد) پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کئی حلے آئے تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک حلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کو کیسے پہنوں؟ حالانکہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ہے جو فرمایا ہے، آپ

ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ حلہ تم کو اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو پہنو، تم اس کو فروخت کردو، یا (کسی اور کو) پہناؤ، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے اس بھائی کو دے دیا جو اہل مکہ میں سے تھا، اور ابھی اسلام نہیں لایا تھا۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان مردوں کے لئے دنیا میں ریشم پہننا منع ہے، مگر غیر مسلم اس بات کے مکلّف نہیں ان کو دے دینا جائز ہے۔

(الادب المفرد مترجم ص۲۷، باب بر الوالد المشرک ، تحت رقم الحدیث:۲۶)

حدیث پاک سے اس امر کا جواز نکلا کہ کسی کافر کو ریشمی لباس ہدیۃً دے سکتے ہیں، اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مکی بھائی کافر کو اسلام لانے سے قبل دیا تھا۔

(انوار الباری ص۸۵ ج۱۷)

اس حدیث سے حنفیہ نے استدلال کیا ہے کہ: کفار مخاطب بالفروع نہیں ہیں، اس لئے اس کو دیا، ورنہ اس کو دینا بھی درست نہ ہوتا۔ (انعام الباری ص۶۲ ج۴)

''وفی ارسال عمر رضی اللہ عنہ حلتہ الی أخ لہ مشرک بمکۃ دلیل علی أن الکفار غیر مکلفین بالفروع''۔

(بذل المجہود ص۸۴ ج۵، باب اللبس للجمعۃ ، کتاب الصلوۃ ، تحت رقم الحدیث:۱۰۷۶۔

الدر المنضود ص۴۱۸ ج۲)

اگر کسی کی طرف سے کوئی چیز ہدیہ میں ایسی ملے جس کا استعمال شرعاً اپنے لئے درست نہ ہوتو دوسرے جائز مصرف میں اسے استعمال کر سکتے ہیں۔ (مثلاً کسی غیر مسلم کو ہدیہ کرنے میں)۔ (فتح اللہ الاحد ص۱۱۳ ج۱، باب برّ الوالد المشرک ، تحت رقم الحدیث:۲۶)

اگر کوئی شخص ہدیہ میں کسی کو ایسی چیز دے جس کا استعمال اس کے لئے ممنوع ہے تو اس

ہدیہ کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔(دوسروں کو دے دے، یا بیچ دے)۔

(فتح اللہ الاحد ص۱۷۶ ج۱، باب صلة ذی الرحم المشرک والهدية ، تحت رقم الحديث:۱۷)

صاحب ہدایہ کی یہ عبارت بھی دلیل جواز ہوسکتی ہے:

(۱)......واهل الذمة فی البياعات كالمسلمين الا فی الخمر والخنزير خاصة ' فان عقدهم على الخمر كعقد المسلم على العصير و عقدهم على الخنزير كعقد المسلم على الشاة ' لانها اموال فی اعتقادهم و نحن أمرنا بان نتركهم وما يعتقدون دل عليه قول عمر : ولو هم بيعها ، الخ ۔

(ہدایہ ص۱۰۸ ج۳، مسائل منثورة ، كتاب البيوع، ط: مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

ترجمہ:......اور اہل ذمہ بیوع میں مسلمانوں کی طرح ہیں، مگر خاص طور پر شراب اور خنزیر میں، اس لئے کہ ان کا عقد شراب پر ایسا ہے جیسا کہ مسلمان کا عقد شربت پر، اور ان کا عقد خنزیر پر ایسا ہے جیسا کہ مسلمان کا عقد بکری پر، اور اس لئے کہ یہ ان کے اعتقاد (اور ان کے مذہب) میں مال ہے، اور جس چیز کا وہ اعتقاد رکھتے ہیں ہم کو حکم ہے کہ اس کو چھوڑ دیں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول دلیل ہے کہ: ذمیوں کو بیع کرنے دو اور اس کی قیمت میں عشر لو۔

صاحب ہدایہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قول نقل کیا ہے وہ یہ ہے:

(۱)......عن سويد بن غفله قال : بلغ عمر رضی الله عنه ان عماله يأخذون الخمر فی الجزية ، فنشدهم ثلاثا ، فقيل : انهم ليفعلون ذلک ، قال : فلا تفعلوا ، ولكن وَلُّوُهم بيعها ، فان اليهود حرمت عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها۔

(مصنف عبد الرزاق ص۱۹۵ ج۸، باب بيع الخمر ، كتاب البيوع ، رقم الحديث:۱۴۸۵۳)

(۲)......ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول : دخلت علی عمر رضی اللہ عنہ.....قال سفیان یقول : لا تأخذوا فی جِزیتهمُ الخَمْر والخنازیر ' ولکن خَلُّوا بینهم و بین بیعِها ' فاذا باعوها فخذوا اثمانَها فی جِزیتهم۔

(سنن کبری بیہقی ص۸۷ج۱۹، باب لا یاخذ منهم فی الجزیة خمرا ولا خنزیرا ، کتاب الجزیة ، رقم الحدیث:۱۸۷۷۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا.....(پھر اپنا واقعہ بیان فرمایا، اس روایت کے آخر میں ہے:) حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان سے جزیہ میں شراب اور خنزیر وصول نہ کرو، بلکہ ان کو فروخت کرنے دو، ان کی قیمت جزیہ میں وصول کرلو۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اٴحکم واتم

مرغوب احمد لاجپوری

۱۹/صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶/ستمبر ۲۰۲۲ء

بروز جمعہ